سِیَرُالاقطاب

اُردو ترجمہ

تذکرۂ خواجگانِ چشت

مُصنّف

حضرت الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم

قدس اللہ سرہ العزیز

مترجم

پروفیسر محمد معین الدین دردائی

ایم اے علیگ

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ۔ کراچی ۱

Marfat.com

سیر الاقطاب

اردو ترجمہ

تذکرۂ خواجگانِ چشت

مصنّفہ
حضرت الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم
قدس اللہ سرہ العزیز

مترجم
پروفیسر محمد معین الدّین دردائی
ایم' اے علیگ

نفیس اکیڈمی
اسٹریچن روڈ۔ کراچی ۱

Marfat.com

جملہ حقوق طباعت واشاعت دائمی وتصحیح وترجمہ بحق

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

مالک

نفیس اکیڈیمی اسٹریچن روڈ کراچی

محفوظ ہیں

بہ اہتمام

★۔ طارق اقبال گاہندری

ٹیلیفون ——— ۲۱۳۳۰۳

قیمت ———

مطبوعہ: نفیس اکیڈمی آفسٹ پرنٹرز کیمبل روڈ کراچی ۲ فون ۲۱۳۶۲۲

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	(عرض ناشر)	۱۳
۱	ذکر امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	۱۷
۲	ذکر قطب الاقطاب حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہٗ	۲۵
۳	ذکر قطب المشائخ شیخ الاسلام حضرت شیخ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہٗ	۳۷
۴	ذکر سراج الواصلین حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہٗ	۴۴
۵	ذکر فخر شیوخ عالم حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم قدس اللہ سرہٗ	۵۱
۶	ذکر قطب المحققین حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہٗ	۷۰
۷	ذکر تاج العارفین حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہٗ	۷۴
۸	ذکر شیخ المشائخ حضرت ممشاد علو دینوری قدس اللہ سرہٗ	۷۷
۹	ذکر شمس الاولیاء حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی قدس اللہ سرہٗ	۸۳
۱۰	ذکر قطب المتقین حضرت شیخ ابو احمد چشتی قدس اللہ سرہٗ	۸۷
۱۱	ذکر حجت المشائخ حضرت شیخ ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہٗ	۹۵
۱۲	ذکر سید الاولیا حضرت ناصر الدین خواجہ ابو یوسف قدس اللہ سرہٗ	
۱۳	ذکر سلطان المشائخ حضرت خواجہ مودود قدس اللہ سرہٗ	۱۱۱
۱۴	ذکر قطب الزاہدین حضرت شیخ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہٗ	۱۲۴
۱۵	ذکر امام الاولیا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ	۱۲۹
۱۶	ذکر غوث صمدانی حضرت عبدالقادر محی الدین جیلانی قدس اللہ سرہٗ	۱۵۶

Marfat.com

۱۷ ذکر سلطان الاتقیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ ۱۲۶
۱۸ ذکر آشنائے قلزم بیہوشی حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہٗ ۱۶۸
۱۹ ذکر قطب الکاملین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج قدس اللہ سرہٗ ۱۸۵
۲۰ ذکر فرید دہر حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر قدس اللہ سرہٗ ۱۹۹
۲۱ ذکر شمس الاولیا حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی قدس اللہ سرہٗ ۲۰۵
۲۲ ذکر قطب ربانی حضرت شیخ المشائخ جلال الدین کبیر الاولیا قدس اللہ سرہٗ ۲۱۴
۲۳ ذکر قدوۃ الاولیا حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس اللہ سرہٗ ۲۲۷
۲۴ ذکر شیخ المشائخ حضرت بہرام بیڈولوی قدس اللہ سرہٗ ۲۳۷
۲۵ ذکر عمدۃ العارفین حضرت شیخ نظام سنامی قدس اللہ سرہٗ ۲۳۴
۲۶ ذکر شیخ الطریقت محرم راز خفی و جلی حضرت خواجہ شبلی بن شیخ جلال الدین کبیر الاولیا قدس اللہ سرہٗ ۲۳۵
۲۷ ذکر خلاصۃ الاولیا حضرت خواجہ عبدالقدوس قدس اللہ سرہٗ ۲۳۶
۲۸ ذکر شمع بزم اہتدا حضرت خواجہ عبدالکبیر اولیا قدس اللہ سرہٗ ۲۳۷
۲۹ ذکر ملک المشائخ حضرت شیخ عثمان زندہ پیر قدس اللہ سرہٗ ۲۳۸
۳۰ ذکر برہان الاتقیا حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہٗ ۲۴۰
۳۱ ذکر حجت المحققین محب الاولیا حضرت شیخ عبدالسلام شاہِ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ ۲۴۱

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
امیر المومنین حضرت علیؓ	۱۷	ایک مفلس کی حاجت روائی کا واقعہ	۲۰	حضرت علیؓ کے خلفاء	۲۳
فقر و قناعت	۱۸	ایک اعرابی کے قرض کی ادائیگی	۲۰	شہادت	۲۳
خوف خدا	۱۸	اتباع رسولؐ	۲۴	حضرت خواجہ حسن بصریؒ	۲۵
مجاہدۂ نفس	۱۸	کمال ریاضت	۲۲	خرقہ فقر و ارادت	۲۵

Marfat.com

حسب ونسب ۲۶
حلقہ ارادت میں شمولیت ۲۶
درویشوں کی سرداری ۲۶
حضرت ام المومنین سلمہؓ کی دعا ۲۷
عطیہ رسولؐ ۲۷
خوفِ خدا ۲۷
عذابِ دنیا کی تشریح ۲۸
غفلت پر اظہار تاسف ۲۸
قناعت و معرفتِ الٰہی ۲۸
احتساب نفس ۲۹
توکل کی تلقین ۲۹
حضرت امام حسن بصریؒ اور حجاج بن یوسف ۳۰
آتش پرست کا قبول اسلام ۳۰
سفارش کی قبولیت ۳۱
سماع سے رغبت ۳۲
حضرت رابعہ بصریؒ کا مقام ۳۲
دلی را دلی می شناسد ۳۳
قوم اجنہ کے ساتھ تحصیل علم ۳۴
عاشقان الٰہی کی زندگی کا راز ۳۴
حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلفاء ۳۵

وفات ۳۵
حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ ۳۷
عبادت و ریاضت ۳۸
عارف غلام ۳۸
خیرات کا صلہ ۳۹
بیمار کے لئے دعا ۴۱
کشف وکرامات ۴۲
وفات ۴۳
حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ ۴۴
خرقہ فقر وارادت ۴۴
دنیا سے بیزاری ۴۴
خلوت سے دلچسپی ۴۵
راہزنی سے رہبری تک ۴۵
حلقہ ارادت میں شمولیت ۴۷
حضرت خواجہ عبدالواحد کی نصیحت ۴۷
حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ اور خلیفہ ہارون الرشید ۴۷
عجیب تبسم ۴۹
دین کی بنیاد ۵۰
حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ کے خلفاء ۵۰

وفات ۵۰
حضرت سلطان ابراہیم بن ادہمؒ ۵۱
شجرہ نسب ۵۱
خرقہ فقر وارادت ۵۱
حضرت سلطان ابراہیم بن ادہمؒ کا مرتبہ ۵۲
حضرت ادہمؒ قلندر کا عشق ۵۲
وزیر کی مخالفت ۵۳
نایاب موتی کا مطالبہ ۵۳
حضرت خواجہ خضر کی مدد ۵۴
وزیر کا وعدہ ایفائی سے انکار ۵۴
شہزادی کی تدفین ۵۵
شہزادی کی صحت یابی ۵۶
حضرت ادہمؒ کا شہزادی سے نکاح ۵۷
حضرت ابراہیم کی ولادت ۵۷
شاہ بلخ اور حضرت ابراہیم بن ادہمؒ ۵۸
حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی ولی عہدی
حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی گوشہ نشینی ۵۹
حلقہ ارادت میں شمولیت ۶۰
قطب الاقطاب ۶۰
حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کا اعزاز ۶۱
خواجہ خضر سے ملاقات

درویش کا مقام ۶۱
حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی خواہش کی تکمیل ۶۲
شب بیداری ۶۲
غار میں خوشبو کی مہک ۶۲
اکل حلال کی فضیلت ۶۳
ولی اللہ ہونے کا طریقہ ۶۴
انکساری کی تلقین ۶۴
اکل حلال کی تلقین ۶۴
حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی پند و نصائح ۶۵
درویشوں کی خواہش کی تکمیل ۶۶
دولت سے تنفر ۶۶
یاد الٰہی ۶۷
بلخ واپس جانے سے انکار ۶۷
پہاڑ کی اطاعت ۶۸
نصب العین ۶۸
حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے بیٹھنے کا طریقہ ۶۸
فقیری کی تشریح ۶۸
خوف خدا ۶۹
وفات ۶۹
حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ ۷۰
حلقہ ارادت میں شمولیت ۷۰
خرقہ فقر و ارادت ۷۱
حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی نصیحت ۷۱
حضرت بایزید بسطامی کی رائے ۷۱
گریہ وزاری کا سبب ۷۲
جنت کی بشارت ۷۲
صحبت کا اثر ۷۳
شرپسندوں کا انجام ۷۳
وفات ۷۳
حضرت شیخ ہبیرہ بصریؒ ۷۴
مجاہدۂ نفس ۷۴
حلقہ ارادت میں شمولیت ۷۴
خرقہ فقر ۷۵
گریہ وزاری ۷۵
عبادت و ریاضت ۷۵
دولت سے نفرت ۷۶
وفات ۷۶
حضرت شیخ ممشاد علو دینوریؒ ۷۷
مجاہدہ نفس ۷۷
ترک دنیا ۷۷
حلقہ ارادت میں شمولیت ۷۸
خرقہ فقر و ارادت ۷۹
ریاضت و عبادت ۷۹
کفار کا قبول اسلام ۸۰
عشق الٰہی ۸۰
سماع کی پسندیدگی کی وجہ ۸۰
فرمودات ۸۱
دعوت قبول کرنے سے انکار ۸۱
فنا فی اللہ ۸۲
وفات ۸۳
خواجہ ابو اسحاق شامیؒ ۸۳
مرید ہونے کی کیفیت ۸۳
خرقہ فقر و ارادت ۸۴
سلسلہ چشتیہ کی وجہ تسمیہ ۸۴
خواجگان چشت ۸۴
سماع اور اس کی شرائط ۸۵
بارش کے لئے مجلس سماع کا انعقاد ۸۵
سلطان کی آمد پر اظہار ناراضگی ۸۶
وفات ۸۶

حضرت شیخ ابو احمد چشتیؒ	۸۷	ولادت فرزند کی بشارت	۹۵	پتھر کی اطاعت	۱۰۵
حسب و نسب	۸۷	رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی	۹۶	خرقہ فقر و ارادت	۱۰۶
سلطان فرسناقہ کی ہمشیرہ کو	۸۷	ایام طفولیت	۹۶	پند و نصائح	۱۰۷
خواجہ ابو اسحاق شامیؒ کی ہدایت		تعلیم و تربیت	۹۷	مجلس سماع میں دنیاداروں	۱۰۷
حضرت ابو اسحاق شامیؒ کی	۸۸	عبادت و ریاضت	۹۷	کی شرکت سے ممانعت	
پیشین گوئی		خرقہ فقر و ارادت	۹۷	خواجہ ابو بکر شبلی کی خواجہ ابو یوسف	۱۰۷
مجاہدہ و ریاضت	۸۸	خواجہ خضر سے تحصیل علم	۹۸	چشتی سے عقیدت	
خرقہ فقر و ارادت	۸۹	نغمہ غیبی	۹۸	سماع کی برکت	۱۰۸
شب بیداری	۸۹	شہزادے کو نصیحت	۹۹	شہتیر میں اضافہ	۱۰۸
دعائے مغفرت	۹۰	فتح سومنات میں روحانی مدد	۱۰۰	قرآن مجید کا حفظ	۱۰۸
علماء سے مناظرہ	۹۰	حضرت ابو احمدؒ کی خواب میں	۱۰۰	احتساب نفس	۱۰۹
علماء کی حلقہ ارادت میں	۹۲	ہدایت		برائے اعتکاف مکان کی تعمیر	۱۰۹
شمولیت		حضرت ابو احمد چشتیؒ کی ہمشیرہ	۱۰۱	رجال غیب کی صحبت	۱۰۹
خواجہ سری سقطیؒ کی مجلس سماع	۹۱	کا محمد سمعان سے عقد		وفات	۱۱۰
میں شرکت		کشف و کرامات	۱۰۱	حضرت خواجہ مودود چشتیؒ	۱۱۱
سلطان فرسناقہ کا اظہار ندامت	۹۲	وفات	۱۰۲	روشن ضمیری	۱۱۱
سماع پر اعتراض کی سزا	۹۲	حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ	۱۰۲	خرقہ فقر و خلافت	۱۱۲
ذکر الٰہی کی برکت	۹۳	شجرہ نسب	۱۰۲	بچپن میں کرامت کا ظہور	۱۱۲
کفار کا قبول اسلام	۹۳	سخاوت	۱۰۴	خواجہ مودود چشتی کو کرامت	۱۱۳
وفات	۹۴	خواجہ ابو یوسف چشتی کا نکاح	۱۰۴	پوشیدہ رکھنے کی ہدایت	
حضرت شیخ ابو محمد چشتیؒ	۹۵	ٹھنڈے پانی کا چشمہ	۱۰۵	رجال غیب اور اجنہ کی حاضری	۱۱۳

Marfat.com

انکساری ۱۱۴
زیارت کعبہ ۱۱۴
حالت سماع میں خواجہ مودود
چشتیؒ کی کیفیت ۱۱۵
شیخ الاسلامؒ اور خواجہ مودود
چشتیؒ ۱۱۵
شیخ الاسلام کا استقبال ۱۱۶
شیخ الاسلام کے قتل کا منصوبہ ۱۱۷
منافقین کی پشیمانی ۱۱۸
علمائے بلخ سے مباحثہ ۱۱۸
کرامات ۱۱۹
بلخ سے بخارا کا سفر ۱۲۰
مومن کی فراست ۱۲۱
شیخ ابی احمد ۱۲۱
شیخ ابی احمد کی خلیفہ بغداد کو
پند و نصائح ۱۲۲
خواجہ مودود چشتیؒ کے خلفاء ۱۲۲
وفات کے حالات ۱۲۲
وفات ۱۲۳
حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ ۱۲۴
فقرا کی تعظیم و تکریم میں غلو ۱۲۴

صحرا نشینی ۱۲۵
سماع میں بیقراری ۱۲۵
خلوت نشینی ۱۲۵
خرقہ فقر و خلافت ۱۲۶
سماع کا شوق ۱۲۶
غرباء کی حاجت روائی ۱۲۶
مجوسی کا قبول اسلام ۱۲۷
دولت سے بے نیازی کی وجہ ۱۲۸
شیخ حاجی شریفؒ کی قدمبوسی
کا صلہ ۱۲۸
وفات ۱۲۸
حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ ۱۲۹
مجاہدۂ نفس و ریاضت ۱۲۹
دعا کی قبولیت ۱۳۰
خرقہ فقر و خلافت ۱۳۰
مجوسیوں کا قبول اسلام ۱۳۱
سماع پر اعتراض ۱۳۱
مباحثہ کی دعوت ۱۳۲
معترضین کا انجام ۱۳۲
سماع کے متعلق خواجہ عثمان
ہارونیؒ کی تشریح ۱۳۳

معترضین کی اطاعت ۱۳۳
کرامات ۱۳۴
کفار کا قبول اسلام ۱۳۴
مرید کے لئے دعا ۱۳۵
وفات ۱۳۵
حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ۱۳۶
ذوق سماع ۱۳۶
ابتدائی حالات ۱۳۷
خرقہ فقر و خلافت ۱۳۷
حرمین کی زیارت ۱۳۸
محفل سماع میں مشائخ کبار ۱۳۸
کی شرکت ۱۳۸
مریدین کے لئے دعا
مساکین و غرباء کے خورد و نوش ۱۳۹
کا انتظام
آتش پرستوں کا قبول اسلام ۱۳۹
فرمودات ۱۴۰
حضرت غوث الاعظم سے ملاقات ۱۴۰
مقتول کی حیات نو خواجہ ۱۴۱
خواجہ معین الدین چشتی کی طلبی ۱۴۲

Marfat.com

ہندوستان جانے کا حکم ۱۴۲
اجمیر میں آمد ۱۴۳
شادی دیو کا قصہ ۱۴۴
اجے پال جوگی سے مقابلہ ۱۴۵
اجے پال جوگی کا انجام ۱۴۶
اجے پال جوگی کا قبولِ اسلام ۱۴۷
اجے پال کی خواہش کی تکمیل ۱۴۷
راجہ پتھورا کی سرکشی کا انجام ۱۴۸
اجمیر کی وجہ تسمیہ ۱۴۹
بددیانتی کی سزا ۱۴۹
دشمن پر احسان ۱۴۹
سلطان شمس الدین کے بارے میں پیشین گوئی ۱۵۰
خواجہ معین چشتیؒ کا عقد ۱۵۰
عقد ثانی ۱۵۰
خواجہ معین الدین چشتیؒ کا خاندان ۱۵۱
خواجہ معین الدین چشتیؒ کے صاحبزادوں کے حالات ۱۵۲
خواجہ معین چشتیؒ کی عنائت ۱۵۲
فرمودات ۱۵۲
اہل طریقت کیلئے دس شرائط ۱۵۳

درویش اور عارف کی تعریف ۱۵۳
خواجہ معین الدین چشتیؒ کے خلفا ۱۵۴
وفات ۱۵۵
حضرت غوث الاعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۱۵۶
شجرہ نسب ۱۵۶
غوث پاک کی وجہ تسمیہ ۱۵۶
اجنہ کی اطاعت ۱۵۷
جیلانی کی وجہ تسمیہ ۱۵۸
خرقہ ارادت ۱۵۸
حضرت غوث پاک کی والدہ ماجدہ ۱۵۸
زمانہ طالب علمی ۱۵۸
حلیہ مبارک اور لباس ۱۵۹
حضرت غوث پاک اور خلیفہ المستنجد باللہ ۱۵۹
چور کو ابدالی کا مرتبہ ۱۶۰
اقطاب و ابدال کی تقرری
معزولی
اولیائے کرام میں غوث الاعظمؒ کا مرتبہ ۱۶۱

مشائخ کبار کی پیشین گوئی ۱۶۲
اتباع رسولؐ ۱۶۲
مشائخ کبار کی حاضری ۱۶۲
اولیائے کرام پر غوثِ اعظمؒ کی فضیلت ۱۶۳
ریاضت و عبادت ۱۶۳
غوث اعظم کا اپنے مریدین سے خصوصی تعلق ۱۶۳
کرامات ۱۶۴
وفات کی بشارت ۱۶۵
وفات ۱۶۶
پند و نصائح ۱۶۶
اولاد ۱۶۶
خلفا کے اسمائے گرامی ۱۶۷
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ ۱۶۸
شجرہ نسب ۱۶۸
بچپن کے حالات ۱۶۹
تعلیم و تربیت ۱۶۹
خرقہ فقر و ارادت ۱۷۰
قاضی حمید الدین ناگوری کے حالات ۱۷۰

Marfat.com

ذوقِ سماع	۱۷۱	قاضی و مفتی کا انجام	۱۷۹	خواجہ معین الدین چشتیؒ کے تعریفی	۱۸۹
مقدمہ میں سماع کے حق میں	۱۷۱	غفلت پر پشیمانی	۱۷۹	کلمات	
دلائل		نظام الدین اولیاء اور خواجہ	۱۸۰	حضرت شکر گنجؒ کا اظہار ندامت	۱۸۹
مخالفین کی سماع میں شرکت	۱۷۲	بختیار کاکیؒ		ہانسی میں قیام	۱۹۰
حضرت قطب الدین بختیار	۱۷۲	دولت سے بے نیازی	۱۸۰	اجودھن میں قیام	۱۹۰
کاکیؒ کی شب بیداری		خواجہ معین الدین چشتیؒ سے	۱۸۱	جوگی کے قبیحہ حرکات کا خاتمہ	۱۹۰
عبادت میں انہماک	۱۷۲	آخری ملاقات		زکوٰۃ کی اقسام	۱۹۱
دہلی میں قیام کا حکم	۱۷۳	پند و نصائح	۱۸۱	درویشی کی تعریف	۱۹۲
قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے	۱۷۳	خلفاء کے اسمائے گرامی	۱۸۲	درویشی کی شرائط	۱۹۲
مکان میں قیام		وفات	۱۸۲	حضرت جمال ہانسوی پر عتاب	۱۹۲
خواجہ قطب الدین کاکیؒ اور	۱۷۴	نماز جنازہ	۱۸۳	مریض کی صحت یابی	۱۹۳
قاضی حمید الدین ناگوریؒ		شیخ بدر الدین کی روائت	۱۸۳	مسافروں کی مدد	۱۹۴
کاکی کی وجہ تسمیہ	۱۷۴	حضرت شیخ فرید الدین	۱۸۵	زمین کی گواہی	۱۹۴
خورد و نوش کا غیبی انتظام	۱۷۵	شکر گنجؒ		درویشوں کی کرامات	۱۹۴
کرامت	۱۷۵	اسمائے گرامی	۱۸۵	درویشی کا مقام و مرتبہ	۱۹۵
سلطان شہاب الدین کی تنبیہہ	۱۷۶	حسب و نسب	۱۸۶	دنیا دار عابد و زاہد	۱۹۶
وانجام		آپ کی والدہ کی کرامت	۱۸۷	برگد کے درخت کا واقعہ	۱۹۶
سلطان شمس الدین کی حاضری	۱۷۶	خواجہ بختیار کاکی کی مقبولیت	۱۸۷	مرید کو تنبیہہ	۱۹۶
خواجہ بختیار کاکیؒ کی دوسری کرامت	۱۷۷	تعلیم و تربیت	۱۸۷	حق بہ حق دار رسید	۱۹۷
قاضی و مفتی کی سماع کی مخالفت	۱۷۷	شکر گنج کی وجہ تسمیہ	۱۸۸	حضرت شکر گنج کے مریدین کی	
قاضی و مفتی کا اظہار ندامت	۱۷۸	خواجہ معین الدین چشتیؒ کی عنایت	۱۸۹	فضیلت	۱۹۷

شیخ بہاءالدین زکریاؒ کی غائبانہ	۱۹۸
نماز جنازہ	
خلفاء کے اسمائے گرامی	۱۹۸
استغراق	۱۹۸
وفات	۱۹۸
حضرت علاء الدین	۱۹۹
علی احمد صابرؒ	
ذوق سماع	۱۹۹
پسندیدہ غذا	۲۰۰
صابر کا خطاب	۲۰۰
اشعار	۲۰۰
مقرب بارگاہِ ربانی	۲۰۱
اجازت نامہ چاک کرنے کا	۲۰۱
واقعہ	
حضرت علاء الدین صابرؒ کا	۲۰۲
کلیر شریف میں قیام	
ہندو سنیاسی کا عبرت ناک	۲۰۳
انجام	
وفات	۲۰۴
حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ	۲۰۵
سلسلہ نسب	۲۰۵
خرقہ فقر و ارادت	۲۰۶
سلطان غیاث الدین بلبن	۲۰۷
کی درخواست	
پانی پت میں قیام	۲۰۸
خواجہ شمس الدین ترکؒ اور	۲۰۸
بو علی قلندرؒ کے مراسم	
بو علی قلندرؒ کا شجرہ نسب	۲۰۹
بو علی قلندر کی نقل مکانی	۲۰۹
سید کی پہچان	۲۰۹
شیخ یوسف پانی پتی کی روایت	۲۱۰
شیخ عبدالسلام شاہ اعلٰی کی	۲۱۱
روایت	
خواجہ شمس الدین ترکؒ کی اولاد	۲۱۲
وفات	۲۱۳
حضرت شیخ جلال الدین	۲۱۴
محمد کبیر الاولیاؒ	
خرقہ فقر و ارادت	۲۱۴
ریاضت و استغراق	۲۱۴
جانشینی	۲۱۵
غربا پروری	۲۱۵
حضرت بو علیؒ کی قطب ربانیؒ	
پر نظر التفات	۲۱۵
جلال الدین پانی پتی کے حق میں	۲۱۶
دعا	
شیخ جلال الدین پانی پتی پر نظر کرم	۲۱۶
قطب ربانی سے سلسلہ کے اجرا	۲۱۶
کی درخواست	
قطب ربانی کا پانی پت میں قیام	۲۱۷
مفلسوں کی امداد	۲۱۸
جوگی کا قبول اسلام	۲۱۹
کتخدائی کے لیے پیر کا حکم	۲۱۹
قطب ربانی کا نکاح	۲۲۰
اولاد	۲۲۱
شیخ احمد قلندر	۲۲۱
کامل ترین خلفاء	۲۲۱
کرامات	۲۲۲
جہانیاں جہاں گشت کے لیے	۲۲۲
ایثار	
سلطان فیروز شاہ کی حاضری	۲۲۳
سلطان فیروز شاہ کا فتح خاں	
سے معاہدہ	۲۲۳
حضرت جہانیاں جہاں گشت	

Marfat.com

کی قطب ربانیؒ سے ملاقات	۲۲۵
خلفاء کے اسماء گرامی	۲۲۵
خواجہ شبلی کی سجادہ نشینی	۲۲۶
وفات	۲۲۶
حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولویؒ	۲۲۷
حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولویؒ کی پانی پت میں آمد	۲۲۷
خرقۂ فقر وارادت	۲۲۸
حضرت شیخ احمد کے نام میں اضافہ کی وجہ	۲۲۹
شیخ جلال تھانیسری کے حالات	۲۲۹
قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے دوسرے خلفاء	۲۳۰
حضرت شیخ جلال تھانیسریؒ کے خلفاء	۲۳۰
حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری کے خلفاء	۲۳۰
حضرت شیخ نظام الدین تھانیسریؒ کے خلفاء	۲۳۱
حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ کے نام کی نیاز	۲۳۱
وفات	۲۳۱
حضرت مخدوم شیخ بہرامؒ	۲۳۲
دریا کے رخ میں تبدیلی	۲۳۲
گستاخی کی سزا	۲۳۳
حضرت شیخ نظامؒ	۲۳۴
حضرت خواجہ شبلیؒ	۲۳۵
حالتِ سماع کی کیفیت	۲۳۵
افغانوں کے حق میں دعا	۲۳۵
حضرت خواجہ عبدالقدوسؒ	۲۳۶
حضرت خواجہ عبدالکبیر اولیاؒ	۲۳۷
حضرت شیخ عثمان زندہ پیرؒ	۲۳۸
سجادہ نشینی کا مناقشہ	۲۳۸
کرامت	۲۳۹
وفات	۲۳۹
حضرت شیخ نظام الدینؒ	۲۴۰
حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلےٰؒ	۲۴۱
شجرہ نسب	۲۴۱
ابتدائی حالات	۲۴۱
سید عبدالواحد کا اظہارِ ندامت	۲۴۳
درویشی	۲۴۴
ریاضت و مجاہدہ	۲۴۵
"اعلےٰ" کی وجہ تسمیہ	۲۴۶
خرقۂ فقر وارادت	۲۴۶
غیب سے غذا کی فراہمی	۲۴۶
اولیائے کرام کا مرتبہ	۲۴۷
کرامت	۲۴۷
ایک مرید کی دستگیری	۲۴۸
گستاخی کا انجام	۲۴۹
راز پوشیدہ رکھنے کی ہدایت	۲۴۹
شیخ قاسم کی مدد	۲۵۰
جنات کی حاضری	۲۵۰
نور باطنی	۲۵۱
شیخ محمدؒ کی خلافت کا واقعہ	۲۵۱
وفات	۲۵۲
روضہ کی تعمیر	۲۵۲

تذکرہ خواجگانِ چشت

(از چوہدری محمد اقبال سلیم گاھندری)

پیشِ نظر کتاب سیر الاقطاب کو، جو خواجگان چشت کے حالات زندگی، کشف و کرامات اور فضائل سے متعلق ہے۔ عارف باللہ حضرت الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم ابن شیخ بینا چشتیؒ نے تذکرۃ الاولیاء، سیر الاولیاء اور نفحات الانس وغیرہ جیسی مستند اور معتبر تواریخ و سیر سے استفادہ کے بعد مرتب کیا ہے۔ اس میں بہ شمول امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جن سے سارے خانوادوں اور سلاسل کی ابتدا ہوتی ہے، اکتیس خواجگان چشت کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب کی ابتدا میں آپ نے لکھا ہے کہ چونکہ سرحلقہ ولایت اور کان ہدایت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہی ہیں اور خواجہ کائنات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے سارے علوم لدنی آپ ہی کو حاصل ہوئے تھے۔ اس لئے خواجگانِ چشتؒ کے حالاتِ زندگی لکھنے سے پہلے آپ کے کچھ حالات تبرکاً لکھنا ضروری ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کتاب کی ابتدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل سے کی ہے۔ اور پھر خواجگانِ چشت میں سے تیس مشائخ کے حالات و فضائل لکھے ہیں۔ جن میں سب سے آخر میں آپ کے پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلٰے قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات و فضائل ہیں۔

یہ کتاب ۱۰۳۶ھ اور ۱۰۵۶ھ کے عرصہ میں لکھی گئی تھی۔ اور پہلی مرتبہ اس کو سید مظفر علی صاحب جمعدار چھاؤنی دکن نے مطبع اودھ اخبار میں چھپوا کر عوام کے سامنے پیش کیا تھا۔ پھر اس کی غیر معمولی مقبولیت کے تحت ۱۳۳۱ھ میں رائے بہادر منشی پراگ نرائن نے اپنے نولکشور پریس میں اس کو چھپوایا۔

اس کتاب کے مصنف شیخ الہدیہ گیارھویں صدی ہجری کے ایک عارف باللہ صوفی بزرگ ہیں۔ جن کو خواجگان چشتؒ سے غیر معمولی محبت اور ارادت تھی۔ اور جو خود اس سلسلے کے بزرگ حضرت شیخ عبدالسلام

Marfat.com

شاہ اعلےٰ سے مرید بھی تھے۔ پانی پت کرنال کے نواح میں ایک مقام کرانہ ہے۔ آپ وہیں کے رہنے والے تھے۔ شہنشاہ شاہجہاں کے دربار سے آپ کو خاص تعلق اور وابستگی تھی کیونکہ ایک دو جگہ آپ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اس کتاب کی اہمیت اور فضیلت ان چند واقعات سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو مصنف نے اپنی کتاب کے آخر میں درج کئے ہیں۔ ایک جگہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ تذکرہ سیر الاقطاب کی تکمیل کے دوران مجھے ظل سبحانی شہنشاہ شاہ جہاں کے ہمراہ کابل جانے کا اتفاق ہوا۔ اس کتاب کا مسوّدہ ساتھ تھا اور حضرت ظل سبحانی اکثر اس کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ اتفاق سے چار باغ کے مقام پر آب جُو کے کنارے شاہی خیمہ نصب ہوا۔ مطالعہ کرتے ہوئے حضرت جہاں پناہ اس کتاب کو مسند پر چھوڑ کر نماز عشاء کے لئے چلے گئے۔ اور پھر خواب گاہ میں چلے گئے۔ ہوا بہت تیز اور رات اندھیری تھی۔ وہ کتاب اڑ کر آب جُو میں چلی گئی اور فراشوں اور مسند برداروں کو پتہ نہ چل سکا۔ نماز صبح کے بعد جہاں پناہ آب جُو کے کنارے بیٹھے تو کتاب کی جلد کو پانی پر تیرتے دیکھ کر حد درجہ مضطرب اور برافروختہ ہوئے خدّام کو دے اور فوراً اس کتاب کو نکال لائے۔ دیکھا تو اس کتاب کے اوراق کا کنارہ صرف تر ہوا تھا اور باقی سب کتاب خشک اور محفوظ تھی۔ خواجگان چشت کی اس کرامت کو دیکھ کر حضرت جہاں پناہ اور تمام حاضرین دنگ رہ گئے اور تسبیح و درود پڑھنے لگے۔

ایک دوسرا واقعہ آپ نے اس طرح لکھا ہے۔ کہ ۱۰۶۹ھ میں ایک بار میں اجمیر شریف جا رہا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک گنبد کے قریب کھڑا ہوں اور لوگوں کا وہاں پر ہجوم لگا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس کا گنبد ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت خواجہ اجمیریؒ کا روضہ مقدسہ ہے شوق میں اندر چلا گیا دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ قبلہ رُو بیٹھے ہیں میں ایک کنارے کھڑا ہو گیا۔ حضرت خواجہ نے مسکرا کر پوچھا کہ بابا! بغل میں تم جو کتاب لئے ہوئے ہو اس میں کیا لکھا ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت کے حالات جو کچھ مجھے ملے ہیں میں نے لکھ لئے ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا یہ تو میں جانتا ہوں اس کے علاوہ اور کیا کیا لکھا ہے۔ وہ بھی بتاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسن بصریؒ سے لے کر اپنے پیر و مرشد تک کے حالات معتبر اور مستند کتابوں سے منتخب کر کے جمع کئے ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا خدا کی تم پر رحمت کا ملہ نازل ہو۔ تم نے یہ بڑا اچھا کام کیا۔ پھر مجھ پر بڑی شفقت فرمائی اور رخصت کیا۔

یہ کتاب چونکہ فارسی میں تھی۔ اور اردو داں طبقہ اس سے مستفیض نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس کو میرے ادارے نے جس کا مقصد ہی مذہبی، علمی اور مستند تاریخی کتابوں کو شائع کر کے عوام کی خدمت میں پہنچانا ہے۔ برصغیر کی مستند تاریخی کتابوں کو محمد معین الدین دردائی ایم۔ اے علیگ سے ترجمہ کرا کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ امید ہے قارئین اس سے خاطر خواہ طور پر مستفیض ہوں گے۔

پروفیسر دردائی اس سے پہلے ہمارے ادارے کے تحت اسرار الاولیاء (ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ) کا بھی ترجمہ پیش کر چکے ہیں۔ جو اپنے مواد کی اہمیت اور ترجمہ کی دلکشی، سلاست، روانی اور خوبی کے باعث ذی علم طبقہ میں حد درجہ مقبول ہوا ہے۔ اور لوگوں کے اسی شوق اور طلب کے تحت ہمارے ادارے نے اس کتاب کے ترجمے کے لئے بھی حضرت دردائی ہی کو منتخب کیا۔

میرے والد محترم چوہدری رحمت علی صاحب سلسلہ چشتیہ سے بیعت تھے۔ اولیائے کرامؒ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ ان کا روزمرہ کا معمول تھا۔ کہ تہجد کے وقت خاندان چشتیہ کے شجرہ کا ورد کیا کرتے تھے۔ یہ زمانہ میری طالب علمی کا تھا۔ کان اس ذکر سے مانوس تھے۔ اور دل مسرور! یہ میرے والد محترم کا ہی فیض ہے۔ کہ میں تصوف اور اہل تصوف سے گہری عقیدت رکھتا ہوں۔ الحمد للہ کہ میری یہ عقیدت ہی اولیاء کرامؒ کے نایاب تذکروں کی اشاعت کا موجب ہوئی۔

آئندہ پروگرام میں حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانیؒ کی مشہور و معروف تصنیف غنیۃ الطالبین کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ——— میں اور میرے رفقا کی یہی کوشش ہے۔ کہ نایاب کتابیں اہل ذوق کے لئے فراہم کی جائیں۔ اگرچہ یہ اس دور میں بڑا کٹھن کام ہے۔

ہر مشکل پہ قابو میرے مشکل کشا کو ہے

وما توفیقی الا باللہ

Marfat.com

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

صاحب قاب قوسین فخر کونین سلطان الیقین بیگماں خلوت نشین بے نشاں افضل الانبیا برہان الاصفیاء ناطق کلام الہی واقف اسرار نامتناہی سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت شاہ مردان علی المرتضےٰ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مدارج بے پایاں ہیں۔ آپ ختم الخلفاء الراشدین اور وصی وداماد وابن عم رسول رب العالمین ہیں۔ صوفیاء آپ کو سردفتر اہلِ ایمان مقدم اصحاب عرفان، شیر بیشہ وغا، معدنِ صدق وصفا اور سرچشمہ اولیاء اللہ سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ نے آپ کے بارے میں انا مدینۃ العلم وعلی بابہا فرمایا ہے۔ بچوں میں سب سے پہلے آپ ہی مشرف بہ اسلام ہوئے اور یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ کہ حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خرقہ فقر وارادت سے آپ کو نوازا۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضےٰ۔ یعنی اصول و بلائت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے شیخ ہیں۔ قرآن مجید میں پینتیس ۳۵ ایسی آیتیں ہیں جو آپ کی بلندی مرتبہ پر دلالت کرتی ہیں ان میں سے یہ آیت تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً واضح طور پر آپ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر آپ کے بارے میں فرمایا تھا کہ من اراد ان ینظر الی آدم وصفوتہ والی یوسف وحسنہ والی موسیٰ وصلابتہ والی عیسیٰ وزھدہ والی محمد وخلقہ فلینظر الی علی ابن ابی طالب۔ یعنی جو کوئی آدم اور ان کی برگزیدگی، یوسف اور ان کے حسن، موسےٰ اور ان کی سختی عیسےٰ اور ان کی پرہیزگاری، محمدؐ اور ان کے اخلاقِ حسنہ کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ

Marfat.com

علی ابن ابی طالبؓ کو دیکھ لے جن میں یہ سب کچھ جمع ہیں۔

فقر و قناعت ایک مرتبہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لوگوں نے پوچھا کہ سب سے اچھا کام کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا غناء القلب باللہ" یعنی معرفت الٰہی سے اپنے دل کو مالا مال کر دینا۔ ظاہر ہے جس کا دل معرفت الٰہی سے مالا مال ہو گا دنیاوی مال ومتاع کی کمی کا احساس اس کو بالکل نہ ہوگا۔ الغرض فقر و قناعت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کامل تھے۔ اکثر تین تین روز بعد افطار فرماتے اور کبھی تو پانچ چھ روز بعد روزہ افطار کرنے کا موقع ملتا۔ افطار میں بھی ایک کف دست جو کے ستّو اور ایک چلّو پانی سے زیادہ تناول نہ فرماتے اور پھر اس راز کو کسی پر ظاہر بھی نہ فرماتے۔ بہت صابر و صادق اور متقی تھے۔ عظمت و جلال چہرے سے ظاہر تھا۔ لوگوں کو اپنے مالک حقیقی کی عبادت کی طرف مائل کرنے پر آمادہ رہتے۔ اپنے مواعظ حسنہ اور دلچسپ گفتگو سے لوگوں کے دل کو نرم کر کے نیک راستے پر لگانے کی سعی فرماتے۔ پرہیزگاروں اور درویشوں کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے کہ درویش اور پرہیزگار لوگ اللہ تعالٰی کے دوست ہیں پھر کس کی مجال ہے جو اللہ کے دوستوں کو دوست نہ رکھے۔

خوف خدا بیان کیا جاتا ہے کہ افطار کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قدر روتے کہ تمام کپڑے تر ہو جاتے۔ لوگوں نے اس گریہ وزاری کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جس طعام سے میں افطار کرتا ہوں پتہ نہیں حلال ہے یا حرام۔ اگر حلال ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔ تو پھر اس کا وہاں حساب دینا ہے۔ اور اگر حرام ذریعہ سے آیا ہے تو پھر اس کا عذاب جھیلنا ہے میں خوف خدا سے سہما جاتا ہوں کہ معلوم نہیں کل قیامت کے دن علیؓ کا کیا حال ہوگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ برابر روزہ رکھتے اور فرماتے کہ گرسنگی میں جو لذت ملتی ہے وہ کسی چیز میں نہیں اور کیوں نہ ہو۔ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی تو گرسنگی اور فقر بہت زیادہ محبوب تھا۔

مجاہدۂ نفس حضرت علی رضی اللہ عنہ برابر کوفہ کی مسجد میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہا کرتے

Marfat.com

تھے اتفاق سے ایک نابینا اور نادار مسافر اس مسجد میں اقامت گزیں ہوا۔ حضرت اس کی طرف خاص توجہ رکھتے۔ اور اس کی تمام ضروریات کا خیال فرماتے تھے یہاں تک کہ اگر کوفہ کے عمائدین میں سے کوئی آپ کی دعوت کرتا تو آپ روزہ دار ہونے کی وجہ سے خود تو نہیں کھاتے لیکن اس مجبور اور مسکین کے لیئے کچھ ضرور رکھ لیتے۔ اور اس کو لاکر دے دیتے۔ ایک دن وہ نابینا مسافر امام حسن ابن علی مرتضٰے علیہ السلام کی دعوت میں شریک ہوا جو انہوں نے شرفائے عرب کو دی تھی۔ کھانا کھانے کے دوران امام حسن رضی اللہ عنہٗ نے دیکھا کہ وہ نابینا شخص تمام اچھے کھانوں میں سے تھوڑا تھوڑا بچا کر رکھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے عزیز! تم سیر ہو کر کھاؤ۔ اور جتنا ساتھ لے جانا چاہو لے جاؤ کھانے کی چیزیں وافر ہیں اس نابینا نے کہا کہ میں ان کھانوں میں سے کچھ اپنے مشفق مہربان کے لیئے لے جانا چاہتا ہوں امام علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارا وہ کون مشفق اور مہربان ہے جس کے لیئے لے جانا چاہتے ہو۔ اس نے جواب دیا وہ جو کہ صائم الدہر اور قائم اللیل ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ صرف اتنا کہنے سے تو بات واضح نہیں ہوئی کچھ اور تفصیل سے بتاؤ۔ اس نے کہا وہ جو کہ بھوکوں کو کھلاتا اور بے سہارا لوگوں کی دستگیری کرتا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ اور وضاحت سے بیان کرو کہ ہم لوگوں کی سمجھ میں آئے۔ اس نے کہا وہ جو کہ صدائے تکبیر بلند کرتا ہے۔ تو شجر و حجر اس کی ہمنوائی کرتے ہیں۔ اور جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو ایک مٹھی جو کے ستو اور ایک چلو پانی سے افطار کرتا ہے۔ اور اس طرح مسلسل تین تین روز اس پر گزر جاتے ہیں۔ حضور والا کی مجلس سے یہ متبرک کھانا میں اپنے اسی یار وفادار کے لیے لے جا رہا ہوں۔ امام ہمام رضی اللہ تعالٰے عنہ اس کی یہ باتیں سن کر زار زار رونے لگے۔ اور فرمایا کہ پیارے دوست! جس شخص کی تم نے صفت بیان کی وہ میرے والد بزرگوار حضرت علی المرتضٰے ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ اور وہ اس طرح کا لذیذ اور پر تکلف کھانا کبھی تناول نہیں فرماتے۔ انہوں نے فقر اختیار کر لیا ہے۔ اور اگر ان کو اس طرح کی غذا پسند ہوتی تو وہ ہم لوگوں کی مجلس میں ضرور تشریف فرما ہوتے اور اس طرح ان کے فرزندوں کو دیدہ دل فرش راہ کرنے کا بھی موقع میسر آجاتا لیکن کیا کیا جائے کہ وہ اس طرح کے لذیذ کھانوں سے ہمیشہ پرہیز فرماتے ہیں۔

Marfat.com

پھر اس نابینا نے کہا کہ ممکن ہے افطار کے وقت وہ میرے ہاتھ سے ایک دو لقمہ تناول فرمالیں یہ کہہ کر وہ مجلس سے چلا آیا۔ اور تھوڑا کھانا جو ساتھ لایا تھا۔ افطار کے وقت حضور پرنور کی خدمت میں پیش کیا لیکن حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اس طرح کے اور بہت سے واقعات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مجاہدہ نفس اور فقر اختیار کرنے کے سلسلے میں مذکور ہیں۔ ان میں سے چند تبرکاً تیمناً اس کتاب میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

ایک مفلس کی حاجت روائی کا واقعہ

ایک جگہ کئی یہودی بیٹھے باتیں کر رہے تھے اتفاق سے ایک بھوکے اور پریشان حال مسلمان کا اس جگہ گزر ہوا اس نے ان لوگوں سے کچھ مانگا۔ ٹھیک اسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے۔ ان یہودیوں نے تمسخر اور استہزا کے طور پر اس مسلمان سے کہا کہ سامنے شاہ مرداں آ رہے ہیں۔ جاؤ ان سے جو کچھ مانگنا ہو مانگو۔ وہ سائل ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد اپنی حالت بیان کی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کی مٹھی کو بند کر دیا اور فرمایا کہ جاؤ تمہاری ضرورت اللہ پوری کر دے گا۔ وہ شخص اس طرح مٹھی بند کئے ہوئے یہودیوں کے پاس لوٹا۔ ان یہودیوں نے اس سے پوچھا "کہو کیا ملا"، اس نے جواب دیا کچھ نہیں البتہ اس مرد خدا نے دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر میری مٹھی بند کر دی اور مجھے رخصت کر دیا۔" ان لوگوں نے کہا "ذرا مٹھی تو کھولنا"۔ ان لوگوں کے کہنے پر جب اس سائل نے مٹھی کھولی تو دیکھا دس دینار ہاتھ میں موجود ہیں۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر ہزاروں یہودی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ایک اعرابی کے قرض کی ادائیگی

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک اعرابی دربار خلافت میں فریادی ہوا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں غزوہ میں مجھ سے لال بالوں والے کچھ اونٹ ادھار خریدے تھے۔ حیران ہوں کہ اب میں وہ روپے کس سے طلب کروں۔ حضرت صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ اور دو گواہ کے ساتھ نوشتہ لا کر پیش کرو تمہارا روپیہ مل جائے گا۔ اعرابی سخت پریشان ہوا کہ وہ نوشتہ اور گواہ کہاں سے لائے۔ اس کے پاس تو کوئی ثبوت موجود نہیں۔ پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا۔ وہاں سے بھی اس کو یہی جواب ملا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دربار سے ملا تھا۔ وہ حیران پریشان ہو کر رونے لگا۔ اس عرصہ میں ایک شخص نے اس سے کہا کہ تو وصیّ رسول کی خدمت میں کیوں نہیں حاضر ہوتا وہ تیری مشکل کو ضرور حل فرمائیں گے۔ اعرابی نے وصیّ رسولؐ حضرت علی کرم وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس اعرابی کی ساری باتیں سُن کر تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچتے رہے۔ پھر یکایک جیسے کوئی بات یاد آ گئی ہو سر اٹھا کر فرمایا کہ، ہاں ٹھیک ہے ایک مرتبہ حضرت نبوت پناہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی میری وفات کے بعد ایک اعرابی آئے گا۔ جس کے سرخ بالوں والے سو اونٹ میرے اوپر قرض ہیں۔ تم اس کو اس طرح ادا کر دینا کہ ریت کے فلاں ٹیلے کے پاس جا کر میری بتائی ہوئی یہ دعا پڑھنا۔ سرخ بالوں والے سو اونٹ اس ٹیلے سے خود بخود نکلیں گے۔ انہیں گن کر اس اعرابی کو دے دینا" اس کے بعد فوراً ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ پورے مدینہ میں اعلان کرا دو کہ سارے لوگ کل فلاں ریت کے ٹیلے کے پاس جمع ہوں۔ اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اعجاز کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ حضرت سلمان فارسی نے تعمیل حکم میں سارے مدینہ طیبہ میں منادی کرا دی۔ رات گزری اور جب صبح ہوئی تو لوگوں کا ہجوم اس ٹیلے کے پاس جمع تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی وقت مقررہ پر صحابہ کرام کے ساتھ وہاں تشریف لائے۔ اور اس ریت کے ٹیلے کے پاس قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے۔ حمد باری اور درود و ثنا کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی دعا کو پڑھنے لگے۔ لوگ متحیر کھڑے تھے کہ یکایک اس ریت کے ٹیلے میں جنبش پیدا ہوئی۔ اور وہ دیگ کی طرح تہہ و بالا ہونے لگا۔ اور پھر چشم زدن میں اس ریت کے ٹیلے سے ایک بے نکیل کا اونٹ برآمد ہوا اور وہ اِدھر اُدھر چلنے لگا۔ اور پھر شانِ خداوندی جہاں جہاں اس کا قدم گیا

Marfat.com

اس زمین سے پودے کی طرح لال بالوں والے اونٹ نکل پڑے اور سب ایک جگہ کھڑے ہو گئے۔ گنا گیا تو سب ملا کر پورے سو اونٹ تھے۔ ان اونٹوں کو رسول اللہ کی وصیت کے مطابق اس اعرابی کو دیدیا گیا۔ اعرابی بہت زیادہ شکر گزار ہوا اور اونٹوں کو لے کر روانہ ہو گیا تمام حاضرین سربسجود ہو کر حمد و ثنا میں مشغول ہو گئے

اتباع رسول

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رات رات بھر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ نفس میں مشغول رہتے تھے۔ ذکر و فکر اور تلاوت کلام پاک میں ساری رات گزار دیتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک قبلہ رو ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے رہتے۔ اور چونکہ وہ صاحب ذوق تھے۔ اس لئے اکثر نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے۔ اپنے قول و فعل میں وہ ہمیشہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی فرماتے۔ آپ ہنس مکھ اور کشادہ جبیں تھے جس وقت سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خرقہ عطا فرمایا تھا۔ اس وقت سے وہ ہمیشہ گریاں اور ترساں رہا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ صلعم کا خرقہ زیب تن کیا ہے تو پھر میرے لئے ضروری ہے۔ کہ کوئی فعل احکام نبوی اور سنت رسول کے خلاف مجھ سے سرزد نہ ہو۔ ورنہ کل خدا اور اس کے رسول صلعم کو کیا منہ دکھلاؤں گا اور درویشوں کے روبرو مجھے کیسی خفت اور ندامت نصیب ہو گی۔

کمال ریاضت

کسی جنگ میں ایک مرتبہ آپ کے پائے مبارک میں تیر کا پیکاں چبھ گیا اس کے نکالنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن نہیں نکلا۔ پیر ورم کر گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی پیکاں اسی طرح چھوڑ دینے کو کہا کیونکہ اس سے لذت آزار میسر تھی لوگ سخت حیران و پریشان تھے۔ کہ اسے کس طرح نکالا جائے۔ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ ابا جان جس وقت نماز میں مشغول ہوں پیکاں اسی وقت پائے مبارک سے نکالا جا سکتا ہے۔ آپ کے مشورہ کے مطابق لوگوں نے ویسا ہی کیا۔ یعنی جب وہ مخزن فضل و کمال نماز میں مشغول ہوئے لوگوں نے تیر ان کے پیر سے زور لگا کر نکال لیا اور ان کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے

Marfat.com

تو دوستوں نے عرض کیا کہ آپ نماز دوبارہ پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا کیوں۔ کیا بات ہے؟ لوگوں نے تیر نکالنے کے وقت جو خون نکلا تھا۔ دکھلا دیا۔ تب آپ کو حقیقت حال کا حقیقت حوال کا پتہ چلا اور آپ نے دوبارہ وضو کر کے نماز ادا فرمائی۔ عبادت میں کیسی محویت اور راہِ خدا میں کیسی فنائیت تھی۔ کہ قلم اس کے اظہار سے عاجز ہے۔

حضرت علیؓ کے خلفاء آپ کے چھ جید خلفاء میں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما، حضرت قطب الاقطاب خواجہ حسن بصری، حضرت خواجہ اویس قرنی رضی۔ حضرت کمیل ابن زیاد، قاضی حضرت ابوالمقدام شریح بن ہانی بن زید حارثی قدس اللہ اسرارہم کے نام نامی آتے ہیں۔

شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چھ سال تک خلافت فرمائی۔ آپ کی عمر بعض لوگوں کے قول کے مطابق ترسٹھ سال اور بعض لوگوں کے مطابق پینسٹھ سال ہوئی۔ سترہ ماہ رمضان اور بعض لوگوں کے قول کے مطابق ۲۳ رمضان المبارک جمعہ کی شب کو ۴۰ھ میں آپ نے شربت شہادت نوش جاں فرمایا۔ سیر الاقطاب کے مصنف نے اس مصرعہ سے آپ کی تاریخِ شہادت نکالی ہے ع

"بگفت تیغ اجل بر سرِ علیؓ رفتہ"

خواجہ حکیم ثنائی غزنوی نے آپ کی منقبت میں خوب ہی کہا ہے کہ ؎

اے ثنائے بقوت ایماں — مدح حیدر بگو پس از عثماں

ہم نبی را وصی وہم داماد — چشم پیغمبر از جمالش شاد

رازدار خدائے پیغمبر — رازدار پیمبراں حیدر

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد مرہ بن قیس نامی ایک کافر آپ کے مزارِ اقدس کو کھود کر آپ کے جسد مبارک کو نکال لینا چاہتا تھا۔ اپنے اس ناپاک عزم میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا یعنی مزارِ اقدس تک پہنچ گیا تھا۔ لیکن جیسے ہی

Marfat.com

اس نے برے ارادے سے مزار اقدس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا کہ ایک غیبی ہاتھ قبر سے برآمد ہوا اور صرف دو انگلیوں کی ضرب سے اس ملعون کا سر تن سے جدا کر دیا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ

خرقۂ فقر و ارادت قطب الاقطاب حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ اور بعض لوگوں کے نزدیک ابو سعید اور ابی النصر بھی۔ آپ کو صوفیائے مابعد نے مخزن سخا و علم، گنجینۂ حیا و حلم اور رازداں الفقر فخری کے القاب سے مخاطب کیا ہے۔ آپ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے جید خلفا میں تھے۔ آپ کو خرقۂ فقر و ارادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملا تھا۔ اور یہ کمبل کا وہ خرقہ تھا۔ جو معراج کی رات حضرت محبوب رب العالمین کو بارگاہِ ایزدی سے عطا ہوا تھا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی کے بموجب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت فرمایا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو عنائت فرمایا تھا۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ بے شمار فضائل، مناقب اور کرامات کے حامل تھے۔ ان کو سردفتر جمیع اولیا کہا جاتا ہے۔ تمام لوگوں کو رشد و ہدائت کے ذریعہ صحیح راہ دکھانا اور معرفتِ الٰہی کی منزل سے قریب کرنا آپ کا مقصد حیات تھا۔ آپ شرع سے کسی وقت بھی تجاوز نہیں فرماتے اور وعظ و نصیحت سے لوگوں کے دل کو ہاتھ میں لیے رہتے تھے۔ علوم ظاہری میں بھی آپ اپنی مثال

Marfat.com

نہیں رکھتے تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی میں کامل ہونے کے باعث آپ کو امام حسن بصری لکھا جاتا ہے۔ آپ کی ایک بڑی کرامت یہ تھی۔ کہ آپ کی مجلس میں اگر فاسق وفاجر آ جاتا تو آپ کی نظر پڑتے ہی، اس کی قلبی کیفیت بدل جاتی اور وہ اسی وقت تمام گناہوں سے تائب ہو جاتا۔ اگر کوئی مال دار پہنچ جاتا تو ترک دنیا کی طرف راغب ہو جاتا اور اگر کوئی کافر آ جاتا تو وہ مسلمان ہو جاتا۔ غرض کہ آپ مجموعہ خوبیہائے دنیا و دین تھے۔

حسب ونسب آپ کی والدہ ماجدہ، ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں میں سے تھیں۔ اور والد ماجد حضرت موسیٰ، راعی ابن خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے۔ فقر وسلوک کی منزل میں قدم رکھنے سے پہلے آپ بصرہ کے ایک ممتاز تاجر تھے۔ اور لوگ ان کو حسن لولوی (موتی والے حسن) کہتے تھے۔

حلقہ ارادت میں شمولیت آپ کی دولت اور تجارت کے بارے میں حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ نے اپنی تصنیف تذکرۃ الاولیا میں تفصیل سے لکھا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ عشق الٰہی میں سرشار ہو کر آپ نے اپنا سارا مال وزر فقرا اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ گھر کا اثاثہ اور ایک وقت کا خرچ تک نہیں چھوڑا۔ اور پھر حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اور اپنے شیخ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی متابعت میں سخت سے سخت ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے پانچ پانچ چھ چھ روز پر افطار کرتے۔ عالم سرمستی میں اکثر فرمایا کرتے کہ اگر میں اپنے رسول خدا اور حضرت علیؓ کی پوری اتباع نہ کروں تو پھر کہاں کا رہوں گا۔ اور جب میں نے ان کا خرقہ پہنا ہے تو ان کی پیروی مجھ پر فرض ہو گئی ہے۔ ورنہ قیامت کے دن درویشوں کا کس منہ سے سامنا کروں گا۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ ستر سال تک آپ کسی وقت بے وضو نہیں رہے۔ اور انجام کار درویشوں کے سر گروہ اور دنیا والوں سے بے تعلق ہو گئے۔

درویشوں کی سرداری کسی شخص نے آپ کے بارے میں ایک بزرگ سے پوچھا کہ حضرت

خواجہ حسن بصریؒ کو درویشوں کی سرداری کس طرح ملی تو بزرگ نے جواب دیا کہ ان کے علم و فضل کی ہر شخص کو ضرورت ہے۔ اور خود ان کو سوائے خدا کے کسی کی حاجت نہیں۔

مشہور ہے کہ جب آپ عالم وجود میں آئے تو لوگ آپ کو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کا چہرہ دیکھ کر سمرہ حسناً فانہ حسن الوجہ یعنی چہرے کے حسن کی مناسبت سے ان کا نام حسن رکھو۔

حضرت ام المومنین سلمہؓ کی دعا شیر خوارگی کے دوران اکثر جب آپ کی والدہ ماجدہ کام میں مشغول ہوتیں اور آپ بھوک سے رونے لگتے تو حضرت ام سلمہؓ عنہا اپنے سینے سے ان کو لگالیتیں اور شان خداوندی سے کچھ دودھ کے قطرے نکل بھی آتے جس سے ان کی تشفی ہو جاتی۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اکثر دعا فرماتیں کہ خداوندا! اس لڑکے کو اپنے بندوں کا رہبر اور امام بنا۔ اور آخر کار حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی دعاؤں کی برکت سے یہی ہوا۔

عطیہ رسولؐ بچپن کے زمانے میں ایک مرتبہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے حجرہ میں کھیلتے ہوئے آپ نے حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کوزۂ خاص سے پانی پی لیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حجرے میں تشریف لائے۔ تو اپنا کوزہ خالی دیکھ کر پوچھا کہ اس کوزہ کا پانی کس نے پیا؟ جواب ملا کہ حسن بصریؒ نے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کوزہ سے حسن بصریؒ نے جتنا پانی پی لیا ہے۔ اتنا علم میری جانب سے ان کو منتقل ہوگیا۔ پھر ان کو شفقت سے اپنی گود میں اٹھالیا۔

خوف خدا حضرت امام حسن بصریؒ بات بہت کم کرتے اور زیادہ تر خلوت میں بیٹھ کر یادالٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اکثر وبیشتر خوفِ خدا کے باعث رویا کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے مکان کے بالاخانہ پر ذکرحق میں مشغول تھے۔ کہ ان پر خوفِ خدا کا غلبہ ہوا اور وہ اتنا روئے اتنا روئے کہ آنسو نالی سے ٹپکنے لگے۔ نیچے کوئی شخص گذر رہا تھا۔ اس پر کچھ قطرے گر گئے۔ اس راہگیر نے نیچے سے پکار کر پوچھا کہ یہ پانی جو گر رہا ہے پاک ہے یا ناپاک۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے اس کو فوراً جواب دیا کہ یہ پانی

ایک گنہ گار کے آنسو ہیں۔ اپنے کپڑے فوراً دھولو۔ ان کے بارے میں مذکور ہے۔ کہ اللہ کا خوف آپ پر اتنا طاری تھا۔ کہ اکثر ذکر حق کرتے کرتے بے ہوش ہو جاتے اور جب چہرے پر پانی چھڑکنے سے ہوش میں آتے تو رو رو کر فرماتے تھے کہ خداوندا! حسن بڑا نافرمان اور گنہ گار ہے اس پر رحم کر اور اس کو شرمساری سے بچا لے۔

عذاب دنیا کی تشریح

حضرت مالک دینارؒ نے ایک مرتبہ حضرت امام حسن بصریؒ سے پوچھا کہ دنیا کا عذاب کیا ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ دل کا مر جانا پھر پوچھا کہ دل کا مر جانا کیا ہوتا ہے جواب دیا دنیا میں دل لگانا۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن بصریؒ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس فرد یا قوم کا کیا حال پوچھتے ہو جس نے دریا میں ہوتے ہوئے اپنی کشتی برباد کر دی۔

ایک شخص نے حضرت امام حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ فلاں شخص پر جان کنی کا عالم ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کہو اس لئے کہ جان کنی تو اس پر ستر برس پہلے سے طاری تھی اب تو جان کنی سے رستگاری کا وقت آیا ہے اور وہ جلد اپنی منزل پر پہنچ جائے گا۔

غفلت پر اظہار تاسف

ایک دفعہ حضرت امام بصریؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بکری انسان سے زیادہ ہوشیار ہے۔ اس لئے کہ چرواہے کی ایک آواز پر وہ چرنے سے رک جاتی ہے۔ لیکن ہائے انسان کیسا بے خبر ہے کہ خدا کا حکم بھی اس کو خواہشات سے نہیں روک پاتا۔

قناعت و معرفت الٰہی

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت امام حسن بصریؒ سے پوچھا کہ مسلمانی کس کو کہتے ہیں۔ اور مسلمان کون ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ مسلمانی کتاب میں رہ گئی ہے۔ اور مسلمان خاک کے نیچے پڑے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنیا کو اپنے بعد دیکھنا چاہتا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ وہ دنیا کو دوسروں کے گذر جانے کے بعد دیکھے کہ اس کا

Marfat.com

کیا رنگ ہے پھر فرمایا کہ توریت میں لکھا ہے کہ جس نے قناعت اختیار کی وہ بے نیاز ہو گیا جس نے گوشہ نشینی اختیار کی وہ سلامت رہا جس نے شہوت پر قابو پالیا اس نے چھٹکارا پایا۔ جو حسد سے باز آیا وہ منزل مقصود پر پہنچا اور جس نے صبر کیا اس نے اس کا میٹھا پھل پایا۔ پھر فرمایا کہ معرفت الٰہی کے معنی یہ ہیں کہ کسی سے دشمنی کا ذرا سا شائبہ بھی دل میں نہ رہے۔

احتساب نفس

ایک دن حضرت امام حسن بصریؒ نے اپنے خادم کو ہدایت کی کہ آج افطار میں روٹی اور تلی ہوئی مچھلی بازار سے لے آنا۔ خادم حکم بجالایا۔ افطار کے وقت جب وہ کھانا سامنے لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ درویش کا لذیذ کھانے سے کیا کام۔ خادم نے عرض کیا کہ حضور ہی نے فرمائش کی تھی۔ خواجہ حسن بصریؒ نے ایک نعرہ مارا اور زار زار رونے لگے۔ یہاں تک کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے۔ کہ خداوندا! حسن نے بھول سے یہ قصور کیا ہے اسے بخش دے۔ اور اس کا نام درویشوں کی فہرست سے خارج مت کر۔ اس کے بعد چالیس روز تک کچھ نہیں کھایا اور صرف روتے رہے۔ پھر غیب سے ندا آئی کہ اے حسن! ہم نے تجھ کو معاف کر دیا اور درویشوں کا سر گروہ بنایا۔ لیکن دل شکستگی کو نہ چھوڑنا کیونکہ یہ مجھے بہت عزیز ہے یہ دل جتنا شکستہ ہوتا ہے اتنا ہی اس کی عزت اور منزلت میرے حضور بڑھاتی ہے۔

توکل کی تلقین

حضرت امام حسن بصریؒ ایک مرتبہ جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لئے جا رہے تھے۔ صحرا میں ایک شخص کو پیاس معلوم ہوئی۔ تلاش کرنے سے ایک کنواں ملا تو اس پر بالٹی اور ڈوری موجود نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہوں تو تم لوگ پانی پی لینا۔ اس کے بعد آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد پانی کنوئیں سے ابلنے لگا۔ اور اوپر تک آگیا۔ قافلہ کے تمام لوگ اس سے سیراب ہوئے۔ اور لوگوں نے وضو بھی کر لیا۔ ان میں سے ایک شخص نے ایک لوٹا پانی بھر کر رکھ لیا۔ فوراً ہی کنوئیں کا پانی نیچے چلا گیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے خدا پر بھروسہ نہیں کیا اس لئے پانی کنوئیں میں نیچے چلا گیا۔

حضرت امام حسن بصریؒ اور حجاج بن یوسف

ایک دن حجاج بن یوسف اپنے بہت سے سپاہیوں کے ساتھ حضرت امام حسن بصریؒ کی مجلس میں آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کی طرف ذرا توجہ نہ کی اور حاضرین مجلس سے جو گفتگو فرما رہے تھے اسے جاری رکھا جب گفتگو ختم ہوئی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ واقعی حسن حسن ہی ہیں۔ حجاج خاموش بیٹھا دیکھتا رہا۔ پھر آپ کے قریب آکر اس نے آپ کا بازو پکڑ لیا اور تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا کہ لوگو! اگر تم لوگ اگر کسی مرد خدا کو دیکھنا چاہتے ہو تو حسن بصری کو دیکھو۔

ایک شخص نے حجاج کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ سب میدانِ حشر میں جمع ہیں اور حجاج بھی موجود ہے۔ اس شخص نے حجاج سے پوچھا کہ آج تو پروردگار سے کیا مانگے گا؟ حجاج نے جواب دیا وہی جو خدا کو واحد ماننے والے مانگتے ہیں۔

حجاج کے بارے میں مشہور ہے۔ کہ جب اس پر حالت نزع طاری ہوئی۔ تو اس نے دعا مانگنا شروع کی کہ بارالٰہا! سب لوگ یک زبان ہو کر کہہ رہے ہیں۔ کہ تو مجھ کو معاف نہ کرے گا۔ اور نہیں بخشے گا لیکن تو غفار اور کریم ہے۔ ان کوتاہ دل اور کم حوصلہ لوگوں کو دکھلا دے کہ تو فعالٌ لما یرید ہے اور تو جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ اور میرے جیسے خطاکاروں کو بھی بخشنے میں تجھے کوئی رکاوٹ نہیں۔ تیری بخشش بے پایاں ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ خبیث اپنی زبان طرازی اور لسانی سے عاقبت بھی سنوار لے گا۔

آتش پرست کا قبول اسلام

حضرت امام حسن بصریؒ کے پڑوس میں شمعونؔ نامی ایک آتش پرست رہتا تھا۔ جب وہ بیمار ہو کر مرنے لگا اور اس پر عالم نزع طاری ہوا تو لوگوں نے آپ کو خبر دی۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے مشرک! ساری زندگی تو تیری آتش پرستی میں کٹی اب بھی خدا سے ڈر اور اسلام قبول کر لے تاکہ خدا تجھے بخش دے۔ شمعونؔ نے کہا کہ اے خواجہ! کہ دو باتیں مجھے مسلمان ہونے سے روکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مسلمان دولتِ دنیا کو برا کہتے ہیں پھر بھی اس کے

Marfat.com

پیچھے دوڑتے ہیں۔ اور اس کی طلب میں مرتے ہیں۔ دوسرے یہ لوگ موت کو امر حق جانتے ہوئے بھی اس کے لئے کچھ نہیں کرتے اور آئندہ کی کوئی تدبیر نہیں سوچتے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ مسلمان اگرچہ ایسا کرتے ہیں لیکن خدا کی وحدانیت کے تو دل سے قائل ہیں۔ اور اس کا شریک کسی کو نہیں بناتے اگر وہ گناہ کرتے ہیں تو توبہ بھی کر لیتے ہیں۔ اور پھر ان کا پروردگار انہیں بخش دیتا ہے۔ تم نے ساری زندگی آتش پرستی میں گزاری ہے۔ میں جب جانوں کہ تم اپنی انگلی آگ میں ڈال دو۔ اور وہ اسے نہ جلائے۔ لیکن اس کے برخلاف میں اس خدا کی پرستش کرتا ہوں کہ اگر اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دوں اور خدا سے دعا مانگوں کہ وہ نہ جلنے دے تو پھر کیا مجال ہے جو ایک بال بھی جل جائے۔ شمعون نے کہا اگر ایسا ہو جائے جیسا آپ فرما رہے ہیں۔ تو میں آپ کے اللہ پر ایمان لے آؤں گا۔ آگ موجود تھی حضرت خواجہ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیا۔ اور تھوڑی دیر تک اس میں ڈالے رکھا۔ اللہ کے حکم سے ایک بال بھی بیکا نہیں ہوا۔ شمعون یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا کہ اے حضرت! آپ کا فرمانا سب بجا ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں لیکن ساری زندگی تو اسی طرح گزری ہے اب آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہونگا۔ اور مسلمان ہونے سے فائدہ ہی کیا ہوگا؟ جب آخرت کے سامان کرنے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ البتہ ایک صورت ہے کہ آپ مجھے سفارش نامہ لکھ کر دیدیں کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو بخش دے گا۔ پھر میں ایمان لے آؤں گا۔ حضرت خواجہ نے اسی وقت ایک نوشتہ لکھ کر اس کو دے دیا۔ شمعون تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ اور خوب رویا۔ مرنے کے وقت حضرت خواجہ سے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد آپ مجھ کو غسل دیں اور قبر میں اتاریں اور یہ نوشتہ میرے ہاتھ میں پکڑا دیں تاکہ قیامت کے دن میں اسے سفارش کے طور پر پیش کر دوں اتنا کہہ کر شمعون مرگیا۔ اور حضرت خواجہ نے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی۔ بہت سے لوگوں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی۔ پھر خود ہی اسے قبر میں اتارا اور اس کے ہاتھ میں وہ نوشتہ پکڑا دیا۔

سفارش کی قبولیت

ان سب کاموں سے فارغ ہو کر جب وہ گھر تشریف لائے تو رات بھر فکر و تردد میں غلطاں و پیچاں رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں نیند نہیں

آئی رات بھر نماز پڑھتے رہے۔ اور بار بار دل میں سوچتے تھے۔ کہ یہ کیسی غلطی سرزد ہو گئی ہے اپنے معاملات پر تو مجھے قابو حاصل نہیں اور خدا کے کاموں میں دخل دینے کی میں نے کس طرح جرأت کی۔ اس دوران آپ کی ذرا دیر کے لئے آنکھ بند ہوئی تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ شمعون سر پر تاج رکھے اور حلۂ بہشتی پہنے جنت میں ٹہل رہا ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے اس سے پوچھا کہ اے شمعون۔ تم کیسے ہو! اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ شمعونؔ نے جواب دیا کہ کچھ نہ پوچھئے۔ خدائے بزرگ و برتر نے میرے ساتھ بے انتہا مہربانی فرمائی ہے۔ جیسا کہ آپ خود بھی دیکھ رہے ہیں اس نے بہتر مقام مجھ کو عطا فرمایا اور اپنے دیدار سے مجھ کو نوازا۔ غرض اتنا فضل و کرم میرے شاملِ حال ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا۔ اب آپ فکر مند نہ ہوں اور خوش ہوں کہ آپ کے سفارش نامہ کی بھی مجھے ضرورت نہیں رہی بلکہ اب یہ نوشتہ بھی آپ اپنا لے ہی لیں۔ حضرت خواجہ کی فوراً ہی آنکھ کھل گئی تو آپ نے دیکھا کہ وہ نوشتہ ان کے ہاتھ میں لپٹا ہوا ہے۔ پھر آپ نے سجدہ شکرانہ ادا کیا اور فرمایا کہ خداوندا! مجھے معلوم ہے کہ تیرے حکم کے لئے کسی سبب کی ضرورت نہیں۔ تو فعال لما یرید ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو چاہے گا کرے گا۔ محض تیرا فضل و کرم کافی ہے۔ ستر برس کے کافر کو تو نے صرف اس کی ایک بات اور ایک ادا پر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے دی پھر ستر برس کے مومن کو تو کس طرح محروم رکھے گا۔

سماع سے رغبت

حضرت خواجہ حسن بصریؒ صاحب سماع اور تواجد تھے اور اکثر فرماتے تھے کہ وجد دل کا ایک راز ہے۔ کہ جب اس میں تحریک ہوتی ہے تو انسان پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ اور سماع وردِ الٰہی ہے۔ جس شخص نے اس کو سچائی کے ساتھ سنا وہ حق تک پہنچ گیا اور جس نے اس کو نفس کی خوشنودی کے لئے سنا وہ بے دین ہوا۔

حضرت رابعہ بصریؒ کا مقام

حضرت خواجہ حسن بصریؒ ہفتہ میں ایک مرتبہ مجلس منعقد فرماتے تھے۔ اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے۔ اگر حضرت رابعہ بصریؒ اس وقت موجود نہ ہوتیں تو آپ منبر سے اتر کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ وہ تشریف

Marfat.com

لے آئیں۔ پھر منبر پر جاکر خطبہ دیتے تھے۔ اور اپنی خطابت سے تمام محفل کو گرما دیتے تھے ہر شخص کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ پھر آپ حضرت رابعہ بصریؒ کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے کہ اے نقاب پوش خاتون یہ سب دل کی گرمی تمہاری وجہ سے ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے خواجہ! اتنے درویش اور بزرگان دین آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن آپ جب تک حضرت رابعہ بصریؒ تشریف نہیں لاتے خطبہ نہیں دیتے۔ کیا بات ہے؟ حضرت خواجہ نے جواب دیا جو جھول ہاتھی کے لیے بنایا جاتا ہے وہ چیونٹی کے لیے موزوں نہیں ہوگی۔ سبحان اللہ حضرت رابعہ بصریؒ کو معرفت الٰہی میں کیسا کمال حاصل تھا۔ سچ ہے وہ جس کو دیتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

ولی را ولی می شناسد

حضرت خواجہ حسن بصریؒ ایک مرتبہ اپنے احباب کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں انہیں ایک خرما ملا جس کی گٹھلی سونے کی تھی۔ مکہ معظمہ پہنچ کر آپ نے اس سونے سے سب لوگوں کا کھانا خریدا اور بقیہ پیسے غریبوں میں تقسیم کر دیے۔ کچھ دنوں کے بعد مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر ان کی ملاقات امام القراء ابو عمر سے ہوئی جو قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ ان کے مکتب میں قرآن شریف پڑھنے کے لیے ایک بہت ہی خوبصورت لڑکا بھی آیا۔ حضرت خواجہ نے دیکھا کہ پڑھانے کے دوران ابو عمر اس پر بری نظر ڈال رہے ہیں۔ یکایک ابو عمر نے محسوس کیا کہ الحمد کی الف سے سورہ الناس کی س تک سب ہی نسیًا منسیًا ہو گیا۔ اور ان کو ایک حرف بھی یاد نہیں رہا۔ وہ بے قرار ہو کر حضرت خواجہؒ کے قدموں میں گر پڑے اور سخت ندامت اور پشیمانی کے ساتھ اپنی بے ادبی اور غلطی کے لیے معذرت خواہ ہوئے ان کے زار زار رونے پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حج کا وقت قریب ہے جاؤ حج کرو۔ اور حج سے فارغ ہو کر مسجد حنیفہ میں جاکر بیٹھو۔ وہاں تم ایک ضعیف مرد کو دیکھو گے۔ جب بزرگ کے پاس کوئی نہ رہے۔ تو تم جاکر اپنا ماجرا ان کو سناؤ۔ ان کی دعا سے ہی تمہارا مقصد حاصل ہو سکتا ہے ابو عمر نے ایسا ہی کیا۔ مسجد حنیفہ میں ایک نورانی چہرہ پر جلال بزرگ کو دیکھا جو مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے وہاں پر ایک اور ایک اور سفید پوش نورانی چہرہ بزرگ

کو آتے دیکھا جن کو آتے دیکھ کر سب لوگ ادب سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور سلام کیا تھوڑی دیر کے بعد جب نماز کا وقت ہوا وہ سفید پوش بزرگ اٹھ کر چلے گئے۔ جب تنہائی ہوئی تو ابو عمر نے ان کے پاس جاکر سلام عرض کیا۔ اور اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ بزرگ روشن ضمیر تھوڑی دیر تک خاموش اور مغموم رہے پھر آسمان کی طرف دیکھا۔ ابھی وہ آسمان کی طرف دیکھ ہی رہے تھے۔ کہ پورا قرآن مجید انہیں پہلے کی طرح یاد ہو گیا۔ ابو عمر شادمانی احسان مندی کے جذبہ سے متاثر ہو کر ان بزرگ کے قدموں پر گر پڑے۔ بزرگ نے فرمایا کہ تم کو میرا پتہ کس نے بتایا۔ ابو عمر نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے آپ نے فرمایا کہ جس کو حسن جیسا امام میسر ہو اس کو کسی کی کیا حاجت۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حسن نے مجھ کو رسوا کیا ہے۔ میں بھی انہیں رسوا کیئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ پھر فرمایا کہ وہ سفید پوش بزرگ جن کو ابھی تم نے دیکھا۔ حسن بصریؒ ہی تھے۔ وہ روزانہ ظہر کی نماز بصرہ میں پڑھ کر یہاں آتے ہیں۔ اور مجھ سے تھوڑی دیر باتیں کر کے عصر کی نماز کے وقت تک پھر بصرہ واپس تشریف لے جاتے ہیں۔

قوم اجنہ کے ساتھ تحصیل علم

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی مسجد میں ایک بزرگ صبح سویرے نماز پڑھنے کے ارادے سے تشریف لے گئے۔ مسجد کا دروازہ اندر سے بند پاکر وہ کھڑے ہو گئے۔ اندر سے کچھ آواز آرہی تھی کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ دعا مانگ رہے ہیں۔ اور کچھ لوگ آمین کہہ رہے ہیں۔ وہ بزرگ وہیں پر خاموش کھڑے رہے کچھ اجالا ہوا تو مسجد کا دروازہ دستک دینے سے کھلا وہ بزرگ جب اندر گئے تو حضرت خواجہ کو تنہا دیکھ کر حیران رہ گئے نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت مجھ کو حقیقت حال سے آگاہ فرمائیے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ دیکھو یہ راز کسی سے ظاہر نہ کرنا بات یہ تھی کہ ہر جمعہ کی رات کی قوم اجنہ سے کچھ افراد آتے ہیں۔ اور میں ان کے ساتھ کچھ علم سیکھتا ہوں آخر میں میں دعا کرتا ہوں اور وہ لوگ میرے ساتھ آمین کہتے ہیں۔

عاشقان الٰہی کی زندگی کا راز

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے آنسو کبھی خشک نہیں ہوئے تھے کثرت گریہ سے وہ حد درجہ نحیف و لاغر ہو گئے تھے اور انکے

Marfat.com

جسم میں خون اور استخواں میں مغز کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ایک روز ان کی حالت سے مشوش ہو کر کئی اطبا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ان کا اچھی طرح معائنہ کرنے کے بعد حد درجہ مغموم اور افسردہ ہوئے، جب ان سے افسردگی کا سبب پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کے جسم میں نہ خون ہے اور نہ استخوان میں مغز ہی باقی رہا ہے۔ ایسے شخص کی زندگی کی اب کیا امید ہو سکتی ہے۔ اللہ کی قدرت ہے جو زندہ ہیں

حضرت خواجہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے ایک نعرہ مارا اور فرمایا اے طبیبو! تم عاشقوں کی نبض دیکھا کیا جانو۔ عام لوگوں کی زندگی کا دارومدار بے شک خون اور مغز استخوان پر ہے لیکن عاشقانِ الٰہی کی زندگی کا راز صرف ذکر الٰہی میں پوشیدہ ہے۔ کیونکہ جس طرح عوام کو غذا سے قوت ملتی ہے۔ اسی طرح عاشقانِ خدا کو اس کی محبت اور عشق سے طاقت حاصل ہوتی ہے عشق و محبت ہی ان کے لئے خون کا کام دیتا ہے۔ اور یاد حق مغز استخواں کا۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلفاء

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے پانچ جید اور افضل خلفاء تھے۔ ایک عبدالواحد بن زیدؒ دوسرے ابن رزینؒ، تیسرے شیخ حبیب عجمیؒ، چوتھے عتبہ بن الغلامؒ پانچویں شیخ محمد واسعؒ ان پانچوں کے علاوہ حضرت رابعہ بصریؒ بھی آپ کی خلیفہ خاص تھیں۔

وفات

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا وصال ہوا تو غیب سے آواز آئی:- ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل حسن۔

یعنی اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حسن کی آل اولاد کو درجہ مقبولیت بخشا اور اس وقت ایک بزرگ نے حضرت خواجہ کو خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور کوئی منادی کر رہا ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مالک سے جا ملے، اور اللہ ان سے راضی، اور خوش ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا وصال ۴ محرم الحرام ۱۱۱ھ کو ہوا۔ آپ کے رحلت کی تاریخ قطب سے نکلتی ہے۔ آپ کا روضہ مقدسہ بصرہ سے تین کوس یعنی چھ میل پر واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہٗ کی کنیت ابی الفضل تھی۔ آپ عمدۂ مشائخ دہر اور زبدۂ اولیائے عصر میں سے تھے۔ صوفیا آپ کو عارف اکمل، شرف الاسلام والمسلمین اور رکن الملۃ والدین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کو خرقۂ فقر وارادت حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے حاصل ہوا تھا اس کے علاوہ آپ کو شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ کمیل بن زیاد سے بھی خلافت حاصل تھی۔ آپ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تین تین روز پر افطار فرماتے تھے۔ اور افطار میں تین لقمے سے زیادہ نہیں کھاتے۔ سماع آپ کو مرغوب تھا اور کسی وقت بھی گریہ وزاری کے باعث آنسو خشک نہیں ہوتے تھے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے حلقہ ارادت میں آجانے کے بعد آپ نے تمام علائق دنیوی سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اور گھر میں جو کچھ مال متاع تھا سب درویشوں میں تقسیم کر دیا تھا مجرد زندگی گذارتے تھے۔ اور پیسے کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ اگر کسی فقیر اور محتاج کو دینے کے لئے روپے پیسے چھونے پڑتے تو ہاتھ کو اتنا دھوتے کہ چھل جاتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا نہ کرے کہ کوئی درویش ہاتھ میں درہم و دینار پکڑ کر اپنے ہم چشموں میں ذلیل و شرمندہ ہو۔ درویش کو خالی ہاتھ، خالی پیٹ اور خالی جیب ہونا ضروری ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے۔ تو اسے درویش نہیں سمجھنا چاہیئے۔

Marfat.com

عبادت وریاضت

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہٗ کے بارے میں مشہور ہے کہ مرید ہونے سے پہلے چالیس برس تک آپ عبادت وریاضت میں مشغول رہے تھے۔ اور تمام علوم میں مہارت حاصل کرلی تھی۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگردوں میں تھے۔ اور ان ہی سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے۔ لیکن اللہ والوں کی زیارت کے لیے خود دور دور کا سفر کرتے اور ان کی صحبت میں وقت گزارتے۔ راستے میں اگر کوئی شخص مل جاتا۔ تو آپ سلام میں سبقت کرتے اور اس کی خاطر سے رک جاتے۔

عارف غلام

ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ نے ایک غلام خریدا اور اس کے ساتھ یہ شرط لگادی کہ اسے رات کے وقت حاضر رہنا ہوگا۔ آدھی رات کے وقت جب حضرت نے اس کو پکارا تو وہ غائب تھا۔ صبح کے وقت وہ غلام ایک دینار لیے ہوئے حاضر ہوا جس پر سورہ اخلاص منقوش تھا۔ اور اس سکہ کو مالک کے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولا کہ آپ اس طرح کا ایک دینار روز مجھ سے لے لیا کریں لیکن رات کی حاضر باشی کی خدمت سے مجھے معاف رکھیں، حضرت نے مان لیا۔ اسی طرح کچھ عرصہ گذر گیا۔ یہاں تک کہ پڑوس کے لوگوں نے ایک دن آپ سے شکایت کی کہ آپ کا یہ غلام رات کو کفن چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں اس کا امتحان لوں گا۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو آپ نوکر کی حرکات کی طرف متوجہ رہے۔ آدھی رات کے وقت آپ نے دیکھا کہ وہ غلام اٹھا اور چلا۔ دروازہ پر تالا لگا ہوا تھا اس کو ہاتھ کے اشارے سے کھول دیا اور باہر نکل گیا، حضرت قطب المشائخ بھی اس کے پیچھے پیچھے اس طرح چلے کہ اس کو خبر نہ ہو چلتے چلتے ایک قبرستان میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر اس غلام نے اپنا کپڑا اتار دیا۔ اور قبرستان میں ایک جگہ گدڑی رکھی ہوئی تھی اسے پہن لیا۔ اور نماز میں مشغول ہوگیا۔ صبح تک اسی طرح عبادت میں محو رہا پھر دعا مانگی کہ الٰہی میرے چھوٹے مالک کا روزینہ مجھے عنایت فرما۔ بس ہوا سے ایک درہم ٹپک پڑا۔ اور اسے جیب میں ڈال لیا حضرت قطب المشائخ نے جب یہ حالت دیکھی تو دنگ رہ گئے اور اپنی بدگمانیوں پر توبہ استغفار پڑھنے لگے۔ پھر سوچا کہ جب وہ اللہ کی عبادت میں اتنا محو ہے تو بہتر ہے اسے آزاد ہی کردوں۔ یکایک

Marfat.com

وہ غلام نظر سے اوجھل ہو گیا اور آپ گھر کے لیے روانہ ہوئے۔ تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے۔ کہ غیب سے ایک سوار ظاہر ہوا آپ نے اس سے پوچھا کہ میرا فلاں شہر یہاں سے کتنی دوری پر ہے۔ اس سوار نے جواب دیا کہ آپ تیز تیز چلیں گے۔ تو اس شہر تک پہنچنے میں آپ کو دو سال لگیں گے۔ یہ سن کر آپ نے سوچا کہ اب یہاں سے جانا تو بہت مشکل ہو گیا بہتر ہے کہ ایک رات اور اس جگہ ٹھہر جاؤں۔ غلام حسب دستور پھر آئے گا۔ جب وہ صبح کو واپس ہونے لگے تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا جاؤں گا۔ دن گذرا۔ رات آئی اور ٹھیک وقت پر وہ غلام اس جگہ پہنچ گیا۔ اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ صبح کے وقت پھر اس نے دعا مانگی اور ایک درم ہوا سے گرا جس کو اس نے اٹھا کر جیب میں رکھ لیا حضرت قطب المشائخ ایک گوشہ میں چھپے بیٹھے تھے۔ غلام اسی جگہ پہنچ گیا۔ اور دونوں دینار جیب سے نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیئے اور عرض کی کہ حضرت آپ کی دونوں راتوں کا معاوضہ حاضر ہے۔ اور آپ نے میرے بارے میں جو نیت فرمائی ہے۔ اسے پورا ہی کر دیں حضرت قطب المشائخ نے فوراً اس کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد غلام نے اپنی دونوں مٹھیوں میں کچھ سنگریزے بھر کر آپ کے دامن میں ڈال دئے اور کہا کہ حضرت جب آپ نے مجھ کو آزاد فرمایا ہے۔ تو مجھے بھی آپ کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا اور حضرت کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ حضرت خواجہ اس کے پیچھے پیچھے چلے تھوڑی ہی دیر چلے ہوں گے۔ کہ وہ اپنے شہر پہنچ گئے۔ اور اپنے گھر میں داخل ہوتے مڑ کر دیکھا تو وہ غلام غائب تھا۔ پھر اپنا دامن دیکھا تو اس میں ہر سنگریزہ ایک قیمتی جواہر ہو گیا تھا حضرت خواجہ نے تمام پڑوسیوں کو جو اسے کفن چور کہتے تھے۔ بلا بھیجا اور فرمایا کہ لوگو! تم اس غلام کے بارے میں جو کچھ کہتے تھے۔ صحیح نہیں تھا۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے اور پورا ماجرا کہہ سنایا۔ پھر فرمایا کہ وہ کفن چور نہیں بلکہ نور الٰہی کا چور تھا۔

سبحان اللہ جس مالک کا غلام ایسا ہو اس مالک کے مرتبہ کا کیا پوچھنا۔ اور جس غلام کا مالک ایسا ہو اس غلام کی خوش قسمتی کا کیا ٹھکانہ۔

خیرات کا صلہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنا تمام

Marfat.com

مال و متاع اللہ کی راہ میں قربان کردے گا اس کو جنت الفردوس میں ٹھکانا اور آنکھوں میں کھپ جانے والی نور سرشت حور ملے گی۔ اتفاقاً چار بھائی اس مجلس میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک کے دل میں یہ بات جم گئی۔ اور وہ فوراً وہاں سے اٹھا اور گھر آکر اپنا سارا مال و متاع فقرا میں تقسیم کر دیا۔ اور تن تنہا حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا حال کہہ سنایا۔ حضرت خواجہ نے اس کو شاباشی دی اور تسلی و تشفی دے۔ اسم اعظم پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اسم اعظم پڑھنے کے دوران اس آدمی نے دیکھا کہ ایک دلکش باغ ہے۔ اور اس میں زمرد کا ایک خوبصورت محل ہے۔ اور اس محل میں بہت سی حسین و جمیل عورتیں جمع ہیں۔ جو اسے دیکھ کر آپس میں کہہ رہی ہیں۔ کہ یہ حور عین المرضیہ" (آنکھوں کو اچھی لگنے والی) کا شوہر آرہا ہے۔ وہ مرد ان کے نزدیک گیا۔ اور پوچھا کہ تم میں "حور عین المرضیہ" کون ہے۔ ان لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ اللہ اللہ یہ کیسی بات آپ کر رہے ہیں۔ ہم لوگ تو "حور عین المرضیہ" کی لونڈیاں ہونے کے بھی لائق نہیں ہیں۔ آپ اسے دیکھنا چاہتے ہیں تو اور آگے جائیے۔ وہ شخص اور آگے بڑھا ایک اور باغ اور محل دیکھا جو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور شاندار تھا۔ اور اس میں بھی پری جمال اور حسین و رعنا دوشیزائیں جمع تھیں۔ اور ان لوگوں نے بھی اس کو دیکھ کر وہی کہا کہ یہ جوان "حور عین المرضیہ" کا شوہر معلوم ہوتا ہے اس شخص نے ان عورتوں سے بھی یہی سوال کیا کہ تم میں سے "حور عین المرضیہ" کون ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ "حور عین المرضیہ" کو دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اور آگے جاؤ۔ ہم لوگ تو اس کی لونڈیوں کی بھی برابری نہیں کر سکتیں۔ مجبور ہو کر وہ شخص اور آگے بڑھا۔ آگے ایک اور باغ اور محل دیکھا جو پہلے دونوں سے زیادہ خوبصورت اور پرشکوہ تھا۔ اور اس میں مہر و ماہ کو شرما دینے والی حسین عورتیں موجود تھیں۔ اب اسے یقین ہو گیا کہ "حور عین المرضیہ" ان ہی میں سے ایک ہوگی۔ ان کے پاس جا کر اس نے پوچھا کہ تم میں سے "حور عین المرضیہ" کون ہے؟ ان لوگوں نے بڑی نرمی سے جواب دیا کہ ہم لوگ "حور عین المرضیہ" کی لونڈیاں ہیں۔ اور آپ بلاشبہ ان کے شوہر معلوم ہوتے ہیں۔ آپ میری مالکہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو اندر تشریف لے جائیے۔ اس بات سے اس کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ اور وہ پردہ اٹھا کر محل کے اندر چلا گیا۔ دیکھا کہ "حور عین المرضیہ" بنی سنوری، سولہ سنگار کئے دلہن

Marfat.com

بنی بیٹھی ہے۔ وہ مرد دل و جان سے اس پر عاشق ہو گیا۔ اور ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں جب ہوش آیا تو پری پیکر نے اس کو اشارے سے بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ اب اس شخص کو صبر و ضبط کا یارا نہ رہا اور اس نے دستِ شوق بڑھا کر اسے اپنی آغوش میں لے لینا چاہا۔ "حور عین المرضیہ" نے بڑی دلربائی اور نرمی سے اس سے کہا کہ آپ اتنا بے چین اور مضطرب کیوں ہو رہے ہیں بس ہم لوگوں کے وصل میں تین گھنٹے سے زیادہ کی تاخیر نہیں ہے۔ اور آپ جانتے ہیں ایک پہر گزرنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ یہ تین گھنٹے تو دیکھتے دیکھتے گذر جائیں گے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے وصل سے شادکام ہوں گے۔ یہ سن کر اس مرد نے دستِ شوق کو روک لیا۔ یکایک اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ ہوش میں آ گیا۔ لیکن جب اس نے اپنی محبوبہ کو نہیں دیکھا تو مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ کو خبر ہوئی انہوں نے اس کو اپنے سامنے بلوایا اور فرمایا کہ اے احمق! یہ کیسی دیوانگی تجھ پر طاری ہے۔ اس مرد نے پورا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے آہستہ سے اس کے کان میں فرمایا کہ تمہاری باتیں سب صحیح ہیں۔ لیکن تم کو اپنی محبوبہ کا وہ جملہ یاد نہیں رہا جو اس نے تم سے کہا تھا۔ پھر ایک پہر یعنی تین گھنٹے کے لیے یہ اضطراب کیسا تم مضطرب نہ ہو ایک پہر میں اپنی محبوبہ کے وصل سے شاد کام ہو گے۔ اسی دوران کفار کی ایک جماعت شہر پر حملہ آور ہوئی لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے، یہ شخص بھی مسلح ہو کر جہاد میں شریک ہوا اور جی کھول کر دادِ شجاعت دی۔ بے شمار کافروں کو جہنم واصل کیا۔ آخر میں لڑتا ہوا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شہید ہوا۔ فتح مسلمانوں کی ہوئی اور دشمن مغلوب و مقہور ہوئے۔ حضرت خواجہ نے اس مرد جانباز کی لاش مبارک خود تلاش کر کے نکالی شہید کے متبسم چہرے پر ایک خاص قسم کا جلال اور جمال ہویدا تھا۔ جو بہت کم شہدا میں دیکھا گیا پھر حضرت نے اس پر نماز پڑھ کر اپنے دستِ مبارک سے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ تمام واقعات تین گھنٹوں میں اتمام پذیر ہوئے۔

بیمار کے لئے دعا

ایک روز حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ راستے میں جا رہے تھے کہ ایک بوڑھے بیمار آدمی کو دیکھا کہ وہ دھوپ میں بے حال پڑا ہوا ہے اور کوئی اسکی

Marfat.com

خبر نہیں لے رہا ہے۔ حضرت کو اس کی بے کسی پر رحم آگیا۔ بادل کی طرف اشارہ کیا کہ اس پر سایہ فگن ہو جائے۔ اللہ کے حکم سے ابر اس پر سایہ فگن ہو گیا۔ اس بوڑھے عاجز انسان نے حضرت خواجہ کی جب یہ کرامت دیکھی تو گڑ گڑا کر عرض کیا کہ اے حضرت! دعا فرمایئے کہ اللہ مجھے صحت بخشے۔ حضرت خواجہ نے دعا فرمائی اور وہ اسی وقت صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔

کشف و کرامات

ایک مرتبہ درویشوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی ان لوگوں پر بھوک غالب ہوئی اور اس وقت کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ درویشوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ سے درخواست کی کہ اس وقت ہم لوگوں کو حلوہ کھلایئے۔ جب ان لوگوں کا اصرار حد سے زیادہ ہو گیا تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کچھ فرمایا اور فوراً حلوہ سے بھرا ہوا ایک قاب ہوا سے نیچے آگیا۔ حضرت خواجہ نے درویشوں سے فرمایا کہ شکم سیر ہو کر کھاؤ۔ درویشوں نے جی بھر کر کھایا لیکن حضرت خواجہ نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا

ایک مرتبہ آپ دریائے دجلہ کے کنارے سے گذر رہے تھے۔ فقرا کی ایک جماعت وہاں کشتی کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اسی اثنا میں کشتی آگئی۔ کشتی والے نے دوسرے آدمیوں کو سوار کرایا۔ لیکن فقرا میں سے کسی کو نہیں لیا۔ کشتی والے کی اس حرکت سے فقرا کو بہت رنج ہوا۔ حضرت قطب المشائخ یہ سب دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فقرا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ادھر آؤ تا کہ اللہ کے حکم سے میں تم لوگوں کو بحفاظت دجلہ سے پار کرادوں۔ درویش سب حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ دجلہ سے کہہ دو کہ عبدالواحد تجھے خشک ہونے کے لئے کہہ رہا ہے"۔ فقرا نے جیسے ہی حضرت کا پیغام دجلہ کو پہنچایا۔ دجلہ کا پانی بالکل کم ہو گیا اور فقرا سلامتی کے ساتھ دجلہ عبور کر گئے یہاں تک کہ کسی کا ٹخنہ بھی تر نہیں ہوا۔

ایک دن حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید جا رہے تھے۔ کہ راستے میں فقرا کی ایک جماعت سے آپ کی ملاقات ہو گئی۔ وہ سب پریشان حال اور بھوکے تھے۔ حضرت کو دیکھ کر ان لوگوں نے درخواست کی کہ ہم لوگ بال بچے والے ہیں۔ اور غایت افلاس اور خستہ حالی میں مبتلا ہیں۔ خدا کے لئے ہم لوگوں کی مدد فرمایئے۔ حضرت خواجہؒ نے ان لوگوں کو تسلی تشفی دی اور کہا کہ جاؤ انشاء اللہ

آج سے تم لوگ دولت مند ہو جاؤ گے۔ لیکن شرع شریف پر سختی سے عمل پیرا رہنا اور اس سے رو گردانی نہ کرنا۔ فقرا جب اپنے اپنے گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے گھروں میں انواع واقسام کے کھانے ان کی عورتیں پکا رہی ہیں۔ اور ان کے پاس کافی دینار و درہم جمع ہیں۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ یہ دولت کہاں سے ملی۔ عورتوں نے جواب دیا کہ ایک شخص آیا تھا۔ اور ہم لوگوں کو بہت سی اشرفیاں دے کر چلا گیا۔ اور جاتے ہوئے کہہ گیا ہے۔ کہ جب تمہارے شوہر آئیں اور پوچھیں کہ یہ پیسے کہاں سے آئے تو کہنا کہ حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ کے دوستوں میں سے ایک فقیر ہم لوگوں کو یہ مال و زر دے گیا۔ فقراء کو بڑی حیرت ہوئی۔ اور اس روز سے ان لوگوں کی تنگدستی اور غربت دُور ہو گئی اور وہ لوگ فراغت سے زندگی گذارنے لگے۔ ان کی عورتیں ان سے برابر کہتیں افسوس ہے۔ ہم لوگوں پر کہ ایسا روشن ضمیر اور بزرگ کامل پاکر ہم نے صرف دولت دنیوی پر اکتفا کیا۔ حالانکہ طلب کرنے کی چیز دین کی دولت تھی جو جاودانی اور پائدار ہے۔

وفات حضرت خواجہ شیخ عبدالواحد بن زیدؒ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حد درجہ نحیف اور کمزور ہو جانے کے باعث خود سے اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں رہے۔ ایک دن نماز کا وقت ہو گیا اور خادم موجود نہیں تھا جو وضو کرا دے۔ آپ نے دعا مانگی کہ خداوندا مجھے اس وقت اتنی طاقت عنایت فرما کہ میں خود سے وضو کر کے نماز ادا کر لوں۔ پھر تیری جو مرضی ہو گی سر تسلیم خم ہے اللہ کی شان سے حضرت خواجہ فوراً اس لائق ہو گئے کہ خود سے اٹھ کر وضو کر لیں۔ اور نماز ادا فرمائیں۔ آپ نے اٹھ کر نماز ادا کی اور پھر فرش پر لیٹ گئے۔ اور اسی طرح بیمار رہ گئے چنانچہ ماہ صفر کی ۲۷ تاریخ ۱۷۷ھ کو اپنے خالق سے جا ملے

آپ کے جید خلفا میں سے ایک خواجہ فضیل ابن عیاض قدس اللہ سرہ العزیز بھی تھے

○

Marfat.com

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس اللہ سرہ

خرقہ فقر و ارادت

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رح کی کنیت ابو علی اور ابی الفیض دونوں تھی۔ آپ مشائخ کبار اور سرور روزگار میں سے تھے۔ صوفیا آپ کو امام الشریعت، مقتدائے ملت، سراج الاولیا اور وارث الانبیا کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ آپ کو خرقہ فقر و ارادت حضرت شیخ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ سے عطا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ آپ کو غیاث بن منصور بن معمر سلمیٰ کوفی قدس اللہ سرہٗ سے بھی خلافت حاصل تھی۔ آپ ہمیشہ ٹاٹ اور کمبل کا لباس پہنتے اور برابر روزہ سے رہتے۔ خدا کے خوف سے اتنا زار زار روتے کہ دیکھنے والوں کو رونا آجاتا۔

دنیا سے بیزاری

مرید ہو جانے کے بعد آپ نے حتے الامکان دنیا والوں کی صورت نہیں دیکھی بلکہ جس راستے سے دنیا والے گذرتے اس راستے سے نہیں گزرتے اور اگر بھول سے کبھی اس راستے سے گزر ہو جاتا تو جو کپڑا پہنے ہوئے ہوتے اس کپڑے کو اتار کر فقرا کو دے دیتے کہ کہیں دنیا والوں کے راستے کی دھول نہ اس پر پڑ گئی ہو۔ آپ صاحب کرامت و عظمت بزرگ تھے اور سماع کو پسند فرماتے تھے۔ تین تین چار روز پر افطار کرتے اور پانچ سو رکعت نماز اور دو ختم

قرآن روزانہ فرماتے۔ جس روز آپ کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو سو رکعت شکرانہ کی نماز ادا فرماتے آپ اکثر بیمار ہونے کی آرزو فرماتے کہ اس سے جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی رعائت مل جائیگی وہ متمنی رہتے کہ کوئی ان سے ملنے نہ آئے اور اگر بیمار پڑ جائیں تو کوئی حال پوچھنے والا نہ ہو۔ گویا وہ چاہتے تھے کہ:۔

پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

خلوت سے دلچسپی جب رات آتی تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ فرماتے اس میں مالک سے خلوت بے تفرقہ کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ اور جب دن ہوتا تو رنجیدہ خاطر ہوتے اور عنقا کی طرح کسی گوشہ میں چھپ جاتے۔ آپ کا قول تھا کہ جس کو تنہائی سے وحشت ہوتی ہے اسے دنیا والوں کی دلچسپی ہونا ضروری ہے۔ اور جس کو دنیا والوں سے دلچسپی ہوگی وہ سلامتی سے دور رہے گا۔

ایک رات حضرت سفیان ثوریؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام رات اچھی اچھی اور خدا رسولؐ کی باتوں سے اپنا اور ان کا دل بہلاتے رہے۔ یکایک ان کی زبان سے نکل گیا کہ آج کی رات کیسی مبارک رات ہے۔ کہ تنہائی کی وحشت سے دوچار نہ ہونا پڑا۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا کہ نامبارک رات کہئے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے پوچھا وہ کس طرح؟ فرمایا آپ رات بھر اس فکر میں رہے کہ کوئی اچھی بات مجھے سنائیں اور میں اس الجھن میں ڈوبا رہا کہ آپ کی باتوں کے مناسب جواب تلاش کرتا رہوں تاکہ آپ کو میرا جواب پسند آئے اور مناسب معلوم ہو کاش کہ مجھے تنہائی نصیب ہوتی کہ میں اپنی رات گریہ وزاری میں گزارتا۔

راہزنی سے راہبری تک ابتداء ایام میں حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ راہزنی اور لوٹ مار کرتے تھے۔ اور لٹیروں کے سردار تھے۔ تمام ڈاکو جو کچھ بھی لوٹ مار سے حاصل کرتے۔ ان کے پاس لاکر رکھ دیتے اور اپنا حصہ ان کے ہاتھ سے لیتے۔ آپ کا ایک طریقہ یہ تھا کہ لوٹ مار سے جو کچھ مال ملتا اس پر اس کے مالک کا نام لکھ دیتے۔ ایک

مرتبہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوداگروں کے ایک قافلے کا پیچھا کر رہے تھے۔ اس قافلہ میں ایک شخص قرآن شریف کی یہ آیت بلند آواز سے پڑھ رہا تھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یہ آیت شریفہ تیر کی طرح آپ کے دل پر لگی۔ ایک نعرہ مارا اور صحرا کی راہ لی۔ اپنے گناہوں سے تائب ہو کر آپ صحرا کی خاک چھان رہے تھے۔ کہ اتفاق سے ایک قافلے کا گزر آپ کے پاس سے ہوا۔ قافلے والے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ فضیل ڈاکو اسی راستے میں ہے ہم لوگوں کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ حضرت خواجہؒ نے جب یہ سنا تو فرمایا تم لوگ خوش ہو کہ فضیل نے توبہ کر لی اور اب وہ تم لوگوں سے اسی طرح بھاگتا ہے۔ جس طرح تم لوگ اس سے بھاگتے ہو تائب ہونے کے بعد حضرت خواجہ نے جن جن لوگوں کا مال لوٹا تھا ان لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مال واپس کیا ان سے معافی طلب کی اور ان کو خوش کیا۔ یہاں تک کہ ان کے تمام ستم رسیدہ لوگ ان سے خوش ہو گئے۔ اور کوئی ان کا دشمن اور مخالف نہیں رہا۔ سوائے ایک یہودی کے جو کہتا تھا کہ میرا بہت سا سونا آپ نے لوٹا تھا۔ وہ سب واپس کریں۔ حضرت خواجہ نے قسم کھا کر اس کی تشفی کرنی چاہیئے۔ تو اس نے کہا میں نے قسم کھالی ہے۔ کہ جب تک آپ میرا سونا مجھ کو واپس نہ کریں گے میں آپ سے راضی نہ ہوں گا۔ جب حضرت خواجہ نے اسے بہت عاجزی سے سمجھایا تو اس نے کہا اچھا جائیے میرے گھر کے طاق پر اشرفی کی ایک تھیلی بھری رکھی ہے۔ اس کو اپنے ہاتھ سے لا کر مجھے دیجیئے۔ تاکہ میری قسم پوری ہو۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔ اس نے ہاتھ میں لے کر جب تھیلی کھولی تو اس میں سے اشرفیاں نکلیں۔ یہودی نے حضرت خواجہؒ سے کہا کہ آپ اپنے مذہب کے بارے میں مجھے واقف کرائیے پھر میں آپ سے خوش ہوں گا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ کس بات پر تم مسلمان ہو رہے ہو۔ یہودی نے کہا کہ اس تھیلی کو ریت سے بھر کر میں نے رکھا تھا۔ اور میں آپ کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ توریت میں میں نے پڑھا تھا۔ کہ دین محمدی کے مطابق جس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے وہ اگر مٹی کو ہاتھ میں لے گا تو سونا ہو جائے گا۔ اسی کو میں آزمارہا تھا کہ آپ کی توبہ قبول ہوئی یا نہیں۔ آپ کو میں نے سچا پایا اور میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا چاہتا ہوں، اور پھر وہ مسلمان ہو گیا

Marfat.com

حلقۂ ارادت میں شمولیت

اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہؒ کوفہ چلے آئے اور وہاں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اور وہاں سے آپ کا ارادہ بصرہ جاکر حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ہوا۔ جب بصرہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا وصال ہو گیا۔ آپ زار زار رونے لگے۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ اور اب رونے کا کیا فائدہ ہوگا۔ اگر آپ کا ارادہ مرید ہونے کا ہے تو قطب المشائخ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کی خدمت میں حاضر ہو جائیے وہ مرید اور خلیفۂ کامل حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے ہیں۔ اور ان کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور علی کرم اللہ وجہہ کا خرقہ پہننے کا شرف حاصل ہے۔ اور ان کے جیسا درویش کامل زمانہ میں موجود نہیں ہے۔ خواجہ حبیب عجمیؒ ان کے دوستوں میں ہیں۔ جو ہر ہفتہ ان سے ملنے اور استفادہ کے لئے تشریف لاتے ہیں یہ باتیں سن کر حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے دل میں حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ کے دیدار اور قدم بوسی کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

حضرت خواجہ عبدالواحدؒ کی نصیحت

حضرت خواجہ عبدالواحدؒ بن زیدؒ بڑی شفقت اور مہربانی کے ساتھ ان سے پیش آئے اور فرمایا کہ فضیل! تمام بُری باتوں سے پرہیز کرو۔ کیونکہ درویشی خاموشی اور بے خویشی کا نام ہے۔ اپنے کو بھلا دینا اور خاموشی اختیار کر لینا ہی درویشی ہے۔ اسے تم اپنا لو اور اپنے پچھلے گناہوں پر پشیمان اور ماتم کناں رہو۔ ہر جگہ اور ہر وقت خدائے عز و جل کو حاضر ناظر جانو۔ آج سے تمہارا نام محبان خدا کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ اپنی عبادت اور ریاضت سے اس درجۂ فائقہ پر پہنچے کہ ان کو قطب زمانہ کہا گیا

خلیفہ ہارون الرشید اور حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ

خلیفہ ہارون الرشید کے وزیر فضیل بن ربیع ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ میں مکہ معظمہ گیا۔ فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد

خلیفہ نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں مردان خدا سے کسی بزرگ کو جانتے ہو تو بتاؤ میں ان سے شرفیاب ہونے کی سعادت حاصل کروں گا۔ میں نے کہا ایک بزرگ حضرت عبدالرزاق صنعانیؒ تو یہاں ہیں۔ خلیفہ مجھے ساتھ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر کی گفتگو کے بعد خلیفہ نے میرے ذریعہ ان سے دریافت کرایا کہ آپ کے ذمہ کسی کا قرض تو نہیں ہے۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے اثبات میں جواب دیا خلیفہ نے فوراً حکم دیا۔ کہ خزانہ شاہی سے ان کے ذمے جو کچھ قرض ہے۔ ادا کیا جائے۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا فضل کسی اور بزرگ کے پاس لے چلو۔ میں نے عرض کیا حضرت سفیان بن عتبہؒ بھی یہاں ایک بزرگ ہیں ہم لوگ وہاں پہنچے وہاں بھی تھوڑی دیر گفتگو کے بعد خلیفہ نے میرے ذریعہ وہی سوال ان سے کرایا۔ اور انہوں نے جب بتایا کہ ہاں کچھ قرض تو لوگوں کا ان کے ذمہ باقی ہے۔ خلیفہ نے فوراً اس کی بھی ادائیگی کا حکم دیا اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ فضیل میری تشفی نہیں ہوئی کسی اور بزرگ کے پاس لے چلو میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! اب حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ باقی رہ گئے ہیں۔ جن کو لوگ سراج الواصلین کے لقب سے پکارتے ہیں۔ حکم ہو تو ان کی خدمت میں لے چلوں۔ چنانچہ میں اور خلیفہ حضرت خواجہ کے مکان کی طرف چلے۔ ان کے مکان پر پہنچے تو حجرے کا دروازہ بند تھا۔ اور اندر چراغ جلا کر حضرت خواجہ تلاوت کلام پاک میں مشغول تھے۔ امیرالمومنین نے خود بڑھ کر کہا کہ حضرت اپنے نفس کی شفاعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر امیر کی اطاعت بھی ضروری ہے یہ سن کر حضرت خواجہ نے چراغ بجھا دیا اور دروازہ کھول کر ایک کونے میں کھڑے ہو گئے۔ امیرالمومنین اندر جا کر حضرت خواجہ کو اندھیرے میں تلاش کرنے لگے۔ اتفاق سے امیرالمومنین کا ہاتھ حضرت خواجہ کے جسم سے چھو گیا۔ حضرت خواجہؒ نے بڑی غمناک آواز میں آہ کر کے کہا کہ کیسا نرم ہاتھ ہے۔ کہ کاش کہ دوزخ کی آگ سے بچ جائے۔ امیرالمومنین رونے لگے۔ اور فرمایا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا اے امیرالمومنین! آپ کے والد بزرگوار نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے ایک مرتبہ رسول اللہ سے کسی صوبہ کی گورنری مانگی تھی تو آپ کو معلوم ہے انہوں نے کیا جواب دیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ چچا جان! آپ کی ایک لمحہ کی بندگی ہزار سالہ

Marfat.com

امارت خلق سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ امیر کو قیامت کے دن ندامت اٹھانی پڑتی ہے امیرالمومنین ہارون الرشید نے فرمایا حضرت کچھ اور وضاحت سے فرمائیے۔ حضرت خواجہ نے جواب دیا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کا یہ پیارا چہرہ دوزخ کی آگ کا ایندھن نہ بنے۔ خدا سے ڈریئے اور پوری مستعدی سے اس کا حق اور حکم ادا فرمائیے۔ پھر امیرالمومنین نے پوچھا حضرت کسی کا آپ کے ذمے کچھ دین بھی باقی ہے جواب دیا ہاں خدا کا قرضدار ہوں اور اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آخر میں امیرالمومنین ہارون الرشید نے ایک ہزار دینار کی تھیلی آپ کی خدمت میں بطور نذر پیش کی۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا اے امیرالمومنین! بڑے افسوس کی بات ہے کہ میری نصیحتوں کا آپ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ میں آپ کو نجات کی راہ دکھا رہا ہوں۔ اور آپ مجھے بلا میں پھنسانے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ امیرالمومنین زار زار رونے لگے۔ اور روتے ہوئے وہاں سے نکلے۔ باہر آ کر مجھ سے فرمایا کہ بادشاہ تو دراصل خواجہ فضیلؒ ہیں۔

عجیب تبسم

حضرت ابو علی رازیؒ جو تیس برس تک حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کی خدمت میں حاضر رہے تھے۔ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہؒ کو سوائے ایک مرتبہ کے جب کہ آپ کے صاحبزادے شیخ علی کا انتقال ہوا تھا۔ کبھی مسکراتے نہیں دیکھا۔ مخدوم زادہ شیخ علی کا وصال قرآن پاک کی ایک آیت دیوم القیامۃ تری المجرمین الی آخرہ کو سن کر ہوا تھا جب کہ وہ مسجد حرام میں چاہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو علی رازی فرماتے ہیں کہ مخدوم زادہ کی تجہیز و تکفین کے بعد میں نے تخلیہ میں حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ سے اس بے موقع تبسم کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا جس کام کو حق تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ میں بھی پسند کرتا ہوں اور جس امر پر وہ راضی ہے میں کیوں خوش نہیں ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ جب تم سے پوچھا جائے کہ حق تعالیٰ کو تم دوست رکھتے ہو تو تم خاموش رہو کیونکہ اگر تم نفی میں جواب دو گے تو کافر ہو جاؤ گے بلکہ اگر تم ہاں کہو گے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا اس لئے کہ وہ فعل دوستوں کے زمرہ میں شامل کرے گا۔

Marfat.com

دین کی بنیاد

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ دین کی بنیاد کیا ہے آپ نے جواب دیا "عقل" لوگوں نے پوچھا عقل کی بنیاد کیا ہے۔ فرمایا "علم" لوگوں نے پوچھا حلم کی بنیاد کس پر ہے؟ فرمایا "صبر پر" پھر فرمایا کہ تمام برائیوں کو ایک جگہ جمع کر کے اس کی کنجی دنیا کی دوستی کو بنایا ہے۔ توکل کے بارے میں لوگوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ توکل کے معنی یہ ہیں۔ کہ سوائے اللہ جل شانہ کے کسی سے امید وابستہ نہ رکھے اور متوکل اس کو کہتے جو ظاہر و باطن ہر حال میں راضی بہ رضا رہے۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے خلفاء

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رح کے پانچ خلیفہ تھے۔ سلطان ابراہیم ادہم، شیخ محمد بن یزید الشرازی، خواجہ بشیر حافی، حضرت شیخ ابی رجاء العطاری اور خواجہ عبداللہ سیاری قدس اللہ اسرارہم

وفات

آپ کا وصال تین ربیع الاول ۱۸۷ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار اقدس بیت الحرام کے قریب جنت معلےٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضۂ منورہ کے نزدیک ہے۔ سیر الاقطاب کے مصنف نے آپ کی تاریخ وفات قطب جہاں بود نکالی ہے۔

Marfat.com

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم قدس اللہ سرہٗ

شجرہ نسب حضرت غوث الاعظم سلطان ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہٗ کی کنیت ابو اسحاق ہے صوفیا نے آپ کو سلطان دنیا و دیں، عارف ربانی، سراج الکاملین اور برہان الواصلین کے القاب سے مخاطب کیا ہے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

ابراہیم بن ادہم بن سلیمان، بن منصور، بن ناصر، بن عبداللہ، بن امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

خرقہ فقر وارادت آپ کو خرقہ فقر وارادت حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ سے عطا ہوا تھا۔ آپ چار چار پانچ پانچ روز پر جنگل کے پھل اور ساگ پات سے افطار فرمایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی بے نمک کی ترکاری پکا کر بھی کھا لیتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو اللہ سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔ اس کو زبان بلکہ تمام حواس خمسہ کی لذتوں اور خوشی وشادمانی کو ترک اور غم خواری کو اختیار کرنا ہوگا۔ جس روز کہ آپ کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا۔ آپ بہت خوش ہوتے اور شکرانہ کی نماز ادا فرماتے اور برابر پیوند لگا ہوا کپڑا پہنتے اور ننگے پیر رہتے اور کسی شخص سے روپیہ پیسہ قبول نہ فرماتے

Marfat.com

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ کا مرتبہ

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ کے امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ سے بڑے گہرے مراسم تھے امام اعظمؒ ان کو برابر سیدنا و سندنا ابراہیم ادہم کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ امام صاحب کے ساتھیوں نے ان سے پوچھا کہ ابراہیم بن ادھم سید کس طرح ہوئے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ تو دوسرے کاموں میں بھی مشغول ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ خدا تعالٰے کی خدمت میں ہی لگے رہتے ہیں اسی لیئے وہ سید اور سند ہیں۔

حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ فرماتے تھے۔ مفاتیح العلوم ابراهیم ادهم یعنی سارے علوم کی کنجی ابراہیم ادھم ہیں۔

حضرت ادھم قلندرؒ کا عشق

معتبر تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد ادھم نام کے ایک قلندر درویش تھے۔ جو گھومتے پھرتے شہر بلخ پہنچ گئے اور شہر کے باہر اپنی کٹیا بنا کر رہنے لگے۔ ایک روز کسی ضرورت سے شہر گئے اتفاق سے بادشاہ بلخ کی لڑکی باغ کی سیر کر کے واپس ہو رہی تھی۔ راستے میں بڑا اہتمام تھا۔ ادھم قلندرؒ بھی ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ شہزادی کا محافہ ان کے برابر سے گذرا۔ تیز ہوا کی وجہ سے اچانک محافہ کا پردہ اٹھ گیا۔ اور حضرت ادھم کی نظر شہزادی کے رخ زیبا پر پڑ گئی۔ اور وہ دل وجان سے اس پر عاشق ہو گئے۔ کشاں کشاں سواری کے پیچھے بادشاہی محل تک آئے۔ اور دیر تک باہر کھڑے رہے۔ سواری محل کے اندر چلی گئی۔ تو آپ نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے۔ اور اس محافہ میں کون سوار تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شاہی محل ہے۔ اور اس محافہ میں شہزادی صاحبہ سوار تھیں۔ جو کہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئی تھیں۔ حضرت ادھم وہاں سے سیدھے بادشاہ کے دربار میں پہنچے۔ بادشاہ دربار کر رہا تھا۔ اس کے سامنے سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ اس قلندر سے پوچھو کیا کام ہے۔ وزیر قلندر درویش کے پاس گیا۔ اور آنے کا سبب پوچھا۔ حضرت ادھم ذرا نہیں ڈرے اور بے جھجک سارا ماجرا بیان کر کے کہا کہ میں بادشاہ کی لڑکی

Marfat.com

سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ کو کہو کہ وہ اپنی لڑکی میری زوجیت میں دے دے۔ وزیر کبیدہ خاطر ہو کر واپس ہوا اور بادشاہ کے سامنے آکر خاموش کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے اس کے چہرے کے تغیر سے کچھ بھانپ گیا۔ اس نے کہا بلا کم وکاست حقیقت حال سے آگاہ کرو۔ وزیر نے زمین خدمت چوم کر ادب سے عرض کی کہ جہاں پناہ! جو کچھ اس قلندر نے کہا ہے۔ میری غیرت اس کو زبان پر آنے نہیں دیتی۔ بادشاہ نے جب بہت اصرار کیا تو وزیر نے جو قلندر نے کہا تھا بے کم وکاست بیان کر دیا۔ بادشاہ یہ سن کر تھوڑی دیر خاموش اور سرنگوں رہا پھر اس نے حضرت ادھم کو سامنے بلوایا اور بٹھایا اور ان کا حسب ونسب دریافت کیا۔ جب اسے ان کے اعلیٰ نسبی کا علم ہوا تو اس نے کہا اے درویش خاطر جمع رہو۔ تمہاری اعلیٰ نسبی کی وجہ سے مجھے تمہارے ساتھ رشتہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن تھوڑا صبر کرو کہ میں آپس میں مشورہ کر کے تمہیں جواب دے سکوں۔ حضرت ادھم اس جواب سے خوش ہو کر اپنی جھونپڑی میں واپس ہوئے تین چار روز انتظار دیکھ کر وہ پھر بادشاہ بلخ کے دربار میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔

وزیر کی مخالفت

بادشاہ اپنی لڑکی حضرت ادھم سے بیاہنے پر راضی تھا۔ لیکن وزیر کسی طرح اس پر راضی نہیں ہوتا تھا کہ بادشاہ کی لڑکی ایک فقیر کو بیاہی جائے بادشاہ کے بہت سمجھانے پر بھی جب وزیر متفق نہیں ہوا تو اس نے کہا میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے۔ اب اس کے خلاف میں کس طرح اسے جواب دوں۔ بڑی ندامت معلوم ہوتی ہے۔ وزیر نے کہا کہ جہاں پناہ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں آپ خود نہ بولیں۔ میں اس درویش سے کسی طرح نپٹ لوں گا۔

نایاب موتی کا مطالبہ

وزیر نے منصوبہ تیار کیا اور شاہی خزانہ کا سب سے بڑا موتی جس کا مثل نایاب تھا۔ اس کے سامنے پیش کر کے بولا کہ بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرنے کی شرط یہ ہے۔ کہ اس موتی کا جوڑا حاصل کر کے لاؤ تاکہ شہزادی کا گوشوارہ تیار کیا جا سکے۔ حضرت ادھم نے کہا ایسی بات ہے! وزیر نے کہا بالکل یہی بات ہے پھر حضرت ادھمؒ

اس سے پکا وعدہ لے کر روانہ ہو گئے۔ لکڑی کی کشتی میں بیٹھ کر دریا میں پہنچ گئے۔ اور دریا سے پانی پھینکنے لگے۔ کھانا اور سونا فراموش کر کے صبح سے شام تک اسی کام میں مشغول ہو گئے۔

حضرت خواجہ خضرؑ کی مدد

یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اس جگہ وارد ہوئے اور فرمایا کہ اے درویش! خدائے تعالیٰ نے تیری محنت قبول فرمائی اب ہاتھ روک لے۔ مجھے اللہ نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ کہ تیری مراد پوری کروں بتا کیا چاہتا ہے۔ حضرت ادھم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور خضر علیہ السلام سے سلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا آپ نے مجھ کو محنت کرنے سے کیوں روکا۔ چند لمحے بھی بیکار گزر جانے سے مجھے اپنی ناکامی کا خدشہ ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے درویش! اگر اس طرح ہزار سال بھی تم دریا سے پانی نکالتے رہو گے تو وہ ہرگز خشک نہیں ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنا مدعا بیان کرو تاکہ خدائے عزوجل اسے آسان فرمائے۔ حضرت ادھمؒ نے اپنی پوری سرگزشت بیان کر دی خضر علیہ السلام نے فرمایا تو پھر دلجمعی سے بیٹھو اللہ کے حکم سے اتنے کافی موتی میں تمہارے سامنے ڈھیر کر دوں گا کہ تم ان سب کو لے نہیں جا سکو گے۔ حضرت ادھمؒ خاموش بیٹھ گئے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔ اسی وقت دریا میں تموج پیدا ہوا اور بے شمار موتی معہ صدف کے کنارے لگ گئے۔ پھر غیب سے آواز آئی کہ اے درویش! جس قدر موتی تم لینا چاہتے ہو لو۔

وزیر کا وعدہ ایفائی سے انکار

حضرت ادھمؒ نے سجدہ شکر بجا لایا۔ اور تمام سیپ کو توڑ کر ان میں سے بڑے بڑے بیضہ گنجشک کے برابر بارہ دانے مروارید کے لے لیے جو کسی بادشاہ کو میسر نہیں آ سکتے تھے۔ اور سب کو اپنے کلاہ میں چھپا کر شہر بلخ پہنچے۔ رات تو کسی طرح گزاری صبح ہوتے ہی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور وہ بارہ دانہ مروارید کے جو کلاہ میں چھپا رکھے تھے۔ بادشاہ کے سامنے نکال کر رکھ دیئے اور کہا کہ آپ نے صرف ایک موتی کی فرمائش مجھ سے فرمائی تھی اور میرے اللہ نے اتنے سارے موتی مجھ کو عنایت فرمائے کہ آپ دیکھتے تو آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔ فی الحال یہ بارہ دانے

موتی کے ہیں ان میں سے چن کر لے آیا ہوں وہ آپ لے لیں اور اپنا وعدہ پورا کریں۔ بادشاہ ان موتیوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ موتیوں کو لے کر وزیر سے مشورہ کرنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ وزیر نے پھر وہی رٹ لگائی کہ بادشاہ معظم کی لڑکی ایک فقیر کو بیاہی جائے یہ ممکن نہیں۔ بادشاہ کی ہم چشموں میں بڑی ذلت ہو گی۔ بادشاہ نے کہا یہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے اپنی جان کا خطرہ معلوم ہوتا ہے یہ درویش بہت پہنچا ہوا اور باعظمت معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر اس نے میرے حق میں بددعا کر دی تو پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت بس تھوڑی دیر کے لئے دربار سے اٹھ کر محل میں تشریف لے جائیں۔ میں اس فقیر سے سمجھ لیتا ہوں۔ مجبوراً بادشاہ دربار سے اٹھ کر محل کے اندر چلا گیا۔

وزیر نے درویش قلندر کو بلا کر کہا کہ اے نامراد! تو کس دیوانگی میں مبتلا ہے۔ تورانی بادشاہ کی لڑکی تیرے جیسے مفلس فقیر کی زوجیت میں دے دی جائے یہ خدا کو بھی پسند نہ ہو گا۔ تیری آرزو کبھی پوری نہ ہو گی بہتر ہے کہ تو اپنی جان بچا کر یہاں سے بھاگ جا ورنہ جو کچھ تیرے نصیب میں لکھا ہے سب پورا ہو جائے گا۔ درویش قلندر نے جواب دیا کہ اے ظالم خدا سے ڈر۔ میں تو اپنی جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہی ہوں لیکن تو اپنی خیر منا کہ خدا کو حاضر و ناظر اور قادر مطلق جانتے ہوئے اس کو درمیان میں ڈالنے کے بعد پھر وعدہ خلافی پر اتر آیا ہے۔ اور اس کے قہر سے نہیں ڈرتا۔

وزیر کو درویش کی بات پر بہت غصہ آ گیا اس نے چوبداروں کو حکم دیا کہ اس کو خوب اچھی طرح زدوکوب کر کے باہر نکال دیں اور کبھی محل کے اندر داخل نہ ہونے دیں

شہزادی کی تدفین

حضرت ادھم حیران و پریشان اور زار و قطار روتے ہوئے کاشانہ کو لوٹ گئے۔ اور مغموم بیٹھ گئے۔ اس واقعہ کو تھوڑی دیر گذری تھی کہ بادشاہ کی لڑکی پیٹ کے شدید درد میں مبتلا ہوئی۔ لاکھ علاج و تدبیر کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور دیکھتے دیکھتے مر گئی۔ شاہی محل میں کہرام مچ گیا اور قیامت برپا ہو گئی۔ خود بادشاہ کی حالت بہت افسوس ناک تھی۔ آخر میں بادشاہ نے وزیر کو بلا کر خوب برا بھلا کہا۔ وزیر سر جھکائے نادم کھڑا رہا کیونکہ اب

Marfat.com

پشیمانی سے کیا حاصل تھا۔ شہزادی کی تجہیز و تکفین بہت تزک و احتشام سے کی گئی۔ اور اس کے مقبرہ کے چاروں طرف خیمے نصب کر دیئے گئے۔ جہاں عود و عنبر کے جلانے کا انتظام تھا۔ اور قندیلیں روشن تھیں بے شمار حافظ قرآن قرآن خوانی کے لئے اور کافی پہرے دار پاسبانی اور دیکھ بھال کے لئے مقرر کئے گئے ادھر درویش قلندر کے دل میں عشق کی آگ لگی ہوئی تھی۔ اور ان کو کسی پہلو قرار نہیں مل رہا تھا۔ نصف شب گزرنے کے بعد وہ بیلچہ لے کر مقبرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور پہرے داروں سے آنکھ بچاتے خیموں کو چاک کرتے ہوئے وہ اپنی محبوبہ کی قبر تک پہنچ گئے۔ اور اسے کھود کر لاش کو نکال لیا اور پھر قبر کو اسی طرح ٹھیک کر کے اپنے کاشانہ کو لوٹ آئے۔ اپنی جھونپڑی میں پہنچ کر شہزادی کے جسد کو دیوار سے لگا کر بٹھا دیا۔ اور خود اس کے سامنے بیٹھ کر محو نظارہ ہو گئے۔

شہزادی کی صحت یابی

تھوڑی دیر کے بعد ایک حکیم حاذق کا اس طرف سے گزر ہوا۔ وہ کسی شہر سے وارد ہوا تھا۔ اور قلعہ کا دروازہ بند ہو جانے کے باعث ادھر ادھر بھٹک رہا تھا اور رات گذارنے کے لئے کسی پناہ گاہ کی تلاش میں تھا۔ یکایک ایک جھونپڑی سے روشنی آتی دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ یقیناً کسی درویش کا آستانہ ہوگا۔ اور اسی سمت روانہ ہوا۔ جھونپڑی سے باہر پیر کی آواز سن کر حضرت ادھم کو خیال ہوا کہ کہیں بادشاہ کے جاسوس نہ ہوں جو حقیقت حال کا پتہ چلانے کے لئے متعین کئے گئے ہوں۔ وہ اپنی جھونپڑی کے تہہ خانے خانے میں جا کر چھپ گئے۔ اور شہزادی کے جسد کو اسی حال میں چھوڑ حکیم فیلسوف زماں جھونپڑی کے اندر پہنچے تو کسی کا پتہ نہ تھا۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک حسین اور پری جمال لڑکی کا جسد دیوار سے لگا ہوا پایا۔ حیران ہو کر اسے کچھ دیر دیکھتا رہا۔ پھر اس کا طبی معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو سکتہ کا مرض لاحق ہے۔ فوراً نشتر دے کر اس کا تھوڑا خون نکال لیا۔ اور چشم زدن میں اس ماہ رو نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اس موذی مرض سے اس کو نجات مل گئی۔ ہوش میں آنے کے بعد شہزادی نے اپنے سامنے ایک اجنبی کو دیکھا تو بہت متوحش ہوئی اور اس نے حکیم سے پوچھا کہ بابا! سچ بتاؤ میں یہاں کس طرح آئی؟ حکیم نے جواب دیا کہ بیٹی! مجھے کچھ پتہ نہیں۔ میں دور دراز سے آیا ہوں

Marfat.com

شہر میں داخل ہونا چاہتا تھا۔ کہ دروازہ بند پایا۔ رات کافی گزر چکی تھی۔ اس لیے میں ایسے ٹھکانے کی تلاش میں تھا۔ جہاں رات گزار سکوں ناگاہ اس جھونپڑی کی روشنی مجھے دور سے دکھائی دی میں ادھر چلا آیا تو مکان میں کوئی نہ تھا۔ صاحب خانہ کو ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ تو تمہارے بے حس و حرکت جسم پر نظر پڑ گئی۔ طبی معائنہ سے تمہارے مرض کا پتہ چل گیا۔ میں نے فوراً علاج کیا اور اللہ نے تمہیں شفا بخشی۔ میری داستان تو یہی تھی۔ اب تم حال بتاؤ کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو اور تمہارے ساتھ کیا واقعات پیش آئے۔

حضرت ادھمؒ کا شہزادی سے نکاح

اس طرح کی گفت و شنید ہو رہی تھی کہ حضرت ادھمؒ نے ایک طرف سے سر نکال کر دیکھا کہ کیسی آواز آرہی ہے۔ کیا ہو رہا ہے۔ اور کون باتیں کر رہا ہے۔ دیکھا تو ایک سفید ریش پاکیزہ صورت و سیرت بزرگ بیٹھے ہوئے اس ماہ رو سے باتیں کر رہے ہیں۔ فوراً وہ باہر نکل آئے اور حکیم حاذق کو سلام کر کے ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ حکیم نے سمجھ لیا کہ یہی صاحب خانہ ہیں۔ ان سے حقیقت حال دریافت کی۔ درویش قلندر نے شروع سے آخر تک سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حکیم تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے غور و فکر کرتے رہے۔ پھر تسلی تشفی دی۔ اور دونوں کی رضامندی سے دونوں کو نکاح کے رشتہ میں منسلک کر دیا۔ صبح ہوئی تو ان دونوں سے رخصت ہو کر شہر چلے گئے۔

حضرت ابراہیم کی ولادت

یہ دونوں میاں بیوی کی طرح اس جھونپڑی میں رہنے لگے کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالٰی نے ان کو ایک صاحب سیرت اور صورت فرزند سے نوازا۔ لڑکا ماں کی شبیہ اور حد درجہ ذہین و فطین اور خوش اطوار تھا۔ ان دونوں نے اس لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ اور دل و جان سے پرورش و پرداخت کرنے لگے۔ جب کچھ بڑا ہوا تو مکتب میں داخل کر دیا کہ تعلیم حاصل کر سکے۔

سیر کرتے ہوئے ایک مرتبہ بلخ کے بادشاہ کا گذر اس مکتب کی طرف سے ہوا جہاں ابراہیم بن ادھمؒ تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

شاہ بلخ اور حضرت ابراہیم بن ادھمؒ

بادشاہ بلخ کا طریقہ تھا کہ وہ جب کسی مکتب کی طرف سے گذرتا تو تھوڑی دیر مکتب کا ضرور معائنہ کرتا۔ معلمین کو انعام و اکرام دیتا اور بچوں کو اپنے سامنے مکتب سے چھٹی دلواتا۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی اس نے وہی کیا۔ لڑکوں کو چھٹی دلانے کے دوران جب حضرت ابراہیم بن ادھم کی باری آئی۔ اور وہ مکتب سے بستہ دبائے نکلنے لگے۔ تو بادشاہ ان کا حسن وجمال دیکھ کر دل وجان سے ان پر فریفتہ ہو گیا۔ اور ان کی شکل میں اس کو اپنی لڑکی کا عکس نظر آیا۔ بچے کو اس نے گود میں اٹھا لیا اور ان کی پیشانی چوم لی۔ اور انہیں اپنے ساتھ گھوڑے پر بیٹھا کر محل لے جانے لگا جاتے وقت اس نے معلم سے پوچھا کہ یہ کس کا لڑکا ہے۔ معلم نے جواب دیا کہ یہ ایک صاحب عظمت قلندر کا فرزند ہے۔ جو خود اسے ہر صبح مکتب میں لاتے ہیں۔ اور چھٹی کے وقت لے جاتے ہیں بادشاہ نے کہا میں اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے جاتا ہوں جب اس لڑکے کے والد آئیں تو انہیں اطمینان دلا دینا اور میرے پاس بھیج دینا۔ معلم نے کہا بہت اچھا جہاں پناہ۔ بادشاہ اس لڑکے کو لئے ہوئے اپنے محل میں پہنچا اور اپنی ملکہ کے روبرو پیش کر کے کہا کہ ہم لوگوں کی مرحومہ لڑکی سے اس کی صورت کتنی ملتی ہوئی ہے۔ ملکہ نے اس کو گود میں لے کر پیار کیا اور کلیجہ سے لگا لیا اور اس کے ساتھ بہت محبت اور شفقت سے پیش آئے۔ درویش قلندر جب لڑکے کی چھٹی کے وقت مدرسہ آئے تو معلم دور ہی سے ان کو دیکھ کر دوڑا اور سارا حال کہہ سنایا۔ حضرت ادھمؒ یہ ماجرا سن کر مضطرب نہیں ہوئے بلکہ سیدھے بادشاہ کے محل میں پہنچے۔ بادشاہ ان کا منتظر ہی تھا۔ بادشاہ نے ان کو گرچہ بہت دنوں کے بعد دیکھا تھا۔ لیکن فوراً پہچان گیا۔ بہت عزت اور شفقت سے بغل میں بٹھایا۔ حضرت ادھمؒ نے کہا کہ میرے یہاں آنے کی غرض صرف اپنے لڑکے کو لے جانا ہے۔ کیونکہ لڑکے کی ماں کو اپنے بچے سے بے انتہا محبت ہے۔ اگر وہ فوراً اس کے پاس نہ پہنچا تو وہ جان دے دے گی بادشاہ نے کہا کہ اس کی ماں کا کیا نام ہے۔ اور وہ کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا کے واسطے ٹھیک ٹھیک بتائیے۔ حضرت ادھم نے بے کم و کاست

شروع سے آخر تک سارا قصہ بیان کر دیا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کی ولی عہدی

بادشاہ نے جب اپنی لڑکی کی زندگی کا مژدہ پایا تو فوراً سجدہ شکر بجالایا اور خوش خوش وہاں سے اٹھ کر حرم سرا میں آیا اور یہ خوشخبری اپنی ملکہ کو بھی سنائی اور اسی وقت خود سوار ہو کر محافہ لے کر روانہ ہوا۔ اپنے ساتھ حضرت ادھم، ابراہیم بن ادھم اور اپنی ملکہ کو بھی لے لیا اور شادیانہ بجاتا ہوا چلا۔ شہزادی نے جھونپڑی سے جب اپنے ماں باپ کو آتے دیکھا تو آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا۔ اور ماں باپ کے قدموں پر گر پڑی۔ بادشاہ اور ملکہ نے اپنی بیٹی کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ سب مل کر دیر تک خوشی کے آنسو بہاتے رہے۔ اور پھر شہزادی کو لیکر خوش خوش اپنے محل میں پہنچ گئے۔ بادشاہ نے اپنی بیٹی اور داماد کے لئے بڑی جاگیر اور علاقہ عطا کیا کہ وہ لوگ شاہانہ زندگی گزاریں لیکن ان دونوں میاں بیوی نے اسے قبول نہیں کیا۔ اور شاہانہ تزک واحتشام پر فقر کی زندگی کو ترجیح دی۔ پھر بادشاہ نے اپنے داماد اور بیٹی کی اجازت سے سلطان ابراہیم بن ادھم کو لے کر اپنا ولی عہد بنا دیا۔ کیونکہ اس کی کسی بیوی سے اولاد نرینہ نہیں تھی۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اور سلطان دوجہاں ابراہیم بن ادھم اپنے نانا کی جگہ تخت نشین ہوئے۔ اور بہت بیدار مغزی اور عدل کے ساتھ حکومت چلاتے رہے لیکن ان کا دل اس طرف راغب نہیں تھا۔ کل شئ یرجع الیٰ اصلہ کے مطابق ان کی طبیعت فقر اور درویشی کی طرف زیادہ مائل تھی۔ فقرا اور درویشوں کی بہت عزت کرتے اور ان کی جوتی اپنے ہاتھوں سے ان کے سامنے رکھتے تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کی گوشہ نشینی

بالآخر ایک رات وہ تخت پر سوتے تھے۔ کہ اچانک مکان کی چھت ہلنے لگی۔ سلطان جاگ گئے اور پکارا کہ کون اوپر چل رہا ہے۔ جواب ملا کہ اونٹ گم ہو گیا ہے تلاش کر رہا ہوں۔ سلطان نے خفا ہو کر کہا اے احمق! چھت پر اونٹ کس طرح چلا آئے گا۔ ادھر سے جواب ملا کہ اے غافل انسان

خدا قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو اونٹ کو مکان کی چھت پر کسی حکمت عملی سے پہنچا سکتا ہے لیکن تو جو اطلس و کمخواب کے کپڑے پہن کر اور گدے دار بستر پر استراحت کر کے خدا کو تلاش کرتا پھرتا ہے۔ یہ کیسی نادانی ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ لیکن سلطان کے دل میں یہ بات جا کر چبھ گئی۔ اسی وقت اٹھ کر تمام شاہانہ لذتوں سے منہ موڑ لیا اور صحرا کی طرف نکل گئے۔ راستے میں ایک چرواہا ملا اس کو اپنا قیمتی کپڑا دے دیا اور اس کا ٹاٹ کا کپڑا خود لے کر پہن لیا۔ چلتے چلاتے مرو پہنچے اور وہاں سے نیشاپور آ کر ایک غار میں جا گزیں ہو گئے۔

حلقہ ارادت میں شمولیت

جمعرات کی جمعرات وہ غار سے نکلتے۔ جنگل سے لکڑی کا ایک گٹھا سر پر لاتے اور فروخت کر کے اس کی قیمت سے آدھا خود اپنے کھانے کے لیے لے لیتے اور آدھا فقرا کو تقسیم کر دیتے جمعہ کے روز مسجد میں جا کر نماز ادا کرتے اور پھر اپنے غار میں واپس ہو جاتے۔ کچھ روز وہاں ٹھہر کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے کے بعد مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر اپنی مراد کو پہنچے۔

قطب الاقطاب

جوانی ہی میں آپ برابر توبہ استغفار پڑھتے رہتے تھے۔ بلخ کی سلطنت چھوڑنے سے پہلے کبھی تکمہ گریباں سے آواز آتی اور کبھی ترکش اور انگوٹھی سے کہ اے ابراہیم ادہم کو خالق کونین نے دنیا داری کے لیے نہیں پیدا کیا ہے۔ بلکہ تمہاری آفرینش کا مقصد کچھ اور ہے۔ یہ باتیں ان کے دل میں لگتی رہیں۔ اور آخر کار وہ قطب الاقطاب کے درجہ پر پہنچے

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا اعزاز

بلخ کی بادشاہی ترک کرنے کے بعد آپ ایک ویرانہ میں گوشہ گیر ہو گئے تھے۔ صبح کے وقت جب آپ کے صاحبزادے اور جانشین کے نام کی نوبت بج رہی تھی۔ آپ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ سبحان اللہ ایک وقت ایسا تھا۔ کہ میرے نام کی بھی نوبت بجتی تھی۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اللہ نے حکم فرمایا ہے۔ کہ جب ابراہیم کے دل میں ایسا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو آج سے قیامت تک ان کے نام کی

Marfat.com

نوبت عالم ملکوت میں ساتوں طبق آسمان پر بجائی جائے۔

بادشاہی ترک کرنے کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم دریائے دجلہ کے کنارے سے گذر رہے تھے۔ دیکھا کہ وہاں ایک صاحب زہد اور صائم الدہر درویش اقامت پذیر ہیں۔ درویش کی صحبت حاصل کرنے کے لیئے تھوڑی دیر آپ رک گئے۔ جب افطار کا وقت ہوا تو غیب سے ایک خوان کھانے کا ان بزرگ کے لیئے حسب معمول وارد ہوا۔ لیکن حضرت ابراہیم ادہمؒ کے لیئے دس خوان حاضر ہوئے۔ زاہد کو بڑی غیرت آئی۔ اور انہوں نے خدا سے عرض کیا الٰہی! تیری مہربانی اور لطف و کرم پر توکل کر کے میں دریا کے کنارے عرصہ سے مقیم ہوں۔ میرے لیئے تو صرف ایک طبق کھانے کا بھیجا۔ غیب سے آواز آئی کہ اے زاہد! تو مفلس تھا۔ جتنا تجھ کو ابھی بِلا فقر اختیار کرنے سے پہلے اتنا بھی تو بہت مشکل سے حاصل کر سکتا تھا اس لیئے تیرے لیئے اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن تیرے اس مہمان نے میری محبت میں بادشاہی کو چھوڑا ہے۔ اس لیئے اس کی پہلی شوکت اور حشمت کی مناسبت سے اس کو جو کچھ دیا گیا بہت ہی کم ہے۔ تو زیادہ قصہ کو طول نہ دے کیونکہ میرے اپنے دوستوں کے ساتھ لاکھوں راز و نیاز ہیں۔

خواجہ خضر سے ملاقات

حضرت ابراہیم بن ادہم ایک مرتبہ صحرا میں جا رہے تھے۔ کہ عالم غیب سے ایک بزرگ ظاہر ہوئے اور انہیں اسم اعظم الٰہی سکھلایا اسم اعظم کا سیکھنا تھا۔ کہ عرش سے تحت الثریٰ تک سب روشن ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ خضر علیہ السلام پہنچے اور انہوں نے فرمایا کہ اے ابراہیم! جنہوں نے تم کو ابھی اسم اعظم سکھلایا تھا وہ میرے بھائی الیاس علیہ السلام تھے۔ اور میں بھی تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں اس کا ورد برابر جاری رکھنے سے تم بہت جلد اپنے مقصد حقیقی میں کامیاب ہو گے۔

درویش کا مقام

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادہم لکڑی کا گٹھڑ سر پر لیئے مکہ کے بازار میں کھڑے تھے۔ بلخ کے ایک شخص کا اس طرف سے گذر ہوا اس نے حضرت سلطان ابراہیم ادہم کو پہچان لیا۔ اس نے سلام کر کے ادب سے عرض کیا کہ اے سلطان!

بلخ کی سلطنت کو چھوڑنے سے آپ کو کیا فائدہ ہوا بیکار کی تکلیف اور پریشانی آپ نے اپنے سر لی حضرت سلطان ابراہیم ادھم نے لکڑی کے گھٹر پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ سب سونا ہو گیا۔ پھر آپ نے وہ بوجھ سر سے دور پھینک دیا اور فرمایا کہ بلخ کے نام کی نحوست نے آج کی حلال روزی میری ضائع کر دی اور سلطنت کو چھوڑ کر معمولی مرتبہ جو میں نے پایا وہ تم نے ابھی خود مشاہدہ کر لیا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کی خواہش کی تکمیل

ایک رات حضرت ابراہیم بن ادھمؒ غار میں اقامت گزیں تھے سردی بہت سخت پڑ رہی تھی۔ اور آپ کو غسل کی حاجت پیدا ہو گئی۔ غار کے پہلو میں ایک چشمہ تھا جس میں برف جم گئی تھی۔ آپ نے برف توڑ کر غسل فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ سردی اتنی زیادہ معلوم ہونے لگی کہ جان جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اسی وقت آپ کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر اس وقت آگ ہوتی یا پوستین موجود ہوتا تو بدن گرما جاتا۔ اسی درمیان میں آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور آپ سو گئے۔ اسی وقت اللہ کے حکم سے ایک اژدہا نمودار ہوا اور آپ کے جسم کو لپیٹ کر گرما دیا اور آپ صبح تک آرام سے سوتے رہے۔ صبح کو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اژدھا جسم میں لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوندا! مجھے ٹھنڈک لگ رہی تھی۔ اپنی مہربانی سے تو نے گرما دیا اور اب اس بلا سے بھی چھٹکارا دلا۔ وہ اژدھا فوراً جسم مبارک سے علیحدہ ہو گیا اور اپنا سر حضور کی خدمت میں زمین پر ملنے لگا اور غائب ہو گیا۔

شب بیداری

حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم برابر روزہ سے رہتے اور رات بھر جاگ کر نماز اور ریاضت میں مشغول رہتے۔ کبھی کبھی دن کو جنگل سے لکڑی کاٹ کر لے آتے اور اسے فروخت کر کے غریبوں کو تقسیم کر دیتے۔ تھوڑی دیر کے لئے بھی آرام نہ فرماتے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کسی وقت بھی نہیں سوتے۔ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص دوست کی یاد میں محو ہو اسے نیند کس طرح آئے گی۔

غار میں خوشبو کی مہک

ایک مرتبہ حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان

Marfat.com

ابراہیم بن ادھم کی زیارت کے لئے غار میں تشریف لائے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم اس وقت عوام کے اژدھام سے گھبرا کر مکہ معظمہ چلے گئے تھے۔ غار خالی تھا۔ لیکن پورا غار خوشبو سے مہک رہا تھا حضرت شیخ ابوسعید الخیر نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کرامت ہے۔ اگر اس پورے غار کو مشک سے بھر دیا جائے پھر بھی اس سے ایسی دلآویز خوشبو نہیں پیدا ہو گی۔ جیسی اس وقت پیدا ہے۔ اور یہ محض اس مرد خدا کے قیام کے باعث ہے۔

اکل حلال کی فضیلت

رات بھر عبادت کرنے کے شوق میں ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھم نے مسجد بیت المقدس میں اپنے کو بوریئے میں چھپالیا کیونکہ رات کو اس مسجد میں کسی کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں تھی۔ مسجد کو خالی کرا کر خدام باہر چلے گئے اور دروازہ میں تالہ لگا دیا۔ ایک پہر رات گذرنے کے بعد خود بخود دروازہ کھلا اور ایک نورانی چہرہ بزرگ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ چالیس کمبل پوش افراد بھی تھے۔ ان چالیسوں اشخاص نے ان بزرگ کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر وہ بزرگ محراب کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے۔ اور بقیہ سب اشخاص ان کے سامنے بیٹھے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج کی رات یہاں کوئی باہر کا آدمی موجود ہے۔ ان بزرگ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ابراہیم ادھمؒ ہے۔ چالیس شبانہ روز سے اس کو عبادت میں مزہ نہیں مل رہا ہے۔ یہ حقیقت تھی۔ اس لئے یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادھمؒ بوریئے سے باہر نکل پڑے اور ان بزرگ کو سلام کر کے کہا کہ اے حضرت! آپ نے جو کچھ ابھی فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اب یہ بھی بتا دیجئے کہ مجھے عبادت میں مزہ کیوں نہیں ملتا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ فلاں دن تم نے بصرہ میں خرما خریدا تھا۔ اس خرما فروش سے ایک تو لنے میں گر گیا تھا۔ تم نے یہ سمجھ کر کہ وہ خرما تمہارا ہی ہے۔ اٹھالیا تھا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم فوراً بصرہ روانہ ہو گئے۔

اور اس خرما فروش سے مل کر معافی چاہی۔ خرما فروش نے معافی مانگنے کا سبب پوچھا آپ نے جو واقعہ تھا بیان کر دیا تھا۔ خرما فروش نے معاف تو کر دیا لیکن

Marfat.com

اس کے دل پر یہ بات ایسی لگی۔ کہ اس نے دوکان ہی اٹھا دی اور تائب ہو کر آپ کی خدمت اختیار کر لی اور اپنی ریاضت سے تھوڑے ہی دنوں میں ابدالوں میں شامل ہو گیا۔

ولی اللہ ہونے کا طریقہ

ایک شخص حضرت ابراہیم ادھم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم ولی اللہ ہونا چاہتے ہو۔ اس نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا تو پھر ذرا بھی دنیا اور آخرت کی تمنا نہ کر د۔ اور اللہ کے سوا ہر چیز سے فارغ اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اور ہمیشہ حلال روزی کھاؤ۔ بغیر اس کے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

انکساری کی تلقین

ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے فرمایا جو بند ہے اس کو کھولو اور جو کھلا ہے۔ اس کو بند کر د۔ اس شخص نے عرض کیا حضرت میں سمجھا نہیں۔ فرمایا روپے کی تھیلی جو بند ہے اس کو کھولو اور زبان جو کھلی ہوئی ہے۔ اس کو بند کر د۔ پھر فرمایا کہ جب تک تم اپنی بیوی کو بیوہ اپنے فرزندوں کو یتیم اور خود کو کتے کی برابر نہ سمجھو گے ہرگز امید مت رکھو کہ تم اللہ والوں کی صف میں بیٹھو گے۔

اکل حلال کی تلقین

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بھوکا ہو اور کھانے کو کوئی حلال چیز موجود نہ ہو تو کیا کرے فرمایا صبر کرے۔ ایک روز دو روز تین روز یہاں تک کہ دس روز صبر کرے اس نے کہا اگر اس مدت میں بھی کھانے کو نہ ملے تو کہا ایک مہینہ صبر کرے۔ اس نے کہا اگر ایک مہینہ میں بھی نہ ملے تو کیا کرے فرمایا صبر کرے یہاں تک کہ مر جائے۔ اس نے پوچھا کہ حضرت پھر اس کی دیت کس پر ہو گی فرمایا مارنے والے پر۔

ایک مرتبہ گوشت بہت گراں ہو گیا۔ آپ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اس کا سستا کر دینا تو بہت آسان ہے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت! وہ کس طرح! آپ نے فرمایا

Marfat.com

گوشت کھانا چھوڑ دو خود سستا ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی پند و نصائح

ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضرت! میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے کچھ نصیحت فرمایئے کہ میں اسے ہمیشہ پیش نظر رکھوں۔ آپ نے فرمایا میری صرف چھ باتیں مان لو اور پھر تمہارا جو جی چاہے کرو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اول یہ کہ جب تم خدا کی نافرمانی کرو تو اس کی نعمت کھانا چھوڑ دو۔ اس شخص نے جواب دیا دنیا میں جو کچھ ہے سب تو اسی کا ہے پھر کیسے ممکن ہے۔ فرمایا پھر تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ اس کی نعمت کھاتے ہو اور پھر اس کی نافرمانی کرتے ہو دوسرے یہ کہ جب تم اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو اس کے ملک سے باہر جا کر کرو۔ اس نے کہا حضرت مشرق سے مغرب تک سب تو اسی کا ملک ہے۔ پھر میں کہاں جاؤں۔ فرمایا تو پھر یہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ملک میں رہو اور اس کی نافرمانی کرو! تیسرے یہ کہ اگر کوئی گناہ کرنا چاہو تو ایسی جگہ چھپ کر کرو کہ اللہ تعالے تم کو نہ دیکھے۔ اس نے کہا حضرت یہ کسطرح ممکن ہے وہ تو تمام رازوں کا جاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس کے ملک میں رہو۔ اس کی دی ہوئی روزی کھاؤ۔ اور پھر اس کے سامنے گناہ کرو۔ چوتھی بات یہ ہے۔ کہ جب ملک الموت تمہاری روح قبض کرنے آئیں۔ تو ان سے کہو کہ تھوڑی دیر کیلئے توبہ کر لینے کی مہلت دے دیں۔ اس نے کہا حضرت وہ میری بات کب ماننے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا، نادان! جب تم ملک الموت کو تھوڑی دیر بھی روکنے پر قادر نہیں ہو تو پھر مناسب یہ ہے کہ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی توبہ کر لو۔ پانچویں بات یہ کہ جب منکر نکیر قبر میں تم سے سوال کرنے کے لئے آئیں تو تم انھیں کسی حیلے سے ٹال دو۔ اس نے کہا حضرت، یہ تو سب سے مشکل ہے۔ وہ کہاں کسی حیلے سے ٹلنے والے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر اس کو تم دشوار اور محال سمجھتے ہو۔ تو پھر ان کے آنے سے پہلے ہی جواب دینے کے لئے اپنے کو تیار کر لو تاکہ اس وقت بے بس نہ ہو چھٹی بات یہ کہ کل قیامت کے دن جب گنہ گاروں کے لئے فرمان ایزدی ہوگا۔ کہ انہیں دوزخ میں لے جاؤ۔ تو تم اڑ جانا کہ میں تو نہیں جاتا۔ اس نے کہا حضرت یہ تو اور بھی ناممکن ہے میری اتنی مجال کہاں کہ خدائے تبارک و تعالے کے خلاف زبان ہلا سکوں اور میری خواہش کے مطابق مجھے چھوڑ

دیا جائے۔ آپ نے فرمایا تو پھر کس بھروسہ پر وہ حرکت کرتے ہو جو تم کو نجات سے دور اور عذاب سے قریب کر دینے والی ہے۔ اس نے کہا حضرت آپ نے جو کچھ فرمایا میں سمجھ گیا اور مجھ پر واضح ہو گیا کہ میری نجات کس میں ہے۔ اس کے بعد اس نے توبہ کی اور حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا اور دنیا سے بحمدہ ایمان کی سلامتی کے ساتھ رخصت ہوا۔

درویشوں کی خواہش کی تکمیل

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک گڑھے کے پاس سے گزرے وہاں لکڑی بہت زیادہ پڑی ہوئی تھی۔ درویشوں نے کہا کہ آج رات اسی جگہ لکڑی جلا کر گزاری جائے۔ حضرت نے ان لوگوں کی بات مان لی۔ اور اسی جگہ بیٹھ گئے۔ درویشوں نے قلعہ سے آگ لائی۔ اور لکڑی جلانے کے بعد روکھی روٹی کھانے لگے۔ حضرت نماز میں مشغول تھے۔ ان درویشوں میں سے ایک نے کہا کاش کہ اس وقت اللہ حلال گوشت کھانے کو بھیج دیتا ہم لوگ بھون کر کھاتے۔ حضرت نے سن لیا۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا خدا تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ کہ وہ تم لوگوں کو اسی وقت حلال گوشت بھیجدے۔ یہ کہہ کر وہ پھر نماز میں مشغول ہو گئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ شیر کے غرانے کی آواز ان لوگوں کے کان میں پہنچی دیکھا کہ ایک شیر ایک گورخر کو دبوچے ہوئے سامنے آرہا ہے۔ اور وہ گورخر اتنا زخمی ہو چکا ہے۔ کہ چلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ درویشوں نے شیر پر ایک ساتھ حملہ کر دیا۔ شیر اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اور گورخر چھوڑ گیا۔ درویشوں نے گورخر کو پکڑ کر ذبح کیا اور کباب بنا کر کھایا۔ لیکن حضرت شیخ نے اس میں سے کچھ بھی نہیں تناول فرمایا اور صبح تک نماز میں مشغول رہے۔

دولت سے تنفر

حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ ایک مرتبہ ایک کنویں پر پہنچے اور طہارت کیلئے پانی نکالنے کو ڈول کنویں میں ڈالا۔ ڈول باہر نکالا تو وہ چاندی سے بھرا ہوا تھا۔ اسے پھینک کر پھر ڈول اندر ڈالا تو اس مرتبہ سونے سے بھرا ہوا نکلا۔ تیسری مرتبہ اسے پھینک کر پھر ڈالا تو ڈول مروارید سے بھرا ہوا تھا۔ اس کو بھی پھینکا اور کہا خداوندا! یہ سب مال و دولت مجھے کس لیئے دکھاتا ہے۔ تیرے اس غلام نے اس قسم کی بہت سی چیزوں کو لٹا کر تجھ سے دل لگایا ہے تو مجھے پانی

Marfat.com

ہی چیزوں کو پھر دکھا کر فریفتہ کرنا چاہتا ہے۔ تیری یکتائی کی قسم! میں ان کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا مجھے مہربانی کر کے پانی عطا فرما کہ وضو اور طہارت کے بعد تیری عبادت میں مشغول ہوں۔ یہ کہہ کر پھر ڈول کنوئیں میں ڈالا۔ پانی سے بھرا ہوا ڈول نکلا۔ آپ نے خدا کا شکر ادا کر کے وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گئے

یاد الٰہی

سلطنت چھوڑ کر جب حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو ان کے وزراء کو اس کی خبر ہو گئی۔ یہ لوگ آپ کے ایک خورد سال بچے کو لے کر وہاں پہنچ گئے اس بچے سے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کو بے انتہا محبت تھی۔ اس بچے کو دیکھ کر محبت پدری میں جوش آیا اور آپ نے اس کو لے کر اپنے زانو پر بٹھا لیا۔ یکایک غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! تو نے میری دوستی کا کیوں جھوٹا دعوےٰ کیا تھا۔ اپنے فرزند کو دیکھ کر تو مجھے بھول گیا۔

یہ سن کر آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور زار زار رونے لگے۔ پھر فرمایا خداوندا! جس نے ابراہیم کو تیری یاد سے غافل رکھا اسے فنا کر دے۔ اسی وقت اس لڑکے کی جان نکل گئی۔ اور آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے دفن کر کے سجدہ شکر بجا لایا۔

بلخ واپس جانے سے انکار

حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ سلطنت چھوڑ کر جب بلخ سے نکلے تو کچھ عرصے کیلئے دریائے دجلہ کے کنارے مقیم ہو گئے تھے آپ کے امراء وزراء اور ارکین سلطنت آپ کی تلاش میں آپ کے پیچھے پیچھے وہاں تک پہنچ گئے اس وقت آپ اپنے خرقہ کو سی رہے تھے۔ جب آدمیوں کا مجمع دیکھا تو پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ان لوگوں نے حقیقت حال سے مطلع کر کے درخواست کی۔ کہ حضور پھر بلخ واپس تشریف لے چلیں آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ جب ان لوگوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ کی سوئی جس سے سی رہے تھے۔ دجلہ میں پھینک دی اور فرمایا کہ اگر میری یہ سوئی دریا سے نکال دو تو میں تم لوگوں کی بات مان لوں گا۔ ان لوگوں نے بہت کوشش کی لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی تم میں سے جس کے پاس ہے۔ مجھے لا کر دے۔ فوراً ایک لاکھ مچھلیاں سونے کی سوئیاں منہ میں لئے دریا سے اوپر نکل آئیں۔ ان ہی میں سے ایک کے پاس حضرت کی سوئی بھی تھی۔ حضرت نے اپنی وہی سوئی

Marfat.com

لے لی اور آئے ہوئے امرا اور وزراء کو رخصت فرماتے ہوئے کہا کہ مجھ کو بلخ کی بادشاہت کی خواہش نہیں ہے تم لوگ جاؤ اور جس کو اس کام کے لائق سمجھو اپنا بادشاہ بنا لو۔ وہ سب حیران اور ناامید واپس ہو گئے۔

پہاڑ کی اطاعت

ایک دن حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ کوہ قبیس کی چوٹی پر بیٹھے اپنے ساتھیوں سے بات کر رہے تھے۔ دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا کہ اگر ولی اللہ پہاڑ کو چلنے کا حکم دیں تو پہاڑ حرکت میں آجائے۔ یہ جملہ ختم ہوتے ہی پہاڑ میں حرکت پیدا ہو گئی اور وہ چلنے لگا۔ آپ نے اپنے پائے مبارک کو پہاڑ پر مارتے ہوئے کہا کہ رک جا۔ میں تو بطور تمثیل دوستوں سے کہہ رہا تھا۔ تجھے چلنے کو نہیں کہا تھا۔

نصب العین

ایک دن خلیفہ معتصم باللہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ کو کوئی حاجت ہو تو فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے دنیا دنیا والوں کے لئے اور آخرت آخرت والوں کے لئے چھوڑ دی ہے۔ اور خود اس دنیا میں یا والئی کو اور اس دنیا میں اس کے دیدار کو اپنا نصب العین بنا لیا۔ ایک اور شخص نے آپ سے یہی سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ والوں کو کوئی حاجت نہیں ہوتی۔

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے بیٹھنے کا طریقہ

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کبھی پالتی مار کر نہیں بیٹھتے تھے۔ کسی شخص نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ایک دن میں چار زانو بیٹھا تھا۔ تو غیب سے آواز آئی کہ اے ادھم کے بیٹے کیا غلام اپنے آقا کے سامنے اسی طرح بیٹھتے ہیں۔ بس اس روز سے میں نے توبہ کر لی۔

فقیری کی تشریح

ایک دن حضرت ابراہیم بن ادھمؒ اور حضرت خواجہ شفیق بلخی قدس اللہ سرہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صاحب کشف و کرامت درویش وہاں تشریف لائے۔ حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ نے ان سے پوچھا کہ آپ اپنا گذارہ کس طرح کرتے ہیں درویش نے جواب دیا کہ جب کھانے کو مل جاتا ہے۔ شکر ادا کرتا ہوں اور جب نہیں ملتا تو صبر کر لیتا ہوں

Marfat.com

حضرت نے فرمایا کہ یہ تو خراسان کے کتے بھی کرتے ہیں۔ پھر اپنے خلیفہ حضرت خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم اپنا گذارہ کس طرح کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب مجھے کچھ ملتا ہے میں تقسیم کر دیتا ہوں اور اگر کچھ نہیں ملتا تو شکر ادا کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے اٹھ کر ان کی پیشانی چوم لی اور فرمایا کہ فقیری یہی ہے۔

خوف خدا

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کس کے بندے ہیں؟ آپ خوف سے کانپنے لگے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش ہوا تو یہ آیت کریمہ پڑھی۔ ان کل من فی السموات والارض الا آتی الرحمن عبداً۔ اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے پہلے ہی یہ جواب کیوں نہیں دیا آپ نے جواب دیا مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے اپنے کو اس کا بندہ کہا اور اس نے حق بندگی طلب کیا تو کیا ہوگا۔ اور اس سے انکار کی بھی مجال نہ تھی۔

وفات

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے دو کامل اور جید خلیفہ تھے۔ ایک خواجہ حذیفہ مرعشیؒ اور دوسرے خواجہ شفیق بلخی قدس اللہ اسرارہما۔ آپ کو آخر زندگی میں کسی جگہ قرار نہیں ملتا تھا اور لوگوں کی نظر سے چھپے چھپے رہتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بغداد میں اور بعضوں کا قول ہے کہ شام میں لیکن زیادہ محقق ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے مقبرہ کے پاس ایک غار تھا اسی میں اقامت پذیر تھے۔ اور اسی جگہ آپ نے وفات بھی پائی۔ مشہور ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو غیب سے یہ آواز آئی: الا ان امام الارض قد مات۔ یہ آواز سن کر لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ پھر پتہ چلا کہ حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم قدس اللہ سرہ العزیز کا وصال ہو گیا۔ آپ کا وصال ۲۶ جمادی الاول ۲۸۰ھ مصنف سیر الاقطاب نے آپ کی تاریخ وفات امام اصفیا بود لکھی ہے۔

○

11

Marfat.com

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہٗ

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہٗ کا لقب شدید الدین تھا۔ آپ بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ صوفیا آپ کو قطب المحققین، امام الفقرا اور واقف اسرار حدیث وغیرہ کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ آپ کو خرقۂ فقر وارادت حضرت سلطان ابراہیم ادھم قدس اللہ سرہٗ سے عطا ہوا تھا آپ کو علوم باطنی کے ساتھ علوم ظاہری میں بھی بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ آپ بہت بڑے فقیہ، عالم اور عامل سلوک تھے۔ علم سلوک میں آپ کی کچھ تصانیف بھی ہیں۔ تیس برس تک آپ برابر باوضو رہے تین تین چار چار، پانچ پانچ چھ چھ روز پر افطار کرتے اور اس وقت بھی تین لقمے سے زیادہ نہیں تناول فرماتے کہ درویش کی غذا لا الٰہ الا اللہ کا ذکر ہے۔ آپ کا قول تھا کہ اگر تم کسی درویش کی تحویل میں روپیہ دیکھو تو ہرگز اس کے پاس نہ بیٹھو جو درویش شکم سیر ہو کر کھائے وہ بیٹھو، خود پرست اور کچا فقیر ہے۔ اگر لوگ اس کو اپنا مقتدا بھی سمجھیں پھر بھی اس کی صحبت سے بھاگنا چاہیئے۔

حلقہ ارادت میں شمولیت

ایک دن خواجہ خضر علیہ السلام حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ کے پاس آئے اور فرمایا کہ ہر مسافر کے لئے راہبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ جاؤ ابراہیم ادھمؒ کی صحبت اختیار کرو۔ یہ بات ان کے دل میں ایسی لگی کہ وہ حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ

- - - - - - - - - - - - - - - - - کی خدمت میں فوراً حاضر ہوئے اور ان کے قدموں پر گر پڑے حضرت سلطان نے بڑی شفقت اور محبت سے ان کو اٹھایا اور سینہ سے لگا کر ارشاد فرمایا کہ اے حذیفہ! مطمئن رہو انشاء اللہ تھوڑے ہی دنوں میں اپنی منزل پر پہنچ جاؤ گے۔ پھر حضرت خواجہ حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور گوشہ گیر ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

خرقہ فقر و ارادت

مسلسل چھ ماہ تک اپنے پیر کی خدمت میں حاضر رہے اور اس دوران میں صرف چھ مرتبہ افطار فرمایا۔ حضرت سلطان ابراہیم ادھمؒ نے جب آپ کے مجاہدہ اور ریاضت کو دیکھا تو فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے۔ درویش کا جو کام ہے تم سب انجام دے رہے ہو۔ اللہ سے میری دعا ہے۔ کردن بدن تم کو نیک کام کی زیادہ توفیق بخشے اور تمہارا مرتبہ بلند کرے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے پیر کی توجہ اور دعا سے حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ اس لائق ہو گئے۔ کہ حضرت ابراہیم ادھم نے اپنا خرقہ ان کو پہنا کر خلافت اور اجازت بخشی کر وہ بیعت قبول کر کے عوام کی خدمت کریں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کی نصیحت

خلافت اور اجازت دینے کے وقت آپ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ دنیا کو ہرگز قبول نہ کرنا اپنے پیران طریقت کے راستے پر چلنا اور اس پر یقین رکھنا کہ دنیا درویشوں کی راہزن ہے۔ جب کوئی خدا کے راستے پر چلنا چاہتا ہے۔ تو دنیا اس کی راہ میں بڑی بڑی چٹانیں کھڑی کر دیتی ہے کہ وہ راستے سے منحرف ہو جائے۔ اور خدا کی اطاعت سے باز آئے۔ لیکن مرد وہی ہے جو اپنی حفاظت کرے۔ دنیا والے اگر تم سے ملنے آئیں تو تم خدا سے توبہ اور استغفار کے طلبگار رہو۔ اور گریہ وزاری کر کے اپنے پیران سلاسل سے مدد مانگو۔ تم دنیا والوں سے اس طرح بھاگو جیسے تیر کمان سے گریزاں ہوتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کی رائے

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ سات برس کی عمر میں حافظ قرآن

کے ساتھ ہفت قرأت قاری بھی ہو گئے تھے۔ اور دن اور رات ملا کر دو مرتبہ ختم قرآن پاک فرماتے آپ جس درویش کو دیکھتے اسی کی عزت فرماتے اور دعا کی درخواست کرتے۔ تقریباً ہر شخص آپ کے بارے میں اچھی رائے رکھتا تھا۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رح کے علاوہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رح نے بھی آپ کو ایک مرتبہ دیکھا تھا۔ اور دیکھ کر فرمایا تھا۔ کہ حذیفہ رح مرد خدا اور شیخ ہونے والے ہیں۔ جواں ہو کر بہت سے لوگوں کو یہ منزل مقصود تک پہنچائیں گے۔ سولہ برس کی عمر میں علم لدنی کے عالم ہو گئے تھے۔ اور شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت میں ہم آہنگی پیدا کر دی تھی۔

گریہ وزاری کا سبب

آپ ہمیشہ کمبل کا لباس پہنے رہتے اور خلوت گزیں ہو کر ہر وقت خوف خدا کے باعث روتے رہتے۔ لوگ اگر اس کثرت گریہ کا سبب دریافت کرتے تو آپ فرماتے۔ کہ رسول اللہ نے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر فرمایا ہے۔ معلوم نہیں میرا تعلق کس گروہ سے ہے۔ اسی خوف سے روتا رہتا ہوں۔ ایک شخص نے کہا جب آپ کو خود ہی نہیں معلوم کہ آپ کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو پھر بیعت کیوں لیتے ہیں حضرت خواجہ ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو غیب سے آواز سنائی دی۔ کہ اے حذیفہ! میں تم کو دوست رکھتا ہوں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت میں داخل کروں گا۔ اس مجلس میں اس وقت تیس کفار بھی تھے جنھوں نے ہاتف کی آواز اپنے کانوں سے سنی اور یہ سن کر فوراً مسلمان ہو گئے۔

جنت کی بشارت

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رح ایک مرتبہ روضۂ منورہ پر حاضر تھے۔ وہاں آپ کو رسول اللہ کا دیدار نصیب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے رسول اللہ ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہیں قہر الٰہی میں نہ مبتلا ہو جاؤں۔ آپ نے جواب دیا کہ ہمت بلند رکھو تم جنت میں میرے ساتھ ساتھ رہو گے۔ اور جو تمہاری صحبت میں رہے گا۔ اسے بھی جنت نصیب ہو گی۔

Marfat.com

صحبت کا اثر

حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ ہمیشہ فقرا کے ساتھ رہتے اور ان لوگوں کو دوست رکھتے۔ دنیا والوں سے دور بھاگتے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ رسول اللہ کا قول للصحبۃ تاثیر دلو کان ساعۃ کبھی ذہن سے دور نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر بری صحبت مجھ پر اثر انداز ہوئی تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ اور کل قیامت کے دن درویشوں کے روبرو مجھے شرمندہ ہونا پڑے گا۔

اہل دنیا میں سے جب کوئی شخص ترک دنیا کر کے فقرا میں شامل ہونے کے لیے حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ چالیس روز تک اس سے ملاقات نہ فرماتے - - - - - - - - - - - - - چالیس روز کے بعد اسے اپنے سامنے بلا کر فرماتے اے ولی اللہ! آؤ فقرا میں شامل ہو۔ زیادہ تر انبیاء فقرا کی جماعت میں شامل تھے۔ اور ہمارے رسول تو سب سے - - - - آگے تھے۔

شر پسندوں کا انجام

حضرت حذیفہ مرعشیؒ کی زبان مبارک سے جو نکلتا وہی ہو جاتا۔ چنانچہ ایک دن بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بطور استہزا آپ سے کہنے لگے۔ کہ اے حذیفہ! اگر آپ خدا رسیدہ ہیں۔ تو ہم لوگوں کے لیے بد دعا کیجیے کہ ہم لوگوں پر مصیبت نازل ہو۔ آپ خاموش رہے اور اس طرف دھیان نہیں دیا۔ پھر مزید چھیڑنے کے لیے ان میں سے ایک نے آپ کا دست مبارک اینٹھنا شروع کر دیا آپ نے تین مرتبہ آہ! آہ کی۔ اور پھر ان سبھوں کے بدن میں آگ لگ گئی۔ اور وہ سب پلک مارنے میں خاکستر ہو گئے۔

وفات

آپ سالہا سال تک سفر اور حضر میں اپنے پیر روشن ضمیر کے ساتھ رہے تھے۔ اور آپ نے شادی نہیں کی تھی۔ آپ کا وصال ۲۴ شوال ۲۵۲ھ میں ہوا۔ مصنف سیر الاقطاب نے آپ کی تاریخ وفات قطب زماں بودہ لکھی ہے۔

○

Marfat.com

حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہٗ

حضرت شیخ ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہٗ کا لقب امین الدین تھا۔ آپ اکابر علماء و مشائخ میں تھے صوفیا آپ کو تاج العارفین، ناصر شریعت، امام طریقت اور رحمت الاصفیا کے لقب سے مخاطب کرتے ہیں۔ آپ کو خرقۂ فقر و ارادت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہٗ سے عطا ہوا تھا

مجاہدہ نفس

حضرت شیخ ہبیرہ بصریؒ نے ایک سو بیس برس کی حیات پائی تھی۔ آپ ستر برس کے سن میں علوم ظاہری میں ماہر ہو گئے تھے۔ اور اپنے وقت کے علماء اور دانش مندوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ اور روزانہ دو مرتبہ ختم قرآن فرماتے کبھی بے وضو نہیں رہتے تیس برس تک شدید ریاضت اور مجاہدہ نفس میں مشغول رہے۔ غائت نامرادی میں زار زار روتے اور خدا سے عرض کرتے کہ خداوندا! بے چارہ ہبیرہ، تیرے راہ پر گامزن ہے۔ اور تمام شکستہ دلی کے باوجود اس نے تجھ سے دل لگایا ہے۔ اس کو بخش دے اور رحم فرما۔

حلقہ ارادت میں شمولیت

ایک مرتبہ اسی طرح گریہ وزاری کر رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی اے ہبیرہ! میں نے تجھ کو بخشا اور اپنے بندگان خاص میں شامل کیا۔ تو جا اور حذیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو۔ چنانچہ وہ فوراً حضرت

حذیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے۔ حضرت حذیفہ مرعشی نے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور بہت عزت اور شفقت سے پیش آئے۔ اور فرمایا کہ اے ہبیرہ! تم اللہ کے حکم سے تیس سال تک پہلے ہی ریاضت اور مجاہدہ کر چکے ہو اس لیے اس کے اثرات ہونا ضروری ہیں۔ بس ایک ہفتہ میں منزل مقصود تک پہنچ گئے۔

خرقہ فقر

ایک سال بعد ان کے پیر روشن ضمیر نے ان کو خرقہ فقر سے نوازا۔ اور پیرانِ سلاسل کے نقش قدم پر چلنے کی نصیحت فرمائی۔ حضرت ہبیرہ بصریؒ نے خرقہ فقر پہننے کے بعد کبھی شکر اور نمک زبان پر نہیں رکھا۔ اور رفتہ رفتہ اس بلند مقام پر پہنچ گئے کہ آپ کے خادموں پر بھی عرش سے فرش تک روشن ہو جاتا تھا۔

گریہ وزاری

حضرت شیخ ہبیرہ بصری فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت میں نے خرقہ فقر وارادت زیب تن کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام بزرگوں کی روحوں نے مجھ کو دعا دی۔ اور میرا اس وقت شدید گریہ سے برا حال تھا۔ کیونکہ درویشی بہت مشکل کام ہے۔ میں خدا سے ڈر رہا تھا۔ کہ خرقہ تو میں نے پہن لیا ہے۔ لیکن خدانخواستہ کوئی ایسی حرکت نہ مجھ سے سرزد ہو جائے جو میری رسوائی کا باعث ہو۔

حضرت شیخ ہبیرہ بصری پانچ پانچ چھ چھ روز پر افطار کرتے اور اتنا روتے کہ بعض وقت لوگوں کو خوف ہوتا کہ کہیں ان کی جان نہ نکل جائے۔

ایک دن حضرت ہبیرہ بصریؒ پر خشیت الٰہی سے بہت زیادہ رقت طاری ہوئی۔ آپ زار زار روتے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ الٰہی! اگر تو نے بے چارے ہبیرہ سے افطار کا حساب لینا شروع کیا تو اس کا کیا حال ہوگا۔ آواز آئی کہ اے ہبیرہ! میں نے تم پر حساب آسان کر دیا۔ اور تم کو بخش دیا پھر اللہ کا ان پر خاص لطف و کرم نازل ہوا۔ ہر شخص ان سے محبت کرنے لگا۔ اور جو وہ چاہتے ہو جاتا

عبادت وریاضت

حضرت ہبیرہ بصریؒ برابر اپنے حجرہ میں ہی رہتے تھے۔ اس میں سے بہت کم باہر نکلتے۔ دنیا والوں کے یہاں وہ بھول کر نہیں جاتے یہاں

Marfat.com

تک کہ بادشاہ وقت کی بھی انہوں نے صورت نہیں دیکھی۔ دنیا والوں کی دی ہوئی کوئی چیز نہیں کھاتے فرماتے تھے کہ دولت مندوں کے یہاں کا کھانا زہر کی مانند ہے۔ اس کے کھانے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور تباہی آتی ہے۔ آپ رات کو بہت کم سوتے۔ شب بیداری کر کے یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہمیشہ اکل حلال کھاتے اور فقراء کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو پسند فرماتے۔ کھانے کے وقت اپنے پیرانِ سلاسل کی روش کے مطابق تین لقمہ سے زیادہ نہیں کھاتے۔ آپ کا قول تھا کہ درویشوں کو سارے جہاں سے بیگانہ ہو جانا چاہیئے۔ نہ کسی کی تعریف سے خوش ہونا چاہیئے نہ کسی کی مذمت سے ناخوش

دولت سے نفرت

ایک دن دولت مندوں میں سے ایک شخص حضرت ہبیرہ بصریؒ کی خدمت میں ایک ہزار درہم نذرانہ لایا۔ آپ اسے دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا۔ تو بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ اور چہرے کا رنگ زرد تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت، یہ کیا ہوا۔؟ آپ نے فرمایا آہ! اس غریب کا حال کیا پوچھتے ہو جو جب الٰہی کا طالب ہے۔ اور اس کے پاس اس کے برعکس اس کو تباہ کر دینے والی چیز لائی جائے اس سے تو مرجانا ہی بہتر ہے۔ درویش کو درم و دینار سے کیا کام۔ اس کو تو فقر و فاقہ اور شکستگیٔ دل چاہیئے۔ جس میں یہ باتیں نہیں وہ درویشی کے لائق نہیں۔

وفات

آپ کا وصال ۷ شوال کو ہوا۔

○

حضرت شیخ ممشاد علو دنیوری قدس اللہ سرہٗ

حضرت شیخ ممشاد علو دنیوری قدس اللہ سرہٗ کا لقب کریم الدین تھا۔ آپ شیخ نامدار عالم اسرار اور حافظ کلام پاک تھے۔ صوفیا نے آپ کو حجت العابدین، شمس الفقرا، متدین صادق اور دستگیر درماندگان کے القاب سے مخاطب کیا ہے۔ آپ کو خرقہ وارادت حضرت شیخ ہبیرہ بصریؒ سے عطا ہوا تھا۔ آپ اکثر حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے اور ان سے بھی آپ کو خلافت اور اجازت ملی تھی۔

مجاہدہ نفس آپ اور بھی بہت سے درویشوں کی خدمت میں رہے تھے۔ اور ہر ایک سے کچھ نہ کچھ نعمت حاصل کی تھی۔ مرید ہونے سے پہلے آپ تیس برس تک ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے تھے۔ آپ بالعموم سات سات روز پر افطار کرتے۔ اور منہ کی خشکی دور کرنے کے لئے دو گھونٹ پانی اور ایک خرما پر قناعت کر لیتے۔

ترک دنیا اوائل زندگی ہی حضرت ممشاد علو دنیوری خاصے دولت مند تھے۔ جب اللہ کی محبت میں آپ نے درویشی اختیار کی اور اللہ کی طرف مائل ہوئے۔ تو اپنا سارا مال ومتاع اللہ کی راہ میں محتاجوں کو تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنے افطار کے لئے بھی کچھ نہیں رکھا۔ پھر قبلہ رو ہو کر

فرمایا کہ الہیٰ۔ سوائے تیری رضا کے مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے میرے بال بچوں کا تو نگہبان ہے اور یہ کہہ کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور وہیں عبادت میں مشغول ہو گئے۔ ایک دن آپ اپنے حجرہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص سر پر خوانچہ لیئے ہوئے آیا اور سلام کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کون ہو اور یہ سامان کس نے بھیجا ہے۔ آنے والے نے جواب دیا کہ میں مردان غیب سے ہوں رب العزت سے مجھے یہ حکم ملا ہے۔ کہ اس نعمت کو میں آپ کے اہل و عیال کے پاس پہنچا دوں۔ اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ آپ اپنے کام میں کوئی کوتاہی نہ کریں۔ آپ کے بیوی بچے میرے بندے ہیں ان کے لیئے آپ کسی وقت ذرا بھی فکر نہ کریں۔ خزانہ غیب سے ان کو کافی روزی ملتی رہے گی۔ حضرت شیخ . . . . سجدۂ شکر بجا لائے۔ اور اللہ کی عبادت میں لگ گئے۔ آپ برابر فقر و فاقہ کی زندگی گزارتے اور پیٹ سے لگا ہوا کپڑا پہنتے اور خوف خدا سے بعض وقت اتنا روتے کہ بے ہوش ہو جاتے

حلقہ ارادت میں شمولیت

حضرت شیخ ممشاد علو دنیوریؒ سے ملنے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اکثر آتے رہتے تھے ایک دن آپ نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ اے خواجہ! مجاہدہ اور ریاضت میں یوں تو میں برابر لگا ہوا ہوں اور خدا کے عشق میں گھل رہا ہوں۔ لیکن معلوم نہیں میرا انجام کیا ہونے والا ہے۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علو! اللہ تعالےٰ جس کو اپنا دوست بناتا ہے۔ اس کے دل میں اپنا خوف بہت زیادہ ڈال دیتا ہے۔ اور اس کو اپنا اسیر محبت بنا لیتا ہے۔ اور تم میں خشیت الہیٰ اور حب الہیٰ دونوں ہی موجود ہیں۔ لیکن تم کو کسی درویش کامل کے حلقہ ارادت میں آجانا بہت ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی درویش کامل کا پتہ چل جائے تو علو! بے چارہ فوراً ہی اس کی خدمت میں حاضر ہو۔ خواجہ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ خواجہ ہبیرہ بصریؒ اس دور میں بہت بڑے بزرگ ہیں۔ اور جس پر ان کی نظر پڑ جاتی ہے وہ شیخ کامل ہو جاتا ہے۔ تم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو جاؤ۔ ہدایت ملتے ہی حضرت شیخ ممشاد علو دنیوریؒ شیخ ہبیرہ بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ ہبیرہ بصریؒ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ اے علو! تمہارا کام ہمیشہ بلند رہے گا۔ میں خدا سے دعا گو ہی تھا کہ وہ تم کو میرا جانشین بنا دے۔ پھر انہیں اپنے ساتھ خلوت میں

Marfat.com

بٹھا کر ذکر الٰہی میں لگا دیا۔ یہاں تک کہ سارے پردے اٹھ گئے۔ اور عرش سے تحت الثریٰ تک ان پر روشن ہو گیا۔ پھر حضرت ہبیرہؒ نے فرمایا کہ اے علو! ابھی بلندی تک پہنچنے میں دیر ہے۔ یہ درجہ تو مبتدیوں کا ہے اگر منتہی لوگ لوح محفوظ دیکھ لیں۔ تو انہیں پتہ چلے کہ کچھ دیکھا۔

حضرت شیخ ہبیرہ بصریؒ عرش کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔ اور آہ کر کے فرماتے کہ ہبیرہ اللہ تعالےٰ کا طالب ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے عرش و کرسی دکھلاتا ہے۔

خرقہ فقر وارادت

حضرت شیخ ممشاد علو دینوریؒ جب کچھ عرصہ تک اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں رہ کر ریاضت اور مجاہدہ کر چکے۔ تو ایک دن ان کے پیر حضرت ہبیرہ بصریؒ نے فرمایا کہ اے علو! تمہارا کام مکمل ہو گیا۔ جاؤ وضو کر کے آؤ۔ حضرت شیخ نے تعمیل حکم کیا۔ پھر حضرت ہبیرہ بصری نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ خداوندا علو کو درویشی کے مقام اعلےٰ پر پہنچا دے۔ اس جملہ کے کہتے ہی حضرت شیخ ممشاد علو بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا۔ پھر بے ہوش ہو گئے اور اس طرح چالیس مرتبہ ہوش میں آ آ کر بے ہوش ہوتے رہے۔ آخر میں پیر روشن ضمیر نے حضرت کے دہن مبارک میں اپنا لعاب دہن دے دیا۔ اس مرتبہ جب ہوش میں آئے تو حضرت ہبیرہ بصریؒ نے فرمایا کہ تم نے اپنے مطلوب اور مقصود جہاں کو دیکھ لیا۔ آپ نے سر نیاز جھکا کر عرض کیا کہ تیس سال کی ریاضت میں جس گنج سعادت کو میں نہیں پا سکا۔ آپ کے طفیل میں چشم زدن میں پا لیا۔ پھر حضرت ہبیرہ بصریؒ نے اپنا کمبل جو انہیں بزرگوں سے ملا تھا۔ شیخ ممشاد علو کو عطا فرمایا۔ اور اپنے سجادہ پر بٹھایا۔ اس روز سے حضرت ممشاد علوؒ نے کوئی کام حکم باری تعالےٰ کے خلاف نہیں کیا۔

ریاضت وعبادت

حضرت شیخ ممشاد علو دینوریؒ جب کسی کو مرید کرنا چاہتے تو پہلے مراقبہ میں چلے جاتے۔ اگر آپ کو بشارت ہوتی تو مرید کرتے ورنہ نہیں۔ آپ سے جو مرید ہوتا پہلے ہی روز اس پر عرش سے فرش تک روشن ہو جاتا۔ آپ تھوڑی دیر قیلولہ کے علاوہ کبھی نہیں سوتے۔ چارپائی پر بالکل نہیں لیٹتے۔ اور ہمیشہ ذکر الٰہی اور تلاوت کلام پاک میں مشغول رہتے۔

Marfat.com

کفار کا قبول اسلام

ایک مرتبہ کافروں کی بہت بڑی جماعت پوجا پاٹ کے لیے کہیں جارہی تھی۔ آپ کی نظر ان لوگوں پر پڑی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی پوجا کرنے میں تمہیں شرم نہیں آتی۔ بس اتنا فرمانا تھا کہ ان سب لوگوں کے دل پر سے جہالت کی تاریکی دور ہو گئی۔ اور وہ سب کے سب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے پھر آپ نے ان سبھوں کے لیے دعا فرمائی کہ الٰہی! یہ بھٹکے ہوئے بندے تیرے دربار میں حاضر ہو گئے ہیں۔ ان پر مہربانی اور لطف و کرم فرما۔ آواز آئی کہ اے علو! ان لوگوں کے لیے تو جو دعا مانگے گا۔ میں قبول کروں گا۔ آپ نے ان لوگوں کیلئے دعا فرمائی۔ اور اسی وقت ان سبھوں پر سارے حقائق روشن ہو گئے۔ اور وہ سب عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں مطلوب حقیقی تک پہنچ گئے۔

عشق الٰہی

ایک شخص حضرت ممشاد علو دینوریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوا آپ نے فرمایا کہ خدا سے کہو تا کہ تمہیں ممشاد کی دعا کی حاجت نہ رہے۔ اس نے پوچھا بتائیے اللہ کہاں ملے گا۔ آپ نے جواب دیا جہاں تم نہ ہو گے۔ یہ سن کر وہ آدمی چلا گیا۔ اور گوشہ گیر ہو گیا۔ اور ایسے بلند مرتبہ پر پہنچ گیا کہ ایک مرتبہ دینور میں سیلاب عظیم آیا۔ اور لوگ متوحش ہو کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے تو دیکھا کہ وہ شخص سامنے اپنی جانماز پر بیٹھا آرہا ہے۔ اور وہ جانماز کشتی کی طرح پانی پر رواں ہے۔ حضرت ممشاد علو دینوریؒ نے یہ دیکھ کر اس سے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے اس نے جواب دیا کہ یہ سب حضرت کی دعاؤں کی برکت سے ہے۔ آپ تو خود جانتے ہی ہیں میں کیا عرض کروں۔

سماع کی پسندیدگی کی وجہ

حضرت ممشاد علو دینوریؒ سماع کو پسند فرماتے تھے اور اپنے مشائخ طریقت کا عرس اہتمام سے کرتے تھے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! سماع میں آخر کیا اسرار ہے۔ جو آپ اسے اس قدر پسند فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کے اسرار تو میں بیان کرنے پر قادر نہیں لیکن سمجھنے کے لئے یوں

Marfat.com

سمجھ لو کہ جب حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ اور سارے اولیائے عظام اور بزرگان کرام نے سماع کو درست سمجھا ہے۔ تو میں بھی ان لوگوں کی سنت پر گامزن ہوں "سماع" اسرار الٰہی میں سے ایک سِرّ ہے۔ جو ہر شخص کے سمجھنے کے لائق نہیں۔ اگر سماع کا راز لوگوں پر روشن ہو جائے تو پھر سماع کے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی لوگوں کو چین نہ ملے۔ ظاہر بیں لوگ سمجھتے ہیں کہ صوفیا قوالوں کا گانا سُن کر وجد کر رہے ہیں۔ لیکن صاحب حال و وجد کو دراصل آواز قدسی پر بے خودی طاری ہوتی ہے۔

حضرت ممشاد علو دنیوریؒ نے اپنی ساری زندگی دن کو کبھی کچھ نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ صغر سنی میں بھی دودھ رات کو نوش فرماتے اور دن کے وقت دودھ نہیں پیتے۔

فرمودات حضرت ممشاد علو دنیوریؒ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے عارف کے سر مین ایک آئینہ لگا دیا ہے۔ کہ وہ جب اس طرف دیکھتا ہے۔ اس کو خدا کا جلوہ نظر آتا ہے ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے دوستوں کے ساتھ دوستی کرنے سے انکار کرتا ہے اس کی معمولی سزا یہ ہے کہ جس چیز کی اس کو ضرورت ہوتی ہے اسے نہیں ملتی۔ پھر فرمایا کہ دنیا والے جن چیزوں پر ریجھے ہوئے ہیں۔ ان سے اپنے کو علیحدہ رکھنا ہی دل کی فراغت ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ دل اور نفس کے خواہشات کو دبانے کا نام ہی توکل ہے۔ اور مخلوق خدا کو وحدانیت پر اکٹھا کر لینے کو اجتماع اور شریعت میں تفرقہ ڈالنے کو انتشار کہتے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ حکما کو عقل و حکمت کی دولت خاموشی اور تفکر سے ملتی ہے۔ نیز تصوّف سے مراد صفائی اسرار اور اللہ تعالےٰ کی رضا پر عمل کرنا اور بے کار چیزوں سے دست بردار ہو جانا ہے۔

حضرت ممشاد علو دنیوریؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بہشت کو جمیع لوازمات کے ساتھ چالیس سال سے میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن میں اسے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ رہا ہوں

دعوت قبول کرنے سے انکار حضرت ممشاد علو دنیوریؒ کے شاگرد اور مرید حضرت شیخ ابو عامر قدس اللہ سرہ ایک دن اپنے پیر کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر تھے۔ کہ ایک شخص حضرت کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کا خواستگار ہوا۔ حضرت ممشاد علو دینوریؒ نے اس سے فرمایا کہ صوفیوں کو در بدر اور بازار میں پھرانا چاہتے ہو یہ نہ ہو گا۔ اس شخص نے بہت اصرار کیا لیکن آپ راضی نہ ہوئے۔ جب وہ شخص چلا گیا۔ تو حلقہ بگوشوں نے عرض کیا کہ حضرت نے تو کبھی ایسا نہیں کیا۔ کہ کسی کی دعوت رد کی ہو۔ آج کیا بات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا۔ جس کو دولت آئی۔ اور نکل گئی اب وہ خواہشمند ہے کہ کچھ کھلا پلا کر اپنی دولت واپس لائے۔ اس کے دل سے دولت کی محبت ابھی تک دور نہیں ہوئی ہے۔

ایک دن حضرت شیخ ممشاد علو دینوریؒ اپنے گھر سے نکلے۔ تو ایک کتا بھونکنے لگا۔ آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ لا الہ الا اللہ نکلا۔ اس کلمہ کا نکلنا تھا کہ کتا وہیں پر مر گیا۔

فنا فی اللہ

حضرت ممشاد علو دینوریؒ کے وصال کے وقت ایک شخص نے لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کی۔ آپ نے دیوار کی طرف منہ کر کے کہا ہم نے تو اپنا سب کچھ تیرے لئے فنا کیا آج اس کا تیرے دوست کو یہی بدلہ مل رہا ہے۔ پھر اسی گھڑی ایک شخص نے پوچھا کہ خدائے عز و جل نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال سے بہشت میرے سامنے لائی جا رہی ہے۔ اور میں اس کی طرف نہیں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ایک شخص نے پوچھا کہ آپ اپنے دل کو کیسا پاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تیس برس سے میرا دل گم ہے اور میں اسے نہیں پا رہا ہوں میرے علاوہ دوسرے محبان خدا نے بھی اپنا دل کھو کر نہیں پایا میں کس طرح پاؤں گا۔

وفات

حضرت ممشاد علو دینوریؒ کے تین جید خلفا تھے۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ شیخ ابو عامر اور شیخ احمد آسود دینوریؒ۔ آپ کا ۱۴ ارمحرم الحرام ۲۹۹ھ کو وصال ہوا۔ سیر الاقطاب کے مصنف نے آپ کا سنہ وصال قدوۂ اولیائے حق بودہ لکھا ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی قدس اللہ سرہ

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی قدس اللہ سرہ بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کا لقب شریف الدین تھا۔ آپ خلائق سے بے نیاز تھے۔ اور درویشوں کے ساتھ رہنا پسند فرماتے تھے۔ صوفیا آپ کو زاہد متمکن، عابد متدین، تاج الاولیا اور سراج الاتقیا جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کو خرقۂ فقر و ارادت حضرت شیخ ممشاد علو دینوریؒ سے عطا ہوا تھا۔

مرید ہونے کی کیفیت

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی قدس اللہ سرہ پانچ چھ روز پر اور کبھی سات روز بعد افطار کرتے اور فرماتے کہ جو لذت بھوک میں مجھے ملتی ہے۔ وہ کسی چیز میں نہیں ملتی۔ اور افطار کے وقت بھی تین لقمے سے زیادہ تناول نہیں فرماتے جب آپ کو مرید ہونے کی خواہش ہوئی تو آپ نے مسلسل چالیس روز تک استخارہ کیا۔ آواز آئی کہ اے ابو اسحاق جاؤ ممشاد علو دینوریؒ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو جاؤ کہ وہ میرا دوست ہے۔ یہ ہدایت ملتے ہی آپ حضرت ممشاد علو دینوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کی محبت اور شفقت سے پذیرائی کی اور فرمایا میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ تم درویش کامل ہو جاؤ۔ اور تمہارے فرزنداں اور مریداں

Marfat.com

بھی کاملین میں شمار ہوں۔ پھر مرید کر کے خلوت میں بٹھا دیا اور فرمایا کہ ہمارے مشائخ کا طریقہ نفس کے ساتھ معاملہ کرنے کا رہا ہے۔ تم بھی فقر و فاقہ اختیار کرو اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ۔ پس سات سال تک حضرت ابو اسحاق شامی اپنے پیر کی خدمت میں رہ کر مجاہدہ نفس کرتے رہے اور اکیس روز پر جو کچھ روٹی کا ٹکڑا اور پانی میسر آجاتا آپ افطار کر لیتے

خرقہ فقر و ارادت

آخر میں غیب سے آواز آئی کہ اے علوؒ! ابو اسحاق کا کام پورا ہو گیا۔ اور وہ درجہ فائقہ پر پہنچے۔ اب ان کو اپنا خرقہ پہنا کر اپنا قائم مقام بنا دو حضرت ممشاد علو دینوریؒ نے حکم کے مطابق اپنا خرقہ ان کو عنایت فرمایا اور اپنی خلافت اور اجازت سے نوازا۔ اسی وقت آواز آئی کہ ابو اسحاق! تم اب میرے مقبول بندوں میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ یہی ہوا اور آپ کی رہبری میں بہت سے بھٹکے ہوئے منزل پر پہنچ گئے۔ اور آپ کی ہی ذات با برکات سے چشتیوں کی ابتدا ہوئی۔ کیونکہ یہی سلسلہ بعد میں چشتیہ کہلایا۔

سلسلہ چشتیہ کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ بتائی جاتی ہے۔ کہ جب حضرت ابو اسحاق شامیؒ بغداد میں اپنے پیر کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو آپ کے پیر حضرت ممشاد علو دینوریؒ نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ غلام کو لوگ ابو اسحاق چشتی کہتے ہیں۔ آپ نے بڑی محبت اور شفقت سے فرمایا کہ تم خواجہ چشت ہو اور چشت میں اسلام تمہارے قدم کی برکت سے پھیلے گا۔ پیر سے خلافت اور اجازت پانے کے بعد آپ چشت تشریف لائے اور وہاں خواجہ چشت کے نام سے مشہور ہوئے۔

خواجگانِ چشت

آپ کے علاوہ چشت میں چار اور صاحب ولایت اور عظمت بزرگان دین بھی پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک خواجہ ابو احمد ہیں جو حضرت ابو اسحاق شامیؒ سے مرید بھی ہوئے۔ دوسرے حضرت ابو محمد ابن خواجہ ابو احمدؒ۔ تیسرے ناصر الدین خواجہ ابو یوسفؒ، چوتھے حضرت خواجہ مودودؒ۔ یہ پانچوں بزرگ ارادت اور خلافت کی نسبت سے یکے بعد دیگرے سجادہ نشین ہوئے اور اپنے کافی مریدین اور خلفاء چھوڑ کر رخصت ہوئے۔ ان کو خواجگان چشت کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

سماع اور اس کی شرائط

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ سماع کے بہت شوقین تھے اور کسی عالم شرع نے کبھی ان پر اعتراض نہیں کیا۔ ان پر جب کیفیت طاری ہوتی تو در و دیوار جنبش میں آجاتے تھے اگر ان کی مجلس سماع میں کوئی بیمار شریک ہوتا تو اللہ اسے صحتیاب کر دیتا۔ ان کی مجلس میں شریک ہونے کے بعد پھر کوئی گناہ کی طرف راغب نہیں ہوتا لیکن دنیاداروں کو اس میں شریک ہونے کی اجازت نہ تھی۔ اور اگر کوئی آجاتا تو پھر وہ تارک دنیا ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت خواجہ سے پوچھا کہ حضرت! آپ دنیا والوں کو اپنی مجلس میں شریک ہونے کے فیض سے کیوں محروم رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ دنیا اور دنیا والے اہلِ کثافت کے زمرے میں آتے ہیں۔ اور درویش اہل لطافت کے۔ کثافت اور لطافت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور اجتماع ضدین محال ہے۔ پھر سماع کے لیے اجتماع اخوان کی شرط ضروری ہے۔ تاکہ اس وقت سب کا دل خدا کی طرف متوجہ رہے اور سب حاضرین دیدار یار کے طالب ہوں۔ الفقراء کالنفس واحدٍ (یعنی سب فقرا ایک جیسے ہیں) کے معنی یہی ہیں۔ سماع کے دوران اسرار الٰہی ظاہر ہوتے ہیں۔ اور دل آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے اہل سماع اسی لیے روشن ضمیر ہو جاتے ہیں۔ آپ جب مجلس سماع منعقد کرانا چاہتے تو دو تین روز پہلے ہی خبر کر دیتے تھے۔ اور خود روزہ طے کا رکھ لیتے تھے۔ قوالوں کو مجلس سماع میں حاضر ہونے سے پہلے تائب ہونے کی ہدایت تھی۔

بارش کیلئے مجلس سماع کا انعقاد

ایک مرتبہ شدید خشک سالی ہوئی۔ سلطان وقت اور تمام ائمہ کرام حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے خواستگار ہوئے۔ حضرت خواجہ نے قوالوں کو طلب کر کے مجلس سماع منعقد کرنے کا حکم فرمایا۔ لیکن سلطان وقت سے فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیں۔ سلطان وقت نے بعض فقرا کے ذریعہ حضرت خواجہ سے درخواست کی کہ اسے بھی مجلس میں شرکت کی اجازت دی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ موجود رہیں گے۔ تو بہت سی نعمتیں جو سماع کے دوران اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں نازل نہیں ہوں گی۔ پھر بارش کس طرح نازل ہو گی۔ آپ دل جمعی کے ساتھ خدا کی مہربانی اور عنایت کے منتظر رہیں

Marfat.com

انشاء اللہ بارش ضرور ہو گی۔ سلطان وقت آپ کے حکم کے مطابق اپنے محل میں چلا گیا اور حضرت خواجہ پر سماع کے دوران حال اور وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور زار زار رونے لگے۔ ٹھیک اسی وقت۔ رحمت الٰہی جوش میں آئی۔ اور بارش ہونے لگی۔ اور خلق خدا کو اطمینان نصیب ہوا۔

سلطان کی آمد پر اظہار خفگی

دوسرے روز سلطان وقت حضرت خواجہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا حضرت خواجہ زار زار رونے لگے۔ یہاں تک کہ حاضرین مجلس پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ اور ان لوگوں نے حضرت خواجہ سے گریہ و زاری کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں معلوم اللہ کا کون سا گناہ مجھ سے سرزد ہو گیا ہے۔ کہ سلطان وقت متواتر میرے یہاں تشریف لا رہے ہیں۔ اور مجھے فقراء کی صحبت سے باز رکھ رہے ہیں۔ مجھے خوف ہو رہا ہے۔ کہ کہیں قیامت کے دن میرا انجام دولت مندوں کے زمرے میں نہ ہو۔ پھر آہ کر کے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو زبان پر یہ حدیث جاری تھی۔ اللھم احینی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین (یعنی اے اللہ مجھ کو مسکین زندہ رکھ اور مسکینی ہی میں مار اور میرا انجام بھی مساکین ہی کے زمرے میں کیجیئو) سلطان وقت کے آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ شرمندہ ہو کر واپس ہو گیا۔

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ جب کسی دولت مند کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے اتوب من کل المعاصی کما حفظنی۔ یعنی اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں میری حفاظت کر۔

وفات

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ جب کہیں جانا چاہتے تو پلک مارتے پہنچ جاتے۔ مقام کی دوری ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی تھی آپ کا وصال ۱۴ ربیع الثانی کو ہوا

Marfat.com

حضرت شیخ ابو احمد چشتی قدس اللہ سرہ

حضرت شیخ ابو احمد چشتی قدس اللہ سرہ مشائخ کبار اور اولیائے نامدار میں سے گزرے ہیں۔ آپ کا لقب قدوۃ الدین تھا۔ صوفیا آپ کو عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار اور ہادی گمراہان کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے بادشاہی چھوڑ کر گدائی اختیار کی تھی اور خرقۂ مقر وارادت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی سے حاصل کیا تھا۔

حسب ونسب

آپ کے والد ماجد سلطان فرسناقہ چشت کے شرفاءً اور رؤسا میں سے تھے آپ صحیح النسب حسنی سادات تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح مذکور ہے
حضرت شیخ ابو احمد چشتی ابن سلطان فرسناقہ، ابن سید ابراہیم ابن سید یحییٰ۔ ابن ناصر الدین۔۔۔ سید حسن۔ ابن سید مجد المعالی، ابن سید عبد اللہ ابن سید حسن مثنیٰ، ابن امیر المومنین سلطان العارفین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ابن امیر المسلمین امام المتقین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

سلطان فرسناقہ کی ہمشیرہ کو خواجہ ابو اسحاق شامی کی ہدایت

سلطان فرسناقہ کی ایک پاک باطن ولیہ بہن تھیں۔ جن کے یہاں حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ کا اکثر آنا جانا تھا۔ ایک دن انہوں نے اس

Marfat.com

پاک باز خاتون سے فرمایا کہ تمہارے بھائی کے یہاں ایک بلند مرتبہ فرزند تولد ہونے والا ہے۔ تم اپنی بھاوج کی خاص طور پر نگہداشت کرنا اور جس کھانے میں ذرا بھی شبہ ہو ان کو کھانے کے لئے نہ دینا اسی دوران جب ان کی بھاوج حاملہ ہوئیں تو انہوں نے اپنی بھاوج کی پوری تندہی سے حضرت خواجہ کی ہدایت کے مطابق دیکھ بھال کی۔ اور احتیاط کی حد کر دی کہ اپنے ہاتھ سے سوت کات کر اور بیچ کر اپنی بھاوج کے خورد و نوش کا انتظام کرتیں۔ بالآخر چہار رمضان المبارک ۲۶۰ھ کو معتصم باللہ کے عہد خلافت میں حضرت ابو احمد چشتیؒ پیدا ہوئے اور ان کی پرورش و پرداخت بھی ان کی وہی نیک دل اور صالحہ پھوپھی نے اپنے ذمے لی۔

حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی کی پیشن گوئی

اس درمیان میں جب کبھی حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ وہاں تشریف فرما ہوتے تو شیخ ابو احمد چشتیؒ کو گود میں دیکھ کر فرماتے کہ اس بچہ سے انشاء اللہ ایک بہت بزرگ اور نامدار خانوادے کا آغاز ہوگا۔ اور عجیب و غریب احوال و آثار ظہور پذیر ہوں گے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ صرف سات برس کے سن میں حضرت شیخ ابو احمد چشتیؒ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی کی مجلس میں پہنچ گئے، اس وقت مجلس سماع منعقد تھی۔ اسی حالت سماع میں حضرت خواجہ ابو اسحاق کی نظر حقائق اثر ان پر پڑ گئی اور انہوں نے اس بچہ کو پکڑ کر اپنے قریب کر لیا۔ اور سینے سے لگا کر علم لدنی میں ماہر کر دیا۔ چنانچہ اسی سات سال کے سن میں وہ علوم و فنون کے ایسے ایسے نکتے بیان فرماتے کہ علمائے وقت ان سے اکتساب علم فرماتے۔

مجاہدہ و ریاضت

تیرہ سال کی عمر میں حضرت ابو اسحاق شامیؒ سے مرید ہو کر خلوت گزیں ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت میں مشغول اور منہمک ہو گئے۔ چنانچہ سات سات روز پر تجدید وضو فرماتے اور سات ہی دن پر افطار بھی فرماتے۔ مزید یہ کہ بزرگان چشت کی روش کے مطابق تین لقمے سے زیادہ کھانا نہیں تناول فرماتے اور نہ چند گھونٹ سے زیادہ پانی پیتے۔ چالیس دن میں ایک مرتبہ قضائے حاجت فرماتے۔ آپ کے چہرے پر ایک خاص قسم کا جلال و جمال نمایاں تھا

جو شخص دیکھتا اس پر دہشت طاری ہو جاتی۔ آپ کی جبین مبارک سے ایسا نور نکلتا تھا کہ وہ تاریک حجرے میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت بہ حسن و خوبی کر سکتے تھے۔

خرقہ فقر وارادت

حضرت شیخ ابو احمد چشتی اپنے اوائل عمر میں جب کہ ان کا سن تقریباً بیس برس تھا اپنے والد سلطان فرسناقہ کے ہمراہ شکار کے لئے کسی پہاڑ کی طرف گئے تھے اتفاق سے وہ اپنے والد اور لشکر سے بچھڑ گئے۔ اور بھٹکتے ہوئے ایک پہاڑ پر پہنچ گئے۔ وھاں دیکھا کہ چالیس اشخاص رجال غیب میں سے ایک چٹان پر کھڑے ہیں۔ اور ان ہی میں حضرت خواجہ ابو اسحاق شامیؒ بھی ہیں۔ چونکہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی سے ان کی پہلے کی واقفیت تھی، اس لئے وہ فوراً گھوڑے سے اتر کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں پہنچ کر وہ ان کی نظر حقائق اثر سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ اپنا اسلحہ گھوڑا اور سازو سامان وہیں پر چھوڑا صرف ایک کمبل اوڑھ کر ان کے ہمراہ ہو گئے۔ سلطان فرسناقہ اور ان کے ہمراہیوں نے بہت تلاش کیا لیکن ان کا پتہ نہ چلا کچھ دنوں کے بعد ایک شخص خبر لایا کہ فلاں پہاڑی علاقہ میں وہ حضرت ابو اسحاق شامیؒ کے ہمراہ دیکھے گئے ہیں۔ سلطان نے ان کو لانے کے لئے اپنے سرداروں کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے پتہ تو چلا لیا لیکن لاکھ سمجھانے بجھانے پر بھی وہ واپس نہیں ہوئے۔ پس آٹھ برس تک وہ حضرت خواجہؒ کے ساتھ رہ کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ پیر روشن ضمیر نے اپنا خرقہ ان کو عطا فرما کر اپنی جگہ پر بٹھایا اور فرمایا کہ اے ابو احمد تم میرے فرزند ہو۔ اپنے پیران سلاسل سے مجھے جو کچھ نعمتیں بھی ملی تھیں وہ سب آج تمہیں دے رہا ہوں۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر اور قبلہ رو ہو کر ان کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دعا فرمائی۔ غیب سے آواز آئی کہ ابو احمد کو میں نے اپنے مقبول بندوں اور دوستوں میں شامل کیا اور جو شخص بھی ان کی صحبت میں رہے گا اسے بھی اپنا دوست بناؤں گا۔

شب بیداری

حضرت شیخ ابو احمد چشتی کے بارے میں مشہور ہے۔ کہ تیس برس تک آپ نے خواب استراحت نہیں فرمایا اور نہ بغیر وضو رہے۔ تین چار فاقہ سے پہلے غذا نہیں کرتے اور کبھی جی بھر کر پانی بھی نہ پیتے۔ اور ہمیشہ اور ہر حال میں اللہ کے شکر گزار رہتے۔

دعائے مغفرت

آپ ہر روز نماز تہجد کے بعد دعا فرماتے کہ خدایا گنہگاران امت محمدی کو بخش دے غیب سے آواز آتی کہ اے ابو احمد! ہم نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور گنہگاران امت محمدی کو تمہاری سفارش پر بخش دیا۔ اس طرح معلوم نہیں کتنے گنہگاروں کی بخشش آپ کے ذریعہ ہوتی رہی۔

علماء سے مناظرہ

حضرت ابو احمد چشتی کو سماع بہت مرغوب تھا۔ آپ جس وقت حالت سماع میں ہوتے اس وقت جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی وہ صاحب کرامت ہو جاتا، جو کافر بھی اس وقت آپ کے سامنے آجاتا مسلمان ہو جاتا اور جس مریض پر آپ کی نظر پڑ جاتی صحت یاب ہو جاتا۔ ان کے فضائل اور کرامت کی وجہ سے کچھ علماء ان پر طعنہ زن ہوئے اور ان سے حسد کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت امیر نصیر کے دربار میں شکایت لے کر حاضر ہوئی کہ آپ کے بھانجے ابو احمدؒ نے چشت میں سماع کی بدعت پھیلا رکھی ہے۔ اور لوگوں کو غلط راستے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ان کو آپ اپنے حضور طلب فرمائیں کہ ہم لوگوں سے مناظرہ پر آمادہ کریں اگر انہوں نے ہم لوگوں کو قائل کر دیا تو ٹھیک ہے۔ وہ حق پر ہیں۔ اور ہم لوگ برسر غلط ورنہ پھر وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ امیر نصیر ملک شام کے بہت ذی مرتبت اور انصاف پسند امیر تھے اور حضرت ابو احمدؒ کے رشتے میں خالو ہوتے تھے۔ انہوں نے فوراً آدمی بھیج کر حضرت ابو احمدؒ کو طلب فرمایا۔ حضرت نے سارا حال سن کر اپنا خرقہ پہنا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور اپنے ایک خادم محمد خدا بندہ کو ساتھ لیا جو کہ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص سے زیادہ پڑھا ہوا نہیں تھا اور پھر امیر نصیر کے دربار کی طرف چل پڑے۔ دربار میں پہنچے تو وہاں شہر اور اطراف شہر کے ستر علماء فضلاء اور مفتیوں کو اپنا منتظر پایا۔ ان علماء نے امیر سے یہ بھی التجا کی تھی۔ کہ جب حضرت ابو احمد چشتیؒ دربار میں حاضر ہوں تو ان کی طرف سے بے اعتنائی برتی جائے۔ لیکن جیسے ہی حضرت ابو احمد چشتیؒ دروازہ تک پہنچے امیر نصیر کے دل میں ایسی دہشت اور کیفیت پیدا ہوئی کہ وہ بے اختیارانہ ان کے استقبال کے لیے آگے بڑھے اور ان کے ہاتھوں کو چوم کر بہت اعزاز و احترام سے اپنی مجلس میں

Marfat.com

لائے مجلس میں آنے کے بعد علما نے بہت سے مشکل اور دقیق سوالات پیش کئے۔ ان کے سوالات سن کر حضرت شیخ نے اپنے خادم محمد خدابندہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ میں سمجھ رہا تھا کہ یہ لوگ کچھ مشکل سوالات سوچ کر آئے ہوں گے جن کا مجھے جواب دینا ہوگا۔ لیکن یہ تو اتنے آسان اور معمولی ہیں کہ تمہارے جیسا ناخواندہ آدمی بھی انشاء اللہ بہ حسن وخوبی جواب دے سکتا ہے۔ اس لئے تم ہی دو چنانچہ اس ناخواندہ خادم نے ان کے اسّی سوالوں کا کتب متداولہ کے حوالوں سے جواب دیا آخر میں جب علما کے سب سوالات ختم ہو گئے۔ تو آپ نے ان لوگوں سے خود ایک مسئلہ پوچھا جس کا جواب ان لوگوں سے نہ حل ہو سکا اور وہ نادم اور شرمسار ہوئے۔

علماء کی حلقہ ارادت میں شمولیت

امیر نے یہ سب دیکھ کر آخر میں ازراہ تمسخر علماء سے کہا کہ اگر کچھ اور شبہات رہ گئے ہوں جس کو آپ لوگ پوچھنا چاہتے ہوں تو پوچھ ہی لیجئے۔ کسر نہ باقی رہے۔ علماء نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔ اور بولے کہ ہم لوگ قصوروار ہیں۔ حضرت خواجہ عالم کو علم لدنی حاصل ہے۔ جب ہم لوگ ان کے خادم کی برابری نہیں کر سکتے۔ پھر ان سے مباحثہ کرنا سراسر حماقت ہے۔ پھر وہ لوگ اپنے عمامہ کو اپنی گردن میں لپیٹ کر حضرت خواجہ کے قدموں پر گر پڑے۔ اور سب کے سب ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے پھر امیر نصیر نے ان سے معذرت چاہی اور بہت کچھ تحفے تحائف خدمت اقدس میں پیش کئے لیکن حضرت نے ان میں سے ایک چیز بھی قبول نہ فرمائی۔ اور اپنے کاشانہ میں واپس چلے گئے۔ اس واقعہ سے آپ کی بزرگی اور عظمت کا غلغلہ ہر طرف پھیل گیا اور لوگ جوق در جوق ہر چہار طرف سے خدمت اقدس میں آکر مرید ہونے لگے۔

خواجہ سری سقطیؒ کی مجلس سماع میں شرکت

حضرت ابو احمد چشتی نیا کپڑا کبھی نہیں پہنتے تھے اور نہ دولت مندوں کے قریب بیٹھتے تھے وہ حافظ قرآن تھے۔ اکثر حضرت خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لایا کرتے اور آپ کی مجلس سماع میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت ابو احمد چشتیؒ کی مجلس سماع میں تمام حاضرین

Marfat.com

مکیف ہو جاتے تھے یہاں تک کہ قوالوں کو بھی شوق حاصل ہو جاتا اور غائت شوق میں ان کے منہ سے کف نکلنے لگتا اور انہیں تن بدن کا بھی ہوش نہیں رہتا تھا۔ مجتہدین وقت میں سے کسی نے بھی آپ کے سماع پر اعتراض نہیں کیا۔ تمام علمائے عصر آپ کی خطابت سے حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔ آپ دن میں ایک بار اور رات میں دو مرتبہ ختم قرآن فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی پیشانی پر ایک ایسا نور درخشاں تھا کہ جو بھی آپ کی خدمت میں آتا دیکھ کر متحیر ہو جاتا۔

سلطان فرسناقہ کا اظہار ندامت

حضرت ابو احمد چشتیؒ کے والد ماجد سلطان فرسناقہ کا ایک خمخانہ تھا۔ حضرت ابو احمد چشتیؒ ایک دن موقع پا کر اس میں داخل ہو گئے۔ اور اندر سے دروازہ مضبوطی سے بند کر کے شراب کے خموں کو توڑنا شروع کیا سلطان کو خبر ہوئی۔ وہ بہت برافروختہ ہوا اور اس مکان کی چھت پر آکر غایت غضبناکی میں ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر ان کو کھڑکی سے مارا۔ پتھر ہاتھ سے گرتے ہی فضا میں معلق ہو گیا۔ سلطان اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور فوراً اپنے لڑکے کے ہاتھ پر توبہ کی۔ یہ واقعہ ۲۸۰ھ کا ہے۔

سماع پر اعتراض کی سزا

فضل بن یحییٰ برمکی اکثر حضرت ابو احمد چشتی کے سماع پر اعتراض کرتا تھا۔ حضرت کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس ناحق اعتراض کرنے کی وہ خود سزا پائے گا۔ اتفاق سے ان ہی دنوں فضل برمکی شدید بخار میں مبتلا ہوا لاکھ اطبا نے علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جب وہ علاج معالجہ سے ناامید ہو گیا۔ تو پھر خدا کی طرف اس نے لو لگائی۔ اور نماز و تلاوت قرآن میں مشغول ہو گیا۔ ایک دن اس نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو وہ گڑگڑا کر اپنی صحت کے لئے ان سے ملتجی ہوا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فضل! تو نے ابو احمد چشتیؒ کے سماع پر اعتراض اور انکار کیا ہے۔ اور یہ انکار گویا مجھ سے اور مشائخین سے انکار ہے۔ جب تک تو توبہ کر کے ان کی مجلس سماع میں حاضر نہیں ہو گا۔ تجھ کو صحت نہیں ہو گی۔ خواب سے بیدار ہو کر فضل برمکی اسی وقت دوڑتا ہوا حضرت ابو احمد چشتیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہ

Marfat.com

مجلس سماع میں تھے۔ فضل بر کی مجلس میں پہنچ کر دست بستہ ایک طرف کھڑا ہوگیا۔ ناگاہ حضرت کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے فضل! تم نے انکار سماع کا نتیجہ دیکھ لیا۔ فضل بر کی نے سر زمین پر رکھ کر عرض کی کہ حضرت! جیسا میں نے کیا تھا ویسا پایا۔ مجھ سے خطا ہوئی معافی کا طلبگار ہوں حضرت مخدوم جو سماع سنتے ہیں وہ بلاشبہ اسرار الٰہی ہے۔ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر پھیرا اور اسے فوراً صحت کامل ہوئی۔ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوا تھا۔ اس واقعہ کا مشاہدہ کر کے سات سو کفار مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ذکر الٰہی کی برکت

ایک دن حضرت ابو احمد چشتیؒ اناسی آدمیوں کے ہمراہ دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لے گئے۔ وہاں پر کشتی موجود نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا آؤ ہم سب حلقہ بنا کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائیں۔ ہم لوگوں کا کام ہو جائے گا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور دجلہ سے اس طرح خیر و خوبی سے پار ہو گئے۔ کہ کسی کا پیر تک تر نہ ہوا۔ اس وقت وہاں پر چوبیس کفار موجود تھے۔ جو سب کے سب مسلمان ہو گئے اور وہ سب بھی حضرت کے طفیل بلا کشتی کے دریا پار کر گئے۔ اور اپنی عبادت و ریاضت سے آگے چل کر شیخ کامل ہوئے۔

کفار کا قبول اسلام

ایک دن حضرت ابو احمد چشتیؒ سفر کرتے ہوئے اس جگہ سے گزرے جہاں پر صرف کفار ہی کفار بستے تھے۔ اور ان لوگوں کا شیوہ یہ تھا کہ اگر کوئی مسلمان اس طرف سے گذرتا! اس پر ظلم و جور کی انتہا کر دیتے اور اسے زندہ جلا دیتے تھے۔ اس خوف سے اگر کسی مسلمان کو اس طرف سے جانا بھی ہوتا تو وہ اپنے کو مومن نہیں کہتا اور کافروں کا لباس پہن کر اس طرف سے گذرتا۔ جیسے ہی حضرت ابو احمد چشتیؒ کو کفار نے دیکھا دوڑ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو؟ آپ نے فرمایا، "بحمدہٖ میں مسلمان ہوں"۔ کفار نے کہا کہ ہم لوگ کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑتے اور اسے آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر کوئی واقعی مسلمان ہے تو اسے آگ نہیں جلائے گی اور پھر ہم لوگ اسی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ بلاشبہ اگر کوئی مسلمان سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے گا اسے آگ کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ پس ان کفار نے

Marfat.com

آگ جلائی اور حضرت ابو احمد چشتیؒ کو اس میں ڈال دیا۔ آپ نے آگ میں پہنچتے ہی مصلےٰ بچھا کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ وہ آگ یکبارگی ٹھنڈی ہو گئی۔ کافروں نے دیکھا تو حیران رہ گئے۔ اور سب کے سب خلوص دل سے مسلمان ہو گئے۔ یہ لوگ تعداد میں کل دس ہزار تھے۔ ان میں سے ایک سو اشخاص نے حضرت مخدوم کی خدمت اختیار کر لی۔ اور وہ سب شیخ کامل کے درجہ پر پہنچے۔ اور بقیہ وہیں سکونت پذیر رہے۔

وفات حضرت ابو احمد چشتیؒ کا وصال ماہ جمادی الثانی ۳۵۵ھ میں ہوا مصنف سیر الاقطاب نے تاریخ وصال قطب العالمین نکالی ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہٗ

حضرت شیخ ابو محمد چشتیؒ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کا لقب ناصح الدین تھا۔ صوفیا کے حلقے میں آپ عمدۃ المشائخ والفقراء، قدوۃ الائمہ والعلماء، مخزن سخا اور معدن دفا کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ کو خرقہ فقر وارادت اپنے والد ماجد حضرت شیخ ابو احمد چشتی قدس اللہ سرہٗ سے ملا اور آپ ہی سے علوم ظاہری و باطنی بھی حاصل ہوئے۔

ولادت فرزند کی بشارت

حضرت شیخ ابو محمد چشتیؒ کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ جب آپ شکم مادر میں چار ماہ کے تھے۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز اکثر ماں کے کان میں آتی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے اپنے شوہر حضرت شیخ ابو احمد چشتی سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے خوش خبری دی کہ اللہ ہم لوگوں کو فرزند سعادت مند اور ولی اللہ - - - عطا کرنے والا ہے۔ ایک دن حضرت ابو احمد چشتی اپنی زوجہ محترمہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے یکایک بلند آواز سے السلام علیکم یا ولی اللہ خلیفتی فرمایا۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے فرمایا کہ حضرت کیا معلوم شکم میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ پھر آپ ایسا فرمار ہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اللہ جل شانہٗ نے مجھے اشارت اور بشارت دی ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ مجھے مادرزاد ولی فرزند

Marfat.com

عطا ہوگا۔ اور یہ میں نے لوح محفوظ میں بھی پڑھ لیا ہے۔

رسول اللہ کا ارشاد گرامی

جس رات کو حضرت شیخ ابو محمد چشتیؒ پیدا ہوئے وہ شب عاشورہ تھی آپ کے والد ماجد شیخ ابو احمد چشتیؒ نے اسی لمحہ خواب میں رسول خدا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے ابو احمد! تیرے گھر ابھی فرزند تولد ہوا ہے۔ اس کا نام میرے ہی نام پر رکھنا اور میرا اس کو سلام پہنچا دینا۔ حضرت شیخ جیسے ہی خواب سے بیدار ہوئے تو فرزند کی ولادت کی خبر سنی۔ نزدیک گئے تو نومولود کو کلمہ طیبہ پڑھتے سنا۔ آپ نے وضو کر کے لڑکے کو السلام علیکم کہا۔ لڑکے نے وعلیکم السلام کے ساتھ فرمایا یا شیخنا قل مارئیاک ھٰذہ اللیلۃ یعنی اے حضرت آپ نے آج رات خواب میں کیا دیکھا ہے مجھے بھی بتائیے۔ حضرت شیخ ابو احمد چشتیؒ نے اپنے لڑکے کے کان کے پاس جا کر فرمایا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو سلام کہا ہے۔ پھر باپ بیٹا دونوں سربسجود ہو گئے۔ ابھی تھوڑی دیر کے بعد حضرت شیخ ابو احمد چشتیؒ نے دعا فرمائی کہ الٰہی میرے اس لڑکے کے ولی اللہ بنا دے۔ آواز آئی کہ اے ابو احمد! میں نے تمہاری دعا قبول کی۔ اور تمہارے لڑکے کو میں نے اپنا مقبول بندہ بنا دیا۔

ایام طفولیت

جس رات کو حضرت ابو محمد چشتیؒ پیدا ہوئے وہ شب عاشورہ تھی۔ دن ہوا تو آپ نے تمام دن اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ آپ کی والدہ نے آپ کے والد سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تمہارا لڑکا ولی مادر زاد ہے۔ اس نے انبیاء اور اولیاء کی پیروی میں روزہ رکھا ہوگا۔ اور یہی بات بھی تھی کیونکہ جب شام ہوئی تو آپ نے دودھ پینا شروع کیا۔ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو دودھ پلا رہی تھیں تو آپ دودھ پینے کے دوران اتنا ہنسے کہ آپ کی والدہ کو بہت عجیب سا معلوم ہوا انہوں نے آپ کے والد ماجد سے اس کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کو رلانے کیلئے شیطان آیا ہوا تھا اللہ تعالٰے نے فرشتوں کو حکم دیا کہ شیطان کو مار کر وہاں سے ہٹا دیں۔ چنانچہ جب شیطان لعین

Marfat.com

نامراد بھاگا تو ابو محمد کو ہنسی آ گئی۔

حضرت ابو محمد چشتیؒ کی والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ پیدائش کے وقت سے اڑھائی سال تک پانچوں نماز کے وقت ابو محمد آسمان کی طرف دیکھ کر بے تعداد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرتے تھے اور اسوقت ان کے چہرے پر ایسا نور نمایاں ہوتا کہ اس سے سارا گھر روشن ہو جاتا۔ اور اکثر گھر میں چراغ جلانے کی ضرورت نہ ہوتی

تعلیم و تربیت

حضرت ابو محمد چشتیؒ جب اڑھائی سال کے ہوئے تو ان کی غذا بہت کم ہو گئی ان کی والدہ ماجدہ نے ان کے والد سے شکایت کی کہ ابو محمد ان دنوں بہت کم کھاتا ہے فرمایا شروع ہی سے کم کھانے کی عادت ڈال رہا ہے۔ جب حضرت ابو محمد چشتیؒ چار برس چار مہینے کے ہوئے تو انہیں مکتب میں بٹھا دیا گیا۔ یکایک ایک روز ان کے تختہ پر لکھا ہوا دیکھا گیا بسم اللہ الرحمن الرحیم علم القرآن رب یسر ولا تعسر و رب زدنی علماً و فہما و تمم بالخیر پھر تھوڑے ہی دنوں میں آپ نے قرآن مجید ختم کر کے علوم دینی میں کمال حاصل کر لیا۔ آپ نے چار ہی برس سے باجماعت نماز پڑھنی شروع کر دی تھی اور سات برس کے سن میں خلوت گزیں ہو گئے تھے۔

عبادت و ریاضت

اسی وقت سے آپ کی یہ کرامت ظاہر ہو گئی تھی کہ آپ کی زبان مبارک سے جو نکلتا ضرور ہو جاتا خلیفہ وقت اور عوام اسی وقت سے آپ کے حد درجہ معتقد ہو گئے تھے۔ آپ کی خدمت میں جو بھی کوئی مقصد لے کر آتا وہ پورا ہوتا۔ تیس برس تک آپ ہر وقت باوضو رہے اگر کوئی کافر آپ کے سامنے آجاتا تو فوراً مسلمان ہو جاتا۔ یہاں تک کہ چشت میں کوئی کافر نہیں رہا۔ اور جو آپ سے مشرف بہ اسلام ہوتا اس پر عرش سے فرش تک روشن ہو جاتا۔ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد چوبیس سال کی عمر میں آپ ان کے قائم مقام ہوئے اور ان کے سجادہ پر بیٹھے۔ اور اکثر سلاطین جانب مشاہیر وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اخلاص و ارادت کا اظہار فرماتے۔ حضرت ابو محمد چشتیؒ اکثر کنواں میں نماز معکوس ادا فرماتے تھے۔ کبھی استراحت نہیں فرماتے اور دن رات عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے

خرقہ فقر و ارادت

آپ کے والد ماجد حضرت شیخ ابو احمد چشتیؒ نے اپنے وصال سے کچھ دن پہلے ان کو مرید کر کے اپنا خرقہ پہنا دیا اور اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ پھر وصیت فرمائی کہ

Marfat.com

ہمیشہ فقر و فاقہ کو اختیار کریں اور فقراء و مساکین کے ساتھ صحبت رکھیں اور دولت مندوں سے پرہیز کریں حضرت ابو محمد چشتیؒ اپنے والد اور شیخ کی تمام نصیحتوں پر ہمیشہ پورا پورا عمل فرماتے رہے۔ دس برس تک مسلسل حجرہ میں بند رہ کر عبادت و ریاضت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ سات سات روز پر صرف ایک خرما سے افطار فرماتے

خواجہ خضر سے تحصیل علم

ایام طفولیت میں ایک دن حضرت ابو محمد چشتیؒ اپنے مکتب جا رہے تھے راستے میں ان کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام ملے۔ انہوں نے خوشخبری دی کہ اے ابو محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ کہ میں تمہیں علم صوری اور معنوی سکھلاؤں حضرت ابو محمد چشتیؒ نے آپ کا قدم چوم کر عرض کیا کہ حضرت جو آپ کو حکم ملا ہے بجا لائیں پس خضر علیہ السلام نے آپ کو اسم اعظم سکھلایا اور اس کے سیکھتے ہی تمام علوم اور اسرار الٰہی ان پر ظاہر ہو گئے۔ اسی جگہ سے لوٹ کر وہ گھر آئے۔ ان کی والدہ ماجدہ نے پوچھا کہ آج تم نے کیا پڑھا۔ اپنی تختی لاؤ تاکہ میں دیکھوں حضرت ابو محمد چشتیؒ نے جواب دیا کہ اے ماں! میں نے آج جو کچھ پڑھا ہے وہ تختی پر نہیں آسکتا۔ آپ کی والدہ نے قرآن شریف اٹھا کر کہا کہ سناؤ۔ آپ نے جواب دیا کہ امی جان! آپ قرآن مجید اپنے پاس رکھیں میں زبانی سناتا ہوں اور پھر پورا کلام پاک حفظ سنا دیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حیران رہ گئیں اور سجدہ شکر بجا لائیں۔

نغمہ غیبی

ایک دن آپ کے والد ماجد حضرت ابو احمد چشتیؒ سماع سن رہے تھے اور قوال اشعار پڑھ رہے تھے۔ عالم وجد و کیف میں آپ کی نظر فیض اثر حضرت ابو محمد چشتی پر پڑی۔ آپ نے پکارا چلے آؤ۔ حضرت ابو محمد چشتیؒ مدہوش مجلس سماع میں شریک ہو گئے۔ اور دیر تک کیف اور ذوق میں رہے۔ پھر بے خود ہو کر گر پڑے۔ سات روز تک ان پر وہی عالم کیف و وجد طاری رہا۔ نماز کا وقت ہوتا تو قوال رک جاتے اور آپ نماز ادا کرتے۔ پھر مجلس سماع شروع ہو جاتی اور آپ پر بے خودی طاری ہو جاتی۔ سات روز تک یہ حالت دیکھ کر آپ کے والد ماجد نے قوالوں کو خاموش ہو جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابو محمد چشتیؒ کو ہوش آ گیا۔ قوالوں کو خاموش دیکھ کر آپ نے آسماں کی طرف نظر کی اور فرمایا "قولو! قولو!" بس اسی دم عالم غیب سے نغمہ کی آواز آنے لگی۔ حضرت ابو محمد چشتیؒ پھر سماع میں مشغول ہو گئے۔ اور حاضرین بھی اس آواز کو سن کر کیف ہوئے۔ یہاں تک کہ متواتر تین دن اسی طرح

عالم غیب سے نغمہ کی آواز آتی رہی اور حضرت ابو محمدؒ سماع فرماتے رہے۔ پھر ہوش میں آئے تو اپنے والد ماجد اور شیخ کے قدموں کو چوم کر فرمایا کہ حضرت! جو فتح یاب سماع میں ہوتا ہے کسی شغل میں میسّر نہیں۔ سو برس تک بھی اگر کوئی شخص ریاضت شاقہ اور مجاہدہ کرے تو اس مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتا جو اسے ایک مرتبہ کے سماع میں حاصل ہوتا ہے۔ حضرت شیخ ابو احمد چشتیؒ نے فرمایا کہ اے ابو محمد! سماع راز سربستہ ہے اسے پوشیدہ ہی رکھنا چاہیئے۔ بے چارے عوام اس کی تاب نہیں لا سکتے۔ اگر میں سماع کے راز کو ظاہر کر دوں تو ساری دنیا سماع میں مبتلا ہو جائے گی اور خدا سے سوائے اس کے اور کسی نعمت کی طلبگار نہیں ہو گی۔

شہزادے کو نصیحت

ایک مرتبہ حضرت ابو محمد چشتیؒ دجلہ کے کنارے بیٹھ کر اپنا خرقہ سی رہے تھے اسی اثنا میں خلیفہ کے صاحبزادے وہاں پر پہنچے اور گھوڑے سے اتر کر ادب سے بیٹھ گئے۔ حضرت ابو محمد چشتیؒ نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی بادشاہ کی سلطنت میں ایک بوڑھی عورت بھی ایک رات فاقہ رہ جائے تو اسے قیامت کے دن اس حکمران کا دامن پکڑنے کا حق حاصل ہو گا۔ جب اللہ تعالٰے نے تم لوگوں کو بادشاہت عطا فرمائی ہے۔ اور اس میں فقراء اور بے سہارا لوگ بھی رہتے ہیں۔ تو تمہیں ایک لمحہ بھی غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کل قیامت کے دن شرمسار ہونا پڑے۔ حضرت جب نصیحت فرما چکے تو خلیفہ کے صاحبزادے نے کچھ نقد و جنس تحفہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شہزادے! ہمارے خواجگان میں سے کسی نے بھی ان چیزوں کو قبول نہیں کیا ہے۔ میں بھی نہیں قبول کر سکتا۔ میرے لیئے فقر کی نعمت ملک سلیمان سے زیادہ بہتر ہے۔ خلیفہ کے لڑکے نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ نے اسے سمجھایا کہ خدا کے بندوں کے لیئے غیب کا خزانہ کھلا ہوا ہے۔ اس لیئے انہیں تمہارے عطیات کی حاجت نہیں ہے۔ شہزادہ پھر بھی نہ مانا اور بضد ہوا کہ کچھ قبول ہی کر لیا جائے تب آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ خداوندا! " دیکھا جو کچھ ہم نے ان لوگوں کو بھی دکھلا دے" اتنا کہنا تھا کہ دجلہ کی بے شمار مچھلیاں منہ میں ایک ایک اشرفی لیئے ہوئے سطح آب کے اوپر آ گئیں

Marfat.com

شہزادہ حیران رہ گیا اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ کر معافی مانگی اور واپس چلا گیا۔ حضرت نے اس کے تحفہ میں سے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔

فتح سومنات میں روحانی مدد

ایک مرتبہ جب سلطان محمود سبکتگین سومنات فتح کرنے کیلئے روانہ ہوا تو اس نے حضرت ابو محمد چشتی کو خواب میں دیکھا کہ وہ اس کی مدد کے لیے آمادہ ہیں۔ اور ستر برس کے سن میں چند فقراء کے ساتھ جنگ میں شریک ہیں۔ اور ایک جگہ بہ نفس نفیس کافروں کے ساتھ جنگ بھی کر رہے ہیں۔ جنگ میں مغلوب ہو کر سلطانی لشکر جنگل کی طرف ہٹ رہا تھا۔ کہ یکا یک اپنے مرید اور خلیفہ محمد کاکو کو جو اس وقت چشت میں تھے انہوں نے آواز دی کہ "محمد کاکو فوراً پہنچو" آواز کا دینا تھا کہ محمد کاکو پہنچ گئے اور دشمنوں کی صف میں گھس گئے اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی جس میں لشکر سلطانی کو فتح حاصل ہوئی۔ ٹھیک اسی روز اور اسی گھڑی لوگوں نے چشت میں حضرت محمد کاکو کو دیکھا کہ وہ دیوانہ وار در و دیوار پر لکڑی چلا رہے ہیں اور کف منہ سے جاری ہے۔ بعد میں لوگوں نے جب ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو پورا ماجرا کہہ سنایا۔ سومنات کی فتح کے بعد جب محمود سبکتگین ہندوستان سے غزنی لوٹا تو حضرت ابو محمد چشتی رح کی ظاہری اور باطنی مدد کا مشاہدہ کر کے ان کا دل سے معتقد ہو گیا اور ارادت مندانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوسی حاصل کی۔

حضرت ابو احمد کی خواب میں ہدایت

حضرت ابو محمد چشتی رح کی ایک حقیقی بہن تھیں جو بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ انہوں نے عبادت و ریاضت میں انہماک کے باعث چالیس برس کے سن تک شادی نہیں کی تھی۔ بھائی کے ساتھ رہتی تھیں

اور خدا کی عبادت اور ان کی خدمت میں اپنا وقت صرف کرتی تھیں۔ اپنا ذاتی خورد و نوش کا خرچہ چرخہ کات کر اور سوت بیچ کر پورا کر لیتی تھیں۔ حضرت ابو محمد چشتی رح اکثر اپنی بہن کو فہمائش کرتے تھے کہ عقد زوجیت میں منسلک ہو جائیں اس لئے کہ ان کے بطن سے ایک فرزند

تولد ہونے والا ہے۔ جو اپنے وقت کا قطب اور ولی ہوگا۔

لیکن ان کی بہن راضی نہیں ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت نے اپنے والد ماجد حضرت ابو احمد چشتیؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اے ابو محمدؒ! اپنی بہن کو سمجھاؤ اور شادی پر راضی کرو۔ تم ان کے بارے میں جو کہتے ہو بالکل صحیح ہے۔ فلاں شہر اور فلاں مقام پر ایک صحیح النسب سید زادہ محمد سمعان نام کا رہتا ہے۔ وہ جوان صالح اور درویش کامل ہے۔ تم اس کو تلاش کر کے اپنی بہن کو اس کی زوجیت میں دے دو۔ اسی رات کو ان کی بہن نے بھی اپنے والد ماجد سے یہی ہدایت پائی اس لئے بالآخر راضی ہو گئیں۔

حضرت ابو محمد چشتیؒ کی ہمشیرہ کا محمد سمعان سے عقد

چنانچہ اسی بنا پر حضرت شیخ نے محمد سمعانؒ کو خط بھیجا کہ اگر ایک پیر میں جوتا پہنے ہوئے ہو تو میرا خط دیکھتے ہی دوسرے پیر میں جوتا پہنے بغیر فوراً اسی حال میں چل پڑو۔ قاصد دئے ہوئے پتہ پر جب اس موضع میں۔۔۔ محمد سمعانؒ کے گھر پہنچا تو اس وقت واقعی نہ صرف ایک پیر میں جوتا پہنے ہوئے تھے اور دوسرا ننگا تھا۔ یہ خط دیکھ کر اسی حال میں روانہ ہو گئے اور حضرت ابو محمد چشتیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات کی۔ حضرت ابو محمد چشتیؒ نے اپنی بہن کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔ کچھ دنوں کے بعد ان کے بطن سے ابو یوسف نامی ایک فرزند پیدا ہوئے۔ جن کی پرورش و پرداخت حضرت نے اپنے فرزند کی طرح خود کی اور علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ کر کے درویشی کے مرتبہ تک پہنچایا اور اپنی خلافت اور ارادت سے نوازا۔

کشف و کرامت

قصبہ سنجان خواف کے رہنے والے حضرت استاد مرداںؒ، جو کہ حضرت ابو محمد چشتیؒ کے محبوب مرید اور خلیفہ خاص تھے۔ بیان فرماتے ہیں کہ خلافت و اجازت مرحمت فرما کر حضرت نے مجھ کو اپنے وطن واپس جانے کی ہدایت فرمائی۔ میں جدائی برداشت نہ کر کے رونے لگا۔ اور عرض کیا کہ غلام کو تاب مفارقت نہیں ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا حاشا للہ اللہ سے میں نے التجا کی ہے۔ جس وقت بھی تم کو مجھے دیکھنے کی خواہش ہو گی۔ حجاب جسمانی در مسافت مکانی

دور ہو جائے گی۔ آپ کے فرمانے سے مجھے تشفی اور تسلی ہوئی اور میں چلا گیا اور پھر سنجان سے چشت مجھے صاف نظر آنے لگا۔ اور جب میں چاہتا اپنے پیر دستگیر کو دیکھ لیتا۔

وفات

حضرت ابو محمد چشتیؒ کے تین جید اور مقرب خلیفہ تھے۔ ایک حضرت ناصر الدین خواجہ ابو یوسف چشتیؒ۔ دوسرے حضرت محمد کاکوؒ۔ اور تیسرے حضرت استاد مرداں قدس اللہ اسرارہم۔ آپ کا وصال ۴ ربیع الثانی ۴۱۱ھ میں ہوا

مصنف سیر الاقطاب نے آپ کا سنہ وفات امام برحق بود نکالا ہے۔

○

Marfat.com

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ

شجرہ نسب

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ کو خالق کائنات نے علم اکمل اور عمل افضل سے نوازا تھا۔آپ کا لقب ناصر الدین تھا۔آپ کے والد ماجد محمد سمعانؒ نجیف الطرفین سیدؒ تھے۔آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔حضرت خواجہ ابو یوسف بن خواجہ محمد سمعانؒ بن سید ابراہیم، بن سید محمد، بن سید حسینؒ، بن سید عبداللہ الملقب علی اکبرؒ، بن حضرت امام حسن عسکریؒ، بن حضرت امام علی نقی، بن حضرت امام محمد نقیؒ، بن حضرت امام علی رضاؒ، بن حضرت امام موسیٰ کاظمؒ، بن حضرت امام جعفر صادقؒ، بن حضرت امام محمد باقرؒ، بن حضرت زین العابدین بن حضرت امیر المومنین امام حسین علیہ السلام ابن امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔
صوفیا آپ کو سید الاولیاء، اشرف اکابراں، زبدہ صابراں، جمال طریقت۔کمال حقیقت اور مفردۂ اہل معرفت جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔آپ نے خرقۂ فقر وارادت اپنے ماموں حضرت شیخ ابو محمد چشتی سے پایا۔اور انہیں کے زیر تربیت رہ کر اوج کمال تک پہنچے۔جب آپ چھتیس برس کے تھے۔آپ کے پیر دستگیر اور ماموں کا وصال ہوا۔وصال کے وقت حضرت مخدوم نے آپ کو اپنا قائم مقام اور جانشین بنایا۔آپ سے بہت سے کرامات ایسے ایسے ظہور پذیر ہوئے کہ انسانی فہم سے بالاتر ہیں۔

Marfat.com

سخاوت آپ کی صحبت میں جو بھی بیٹھتا ولی ہو جاتا۔ دولت مند لوگ آپ کی مجلس میں اگر آ جاتے تو ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور ان پر گریہ طاری ہو جاتا۔ آپ فقرا کی صحبت کو پسند فرماتے۔ اور ان کی بہت زیادہ تعظیم فرماتے۔ آپ کا قول تھا کہ فقرا اللہ اور اس کے رسول کے دوست ہیں۔ پھر ان کے ساتھ دوستی کو کون نہیں پسند کرے گا۔ آپ دنیا والوں سے بہت کم ملتے جلتے پھر بھی آپ کے عقیدت مندوں اور مریدوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ اگر معتقدین میں سے کوئی آپ کے پاس نذر پیش کرتا تو آپ اسے فوراً فقرا اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے۔ اگر خادم کی غلطی سے کبھی کوئی چیز رہ جاتی تو آپ کے حضور قلبی میں خلل پڑ جاتا اور آپ سمجھ جاتے کہ خدام سے کوئی چیز تقسیم کرنے سے چھوٹ گئی ہے۔ فوراً دریافت فرماتے اور چھوٹی ہوئی چیز کو فقرا میں تقسیم کر دیتے۔

بیس سال کی عمر میں آپ ایک مرتبہ کسی امیر کے محل کی طرف سے گذرے۔ امیر زادی سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ امیر کا نوکر باہر کھڑا ہوا تھا۔ آپ نے اسے بلا کر کہا کہ امیر کو میرا پیغام پہنچا دو کہ وہ اپنی لڑکی میری زوجیت میں دے دے۔ نوکر نے امیر کو پیغام پہنچایا۔ امیر نے جواب دیا کہ میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو گی۔ لیکن میں پہلے آدمی بھیجوں گا۔ اس کے سامنے خواجہ کو خطبہ دینا ہو گا۔ حضرت خواجہ حقیقت حال کو سمجھ گئے آپ نے نوکر سے کہا کہ میں نے یہ بات امیر سے امتحاناً کہی تھی۔ ورنہ میں کچھ ایسا خواہشمند نہیں تھا۔ یہ کہہ کر اپنے کاشانہ کی طرف چلے گئے۔ جیسے ہی آپ وہاں سے روانہ ہوئے اس امیر زادی کے پیٹ میں شدید درد شروع ہوا۔ اطبا اس کے علاج سے عاجز آ گئے لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئی۔

خواجہ ابو یوسف چشتیؒ کا نکاح اپنے پیر و مربی کے وصال کے بعد حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ ایک مرتبہ ہرات تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت کمک نامی ایک گاؤں سے آپ کا گزر ہوا۔ وہاں ایک درویش تھے۔ رات کے وقت آپ ان کے کاشانہ میں قیام پذیر ہوئے۔ ان بزرگ سیرت درویش کی ایک پاکباز اور پارسا لڑکی تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان سے ان کی گود میں اتر آیا ہے اور کتاب ہے کہ میں تجھے

اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہوں۔ اور میں نے قبول بھی کر لیا ہے۔ صبح کے وقت جب وہ درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں آئے تو حضرت نے اس لڑکی کا خواب ان سے بیان فرماتے ہوئے تعبیر بتائی کہ ماہ چہاردہم سے مراد میں خود ہوں۔ اللہ کے حکم کے بموجب آپ فوراً اپنی لڑکی میری زوجیت میں دے دیں۔ درویش تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ میری کیا مجال جو آپ جیسے بزرگ اعلیٰ مرتبت شخص سے رشتہ قائم کرنے کا خیال دل میں لاؤں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپ کی لڑکی میری زوجیت میں آئے اور ان سے قطب زمانہ فرزند پیدا ہوں۔ وہ درویش اٹھ کر اپنی لڑکی کے پاس آئے۔ لڑکی نے بغیر پوچھے سارا خواب کہہ سنایا جو لفظ بہ لفظ حضرت خواجہ کے بیان کے مطابق تھا۔ اب ان درویش کا شبہ دور رہا۔ اور انہوں نے اپنی لڑکی کو خوشخبری سنائی کہ جس چاند کو تم نے خواب میں دیکھا تھا۔ وہ تمہارے گھر پہنچ گیا ہے۔ پھر حضرت خواجہ کی خدمت میں آئے اور اپنی لڑکی کا عقد ان سے پڑھا دیا۔ چند دنوں کے بعد حضرت خواجہ اپنی زوجہ محترمہ کو ساتھ لے کر واپس وطن پہنچے۔ ان ہی دلیہ کے بطن سے حضرت خواجہ مودود چشتی اور شیخ تاج الدین ابوالفتح پیدا ہوئے۔

ٹھنڈے پانی کا چشمہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ ایک دن گرمی کے زمانے میں اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھیوں نے درخواست کی کہ اگر آپ کی دعا کی برکت سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ اس جگہ پیدا ہو جائے تو بے شمار مخلوق خدا،، گرمی کی شدت سے نجات پائے۔ حضرت خواجہ نے بے تامل اپنا عصا ایک پتھر پر مارا اور وہاں سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ ابلنے لگا۔ تمام ساتھیوں نے آسودہ ہو کر پانی پیا، وضو کیا اور نماز شکرانہ ادا کی۔ وہ چشمہ آج تک جاری ہے۔ گرمی کے موسم میں اس کا پانی غائت درجہ ٹھنڈا اور خوش ذائقہ ہو جاتا ہے اور سردی کے موسم میں معتدل رہتا ہے۔ بخار کا مریض اس کو پی لے تو شفا پاتا ہے اور کوئی حاجت مند اس جگہ جا کر کوئی دعا مانگے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

پتھر کی اطاعت حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی کے حجرے کے دروازہ پر ایک بڑا سا پتھر

Marfat.com

تھا جس پر بیٹھ کر اکثر حضرت خواجہؒ عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اس پر بیٹھے ہوئے تھے پھر وہیں سے ایک گاؤں کی طرف کسی ضرورت سے روانہ ہوئے۔ وہ پتھر بھی ان کے پیچھے پیچھے رواں ہوا۔ لوگ تماشائی کی حیثیت سے اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ لوگوں کا شوروغوغا سن کر حضرت خواجہ مڑے تو دیکھا کہ پتھر بھی چلا آرہا ہے۔ انہوں نے فوراً اس کی طرف دیکھ کر فرمایا قف مکانک۔ بس یہ فرمانا تھا کہ پتھر وہیں پر رک گیا اور آج تک اسی جگہ قائم ہے۔ اس واقعہ کے بعد اکثر لوگ جمعہ کی رات کو حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ اس پتھر پر بیٹھا دیکھتے اور اس جگہ سے ایسی روشنی پھیلتی کہ تمام قریہ روشن ہو جاتا۔ چنانچہ آج تک وہ مقام زیارت گاہ عوام ہے۔

خرقہ فقر وارادت حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ جب مرید ہونے کے ارادے سے حضرت شیخ ابو محمد چشتیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے غائت لطف وکرم سے ان کو ناصر الدین کا خطاب دے کر فرمایا کہ ناصر الدین! سارا علم خدا کو ہے۔ سوائے اس کے جو وہ اپنے بندوں کو تعلیم فرماتا ہے۔ بیشک وہی علیم وخبیر ہے۔ پھر حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ نے ان سے مسواک کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت شیخ ابو محمدؒ نے اس کے سات سو جوابات ایسے دئے کہ حضرت خواجہ کا دل تمام شک وشبہ اور وسوسوں سے پاک وصاف ہو گیا۔ پھر مرید کر لینے کے بعد حضرت شیخ ابو محمد چشتیؒ نے فرمایا کہ اے ناصر الدین! سات مرتبہ میرا نام لے کر آسمان کی طرف دیکھو حضرت خواجہ نے حکم کے مطابق کیا۔ اسی لحظہ عرش تک سارے حجابات دور ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ دوبارہ سات مرتبہ میرا نام لے کر زمین کی طرف دیکھو۔ حضرت خواجہ نے تعمیل حکم کی اور اسی وقت تحت الثریٰ تک سب روشن ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے جو اسم اعظم آپ کو سکھلایا تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ کو سکھلایا۔ اس کے سیکھتے ہی تمام علم لدنی اور اسرار ربانی ان پر ظاہر ہو گئے۔ پھر اپنا خرقہ پہنا کر خلافت اور اجازت سے نوازا اور اپنی جگہ پر بٹھایا

پند ونصائح پھر فرمایا کہ اے ناصر الدین! اللہ تعالےٰ نے تم کو اپنی نعمتوں سے نوازا ہے تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ فقر وفاقہ اختیار کرو اور فقیروں کی صحبت میں بیٹھو

تمام فقرا کے سردار حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہمارے پیران دستگیر فقر ہی کے زمرے میں تھے۔ اور ہم پر ان کی پیروی فرض ہے۔ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ نے آپ کی نصیحت کو دل و جان سے قبول کیا اور چار سال تک گوشہ نشین ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ آپ تین چار فاقہ کے بعد صرف تین لقمہ طعام تناول فرماتے، پیوند لگا ہوا کپڑا پہنتے اور اکثر سماع سنتے۔

مجلس سماع میں دنیاداروں کی شرکت سے ممانعت

مجلس سماع میں سوائے فقرا، علماء، صلحا اور مشائخ کے کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ سماع کے وقت اگر کوئی دنیا والوں میں سے آجاتا تو سماع روک دیتے اور جب وہ چلا جاتا تو کچھ درویشوں کو باہر ہٹا کر سماع شروع کرتے۔ اور اگر دنیا والوں میں سے کوئی اصرار کر کے شریک ہی ہو جاتا اور آخر وقت تک رہتا تو وہ مجذوب ہو جاتا اور ترک دنیا کرتا۔ اگر کوئی فاسق شریک ہوتا تو اپنے فسق و فجور سے تائب ہو کر مشائخ میں سے ہو جاتا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میری مجلس میں اگر کوئی فاجر آئے گا تو وہ صاحب نعمت ہو کر واپس ہوگا۔

خواجہ ابوبکر شبلیؒ کی خواجہ ابو یوسف چشتیؒ سے عقیدت

حالت سماع میں حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ کے پیشانی مبارک سے ایک ایسا نور ظاہر ہوتا جو آسمان تک منور کر دیتا۔ اور کسی شخص نے آپ کے سماع پر اعتراض نہیں کیا۔ حضرت خواجہ ابوبکر شبلی قدس اللہ سرہٗ العزیز آپ سے ملنے اکثر تشریف لاتے اور جب آپ کے چہرہ پر نور دیکھ لیتے تب سماع فرماتے اور وجد میں آتے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اے شیخ! آپ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی کی صورت دیکھ کر کیوں سماع فرماتے ہیں۔ آخر کار راز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، "لوگو! تم کیا جانو کہ خواجہ ناصر الدین کے دیدار سے مجھے کیا حاصل ہوتا ہے اگر تم لوگ وہ چیز دیکھ لو تو صبر و قرار کھو کر دیوانے ہو جاؤ۔ خواجہ ناصر الدین کے دیدار سے شبلی اپنے مطلوب حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالٰے نے ان کو اپنے اتنے الطاف و اکرام سے نوازا ہے جو حد بیاں میں نہیں آسکتے"۔

سماع کی برکت

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی سے پوچھا کہ اے حضرت اگر سماع اسرار الٰہی ہے تو حضرت جنید بغدادیؒ جو سید الطائفہ اور قطب وقت ہیں کیوں اس سے تائب ہو گئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ شیخ ابو بکر شبلیؒ جو کہ ان کے خلیفہ اور حجت ہیں وہ تو برابر میری مجلس میں شریک ہو کر سماع سنتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ نے چونکہ احوال اخوان سماع میں دشواری محسوس کی۔ اس لئے توبہ کر لی۔ اور جس کو اخوان سماع میسّر نہ ہوں بلاشبہ اس کو سماع سے توبہ کر لینا ہی مناسب ہے۔ قسم ہے اللہ کی اگر حضرت جنیدؒ میری مجلس میں شریک ہوتے تو ہرگز توبہ نہ کرتے۔ اے عزیز! سماع سے جو چیز حاصل ہوتی ہے۔ وہ سو برس کی عبادت سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔

شہتیر میں اضافہ

ایک مرتبہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ کسی طرف تشریف لے جا رہے تھے دیکھا کہ لوگ مسجد بنا رہے ہیں۔ اور ایک شہتیر مسجد کے اوپر لے جا رہے ہیں، حضرت خواجہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ جب اس شہتیر کو لوگ اوپر لے گئے تو دیکھا کہ چار انگل کم ہو گئی ہے لوگوں نے بہت غور و فکر کیا لیکن کوئی صورت سمجھ میں نہیں آئی۔ حضرت خواجہ یہ دیکھ کر گھوڑے سے اترے۔ اور مسجد کے اوپر گئے۔ شہتیر کا ایک کنارہ خود پکڑ کر لوگوں کو کہا کہ دوسرا کنارہ پکڑ کر دیوار پر رکھیں۔ اور پھر بسم اللہ کہہ کر حضرت خواجہ نے شہتیر کو مسجد کی دیوار پر رکھ دیا اور وہ چار انگل بڑھ گیا۔ وہ مسجد آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

قرآن مجید کا حفظ

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ کو ابتدا میں کلام پاک حفظ نہیں ہوتا تھا اس سے وہ بہت زیادہ فکر مند رہتے تھے۔ ایک رات انہوں نے اپنے پیر و مربی کو خواب میں دیکھا کہ وہ حال دریافت فرما رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! کلام پاک یاد نہیں ہوتا اس سے بہت زیادہ پریشان ہوں۔ حضرت پیر روشن ضمیر نے فرمایا کہ سو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھو اس کی برکت سے تم کو حفظ ہو جائے گا۔ آپ نے اٹھ کر ایسا ہی کیا اور پورا کلام پاک یاد ہو گیا چنانچہ وہ دن اور رات میں پانچ مرتبہ ختم قرآن فرماتے تھے۔

احتساب نفس

ایک رات حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ نے اپنے نفس سے کہا کہ اگر آج کی رات تو میرے ساتھ موافقت کرے تو میں دو رکعت نماز میں ختم قرآن کروں لیکن نفس نے اس رات اس وجہ سے موافقت نہ کی کہ سیر ہو کر پانی پی لیا تھا۔ وہ دو رکعت ادا نہ ہو سکی۔ آپ نے اس کی سزا میں بیس سال تک اپنے نفس کو جی بھر کر پانی نہیں پینے دیا۔

برائے اعتکاف مکان کی تعمیر

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ پچاس سال تک خواجہ حاجی مکیؒ اور خواجہ ابو اسحاق شامیؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے رہے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ اعتکاف کے لئے اس جگہ ایک زیر زمین مکان بنا لیا جائے۔ لیکن زمین کی سختی کے باعث کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ آپ نے غیبی اشارہ پا کر کدال خود اٹھا لیا اور چاشت سے نماز ظہر تک پورا کام مکمل کر دیا جو کہ آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ بارہ برس تک آپ اس مقام پر قیام پذیر رہے۔ اور آپ کی مقبولیت اور شہرت اتنی زیادہ بڑھی۔ کہ اکثر آپ وضو کرتے گم ہو جاتے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وضو مکمل کرتے۔ اسی دوران حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی وضع قطع روش اور حالات سے بہت زیادہ محفوظ ہوئے اور تحسین فرماتے ہوئے کہا کہ ہمیشہ چشتیوں کی یہی وضع اور روش رہی ہے۔

رجال غیب کی صحبت

حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ جس وقت اپنے حجرے میں اقامت گزیں ہوتے اس وقت وہ کیف و مستی کے عالم میں ہوتے تو وہ گاؤں میں نکلتے نہ کسی آدمی سے ملتے جلتے۔ اس زمانے میں رجال غیب سے ان کی صحبت رہتی۔ اور جن و پری کا ہجوم رہتا۔ کیونکہ بے شمار پریاں اور جن ان کے مرید تھے۔ اور وہ سب خدمت میں حاضر رہتے۔ ان میں دو نفر سانپ کی شکل میں حجرے کے دروازے پر پاسبانی کے لئے متعین رہتے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ کی رحلت کے بعد بھی وہ دو سانپ دروازے کے باہر متعین رہتے اور جو شخص حسن اعتقاد کے ساتھ اس جگہ زیارت کے لئے آتا اسے آنے دیتے۔ اور جس کی نیت اچھی نہ ہوتی اس پر حملہ کر دیتے اور حجرے میں گھسنے نہیں دیتے۔ کچھ مدت تک وہ سب

Marfat.com

اسی طرح رہے پھر غائب ہو گئے۔

وفات آپ کا وصال ۳ رجب المرجب ۴۵۹ھ میں ہوا۔ سیر الاقطاب کے مصنف نے تاریخ وفات عارف کامل بودہ نکالی ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہٗ

(۲)

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ اپنے وقت کے یگانہ روزگار، صاحب اسرار، معدنِ انوار اور قدوۃ الاقطاب تھے، آپ کا لقب قطب الدین تھا۔ آپ اپنے معاصرین مشائخ میں بہت زیادہ مقبول اور اور محترم تھے۔ سب ان کے حلقہ بگوش اور اوائل عمر ہی سے ان کی تعظیم و تکریم میں کوشاں تھے۔ آپکی خدمت میں حاضر ہو کر لوگ مستفیض ہوتے تھے آپ کا قول و فعل شریعت کے مطابق ہوتا تھا آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے۔ صوفیا آپ کو شرف الاسلام والمسلمین، شمع صوفیاں اور چراغ چشتیاں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کو خرقہ فقر و ارادت اپنے والد بزرگوار سید الاولیا ناصر الدین حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ سے حاصل ہوا تھا۔ جیسا کہ آپ کے والد ماجد کے نسب نامہ سے ظاہر ہے آپ صحیح النسب سادات میں سے تھے۔

روشن ضمیری حضرت خواجہ مودود چشتیؒ نے ستانوے ۹۷ سال کی عمر پائی تھی۔ اور سات ہی برس کے سن میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ آپ فقرا اور مساکین کے ساتھ رہنا زیادہ پسند فرماتے اور نیا کپڑا کبھی نہیں پہنتے، آپ کو کشف قلوب، کشف قبور اور کشف ارواح حاصل تھا۔ آپ کے سامنے جو بھی آتا اکثر اس کے دل کی بات بیان فرما دیتے۔ کسی قبر سے گزرتے تو اس کی

Marfat.com

حالت بتا دیتے تھے۔ علم کی دولت اللہ تعالٰی نے ایسی عطا فرمائی تھی کہ پندرہ سال کی عمر میں منہاج العارفین جیسی نادر روزگار کتاب اپنے خواجگان کی روش سے متعلق تصنیف فرمائی۔ چوبیس سال کی عمر میں جب آپ کے والد ماجد اور پیر روشن ضمیر کا وصال ہوا آپ ان کی جگہ سجادہ نشین ہوئے۔ یہ سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی کا عہد تھا۔

خرقہ فقر و خلافت

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ مرید ہونے کے بعد تیس سال تک خلوت نشین ہو کر عبادت و ریاضت شاقہ میں مشغول رہے۔ پانچ چھ روز پر افطار کرتے اور تیس برس تک رات کو خواب استراحت نہیں فرمایا۔ جب آپ کے والد ماجد نے آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز کر کے کمبل پہنایا تو فرمایا کہ اے مودودؒ! یہ کمبل حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ اس کو وہی پہنے جو صاحب ریاضت ہو۔ اور چونکہ تم میں نیک بختی اور سعادت کے اثرات نمایاں ہیں۔ اس لئے تمہیں دے رہا ہوں۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام کا سکھلایا ہوا اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا ان کو سکھلایا۔ اسم اعظم کے سکھلاتے ہی ان پر علم لدنی ظاہر ہو گیا یہاں تک کہ جو بھی آپ سے مرید ہوتا عرش سے تحت الثریٰ تک اس پر ظاہر ہو جاتا۔ اور جو آپ کی صحبت میں بیٹھتا پاک خصائل ہو جاتا۔ آپ کے تقریبًا دو ہزار خلیفہ تھے اور مریدوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ جو بھی آپ کی خانقاہ میں تین روز قیام کرتا اپنی مراد کو پہنچتا۔ آپ کے فرزندوں اور مریدوں میں سے جس کسی پر مشکل آپڑتی وہ آپ کو یاد کرتا اور اللہ اس کی مشکل آسان کر دیتا۔ بلکہ اب تک آپ کے خاندان میں یہ طریقہ رائج ہے۔

بچپن میں کرامت کا ظہور

بچپن کے زمانے میں ایک دن حضرت خواجہ مودود چشتیؒ اپنے مکتب خانہ جا رہے تھے۔ موسم بہار تھا اور بے شمار لوگ سیلاب کا تماشہ دیکھنے کے لیے جا رہے تھے۔ پانی سنگریزوں اور چٹانوں سے ٹکراتا شور کرتا ہوا بہہ رہا تھا۔ اور ہزاروں لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ پانی کا بہاؤ انتہا تیز اور سخت تھا۔ کہ کسی کی ہمت اس سے گزرنے کی نہیں ہو رہی تھی۔ لوگ ایک دوسرے کو للکار رہے تھے۔ کہ ہے کوئی جو اس کو پار کر جائے۔ جیسا کہ بچوں

Marfat.com

کی عادت ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ نے ان سے فرمایا کہ میں اس کو عبور کر سکتا ہوں۔ لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا اے خواجہ! اگر آپ اس کو عبور کر لیں تو ہم سب آپ کے مرید ہو جائیں گے۔ آپ کو جوش آ گیا۔ آپ نے جوتا بھی نہیں اتارا اور پلک مارنے میں صحیح سلامت ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر واپس چلے آئے اور لطف یہ کہ آپ کا جوتا بھی نہیں بھیگا۔ وہاں پر جتنے لوگ تھے یہ کرامت دیکھ کر سب آپ کے مرید ہو گئے۔

خواجہ مودود چشتیؒ کو کرامت پوشیدہ رکھنے کی ہدایت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ اپنے مکتب خانہ میں پڑھ رہے تھے۔ خشک سالی کے باعث اس زمانے میں عام طور پر لوگ تنگ دست تھے۔ مکتب کے ساتھیوں نے آپ سے کہا کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ ہم لوگوں کو کچھ کھانے کو ملے۔ آپ اپنا ہاتھ آستین میں لے گئے۔ اور باہر نکال کر کچھ پھینکا تو اتنی مٹھائیاں بکھر گئیں۔ کہ لوگ اس کو چنتے چنتے تھک گئے۔ یہ خبر باہر پھیلی تو لوگوں کا ہجوم ہونے لگا اور شور و غوغا سے ہنگامے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ آپ نے یہ دیکھ کر ہاتھ باہر نکال لیا اور سب مٹھائیاں ختم ہو گئیں۔ تمام حاضرین فوراً آپ کے مرید اور معتقد ہو گئے۔ یہ خبر جب آپ کے والد بزرگوار کو پہنچی تو آپ نے ان کو بلا کر سختی سے منع کیا۔ اور بہت ناراض ہوئے فرمایا کہ ہمارے خواجگان نے کرامت کو ہمیشہ چھپایا ہے۔ اور پوشیدہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ پھر تم کیوں ظاہر کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی روش کے خلاف تم چل پڑو اور پھر کل قیامت کے دن تمہیں شرمندہ ہونا پڑے۔ یوں آپ برابر فرمایا کرتے تھے کہ یہ لڑکا ایک دن قطب الاقطاب ہو گا اور یہی ہوا بھی۔

رجال غیب اور اجنہ کی حاضری

ایام طفلی میں ایک دن آپ شکار پارٹی کے ساتھ کسی سرائے کی طرف گئے۔ سرائے کے قریب پہنچے تو آپ چپ چاپ اس کے اندر چلے گئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور دوسرے لوگ جو آپ کے ساتھ تھے شکار کرنے میں مشغول رہے۔ اس جگہ پر بارہ ہزار جن مقیم تھے۔ جو حضرت شیخ ابو احمد چشتی کے مرید

Marfat.com

تھے۔ وہ لوگ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے۔ ان کے ہمراہی شکاری سب شکار سے فارغ ہو کر ایک جگہ جمع ہوئے تو حضرت خواجہ کو غائب پایا۔ تلاش کرتے ہوئے سرائے تک پہنچے تو دیکھا کہ حضرت خواجہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے چاروں طرف سبز لباس میں ملبوس رجال غیب اور جن بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچھ زمین پر سر رکھے ہوئے ہیں اور کچھ آمدورفت کر رہے ہیں شکاریوں نے وہاں پہنچ کر جو کچھ شکار کیا تھا سامنے پیش کیا۔ ان جانوروں میں کچھ دودھ دینے والے جانور زندہ بھی تھے۔ آپ نے ان کو دوہنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے تعمیل حکم کیا اور کافی دودھ فراہم کر لیا۔ حالانکہ ان میں سے دودھ دینے کے لائق اس وقت کوئی نہ تھا۔ اس کرامت کی شہرت اتنی زیادہ ہوئی کہ لوگ جوق در جوق ہر طرف سے آکر مرید ہونے لگے۔ اور شکار میں جو لوگ ساتھ تھے وہ لوگ تو فوراً حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

انکساری

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ میں خلق و تواضع حد سے زیادہ تھا۔ جو ضرورت مند آپ کی خدمت میں آتا اس کو ہر قیمت پر راضی اور خوش کر کے واپس کرتے۔ چھوٹے بڑے ہر ایک سے سلام کرنے میں سبقت فرماتے اور اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ اپنے غلام اور لونڈی سے بھی یہی برتاؤ کرتے۔ ایک دن لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ اے حضرت بڑے چھوٹے ہر ایک کو پہلے ہی سلام کر دیتے ہیں اور تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، آخر یہ کس طرح مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا دوستو! ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جب اللہ تعالےٰ کے قریب پہنچے تو خدائے عزوجل نے انہیں پہلے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فرمایا تھا۔ خود ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کسی کو دیکھتے اس کو پہلے سلام کرتے چنانچہ یہ آپ کا خاص معجزہ ہے۔ کہ سلام کرنے میں کوئی شخص بھی آپ سے سبقت نہ لے گیا۔ پھر میں کیوں نہ ایسا کروں۔ جس کو خدا اور اس کے رسول نے پسند فرمایا ہو وہ تو میرے لئے فرض عین ہو جاتا ہے۔

زیارت کعبہ

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کو جب خانہ کعبہ کے طواف کی خواہش ہوتی تو وہ

Marfat.com

چشم زدن میں وہاں پہنچ جاتے اور حج ادا کر کے واپس ہو جاتے۔ اگر کبھی آپ بیمار اور مضمحل ہوتے تو رب العزت فرشتوں کو حکم دیتا کہ خانہ کعبہ کو ان کے سامنے کر دو اور پھر وہ طواف اور نماز سے فارغ ہو جاتے۔

حالت سماع میں خواجہ مودود چشتیؒ کی کیفیت

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کو سماع کا بہت زیادہ شوق تھا۔ اور وہ اکثر مجلس سماع ترتیب دیتے جس میں علماء اور مشائخ بہت بڑی تعداد میں شریک ہوتے۔ اور چھوٹے بڑے سب کے لیے انواع واقسام کے نفیس اور لذیذ کھانے مہیا کئے جاتے۔ مجلس سماع کا آغاز اور اختتام تلاوت کلام پاک سے ہوتا۔ حضرت خواجہؒ سماع کے دوران کبھی اتنا روتے کہ سب پر گریہ طاری ہو جاتا۔ کبھی متبسم ہوتے تو روئے انور سرخ ہو جاتا۔ کبھی مستی کے عالم میں منہ سے کف جاری ہو جاتا اور اکثر لوگوں کے درمیان سے غائب ہو جاتے اور دیر کے بعد نمودار ہوتے۔ حاضرین میں سے ایک مرتبہ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت! حالت سماع میں لوگوں کے درمیان سے آپ کے غائب ہو جانے میں کیا راز پوشیدہ ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ عزیز من! صاحب سماع محبوب کا نورانی لباس زیب تن کر لیتا ہے۔ اور سب سے بیگانہ ہو کر اس کے ساتھ یگانہ ہو جاتا ہے اور محبوب حقیقی اپنی محبت کی کشش سے اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور اپنا لباس پہنا کر اسے اپنے ہی جیسا بنا لیتا ہے۔ پھر وہ عام لوگوں کو کس طرح نظر آئے گا۔ جن کی آنکھیں نور معرفت سے روشن ہیں وہی اس مقام کو پا سکتے ہیں۔ سماع کے بارے میں میں تفصیل سے بیان بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اگر شمہ بھی اس کا بیان کر دوں تو لوگ مجھے دار پر کھینچ دیں گے۔ اور جب ہمارے پیروں نے سماع کے راز کو پوشیدہ رکھا ہے۔ تو پھر میں ایسا کم حوصلہ نہیں ہوں کہ اس کے راز کو پوشیدہ نہیں رکھوں اور فاش کر دوں۔

شیخ الاسلام اور خواجہ مودود چشتیؒ

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کے والد بزرگوار کا جب وصال ہوا اور آپ ان کی جگہ پر سجادہ نشین ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر صرف چوبیس سال تھی۔ یہ خبر شیخ الاسلام حضرت شیخ احمد جام زندہ فیلؒ کو

پہنچی تو آپ نے فرمایا خواجہ مودودؒ بڑے خاندان سے ہیں اور کمسن ہیں مجھ کو وہاں جانا چاہیئے۔ تا کہ میں ان کی تربیت کر کے اپنے ہاتھ سے ان کو سجادہ پر بٹھاؤں اور اگر ایسا نہ کر سکا تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ سرزد ہو جائے جو اس عالی مرتبت خاندان کی خفت اور اہانت کا باعث ہو۔ چنانچہ اس بنا پر حضرت شیخ الاسلام جام سے چشت روانہ ہوئے۔ جب وہ ہرات تک پہنچے۔ تو منافقین اور فتنہ پردازان مشورہ کر کے حضرت خواجہ کی خدمت میں آئے۔ اور کہا کہ حضرت شیخ احمد جام زندہ پیلؒ آپ کے والد بزرگوار کی رحلت کی خبر پاکر اور آپ کو کمسن سمجھ کر آپ کی ولایت پر قبضہ کرنے کے لیئے آرہے ہیں۔ حضرت خواجہ یہ سن کر تھوڑی دیر مراقبہ میں رہے پھر فرمایا کہ تم لوگ بالکل غلط اور بے بنیاد بات کہہ رہے ہو۔ حضرت شیخ احمد جامؒ خلوص و محبت کی بنا پر ہم لوگوں کی تقویت کے لیئے آرہے ہیں۔ اسی درمیان میں جب لوگوں نے خبر دی کہ حضرت شیخ الاسلام نزدیک پہنچ گئے ہیں۔ تو حضرت خواجہ ان کے استقبال کی تیاری فرمانے لگے۔ پھر منافقوں نے بھڑکایا کہ حضرت کا جانا مناسب نہیں ہے اور اگر آپ استقبال کے لیئے جانا ضروری ہی سمجھتے ہیں تو پھر کافی آدمی اور سازو سامان کے ساتھ تشریف لے جائیں۔

شیخ الاسلام کا استقبال

حضرت خواجہ نے پھر ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیا اور چار ہزار مریدین اور صوفیا کے ساتھ جو اس وقت خدمت اقدس میں موجود تھے استقبال کے لیئے آگے بڑھے حضرت شیخ الاسلام کے ساتھیوں نے جب اتنا بڑا مجمع آتے دیکھا تو ان کو خبر دی۔ حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں ہے۔ خواجہ مودود چشتیؒ میرے استقبال کے لیئے آرہے ہیں۔ اور یہ مجمع ان کے مریدوں اور صوفیا کا ہے۔ بہر حال ماران اور سافلان کے درمیان دریائے لونک پر یہ دونوں بزرگ یکجا ہوئے۔ دریا کے ایک طرف حضرت شیخ احمد جام زندہ پیل شیر پر سوار کھڑے تھے۔ اور دوسری طرف حضرت خواجہ چشتؒ سے دیوار پر سوار ہو کر بہت بڑے مجمع کے ساتھ آئے تھے۔ آخر کار دریا کے ایک کنارے سے حضرت شیخ الاسلام نے آواز دی کہ دوستو دریا عبور کر کے تم لوگ آتے ہو یا ہم لوگ آئیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا

Marfat.com

کہ آپ اتنی دور سے میری خاطر سے تشریف لا رہے ہیں۔ اب مناسب یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں پہلے میں ہی پہنچوں یہ فرمایا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دیوار سے کود پڑے اور بجلی کی طرح دریا کے اس پار پہنچ کر بغل گیر ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلام نے یہ دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرا خیال غلط تھا خواجہ مودود کاملان روزگار میں سے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے میں ان کے دیدار سے شرف یاب ہوا پھر ایک ساتھ دونوں بیٹھ کر گفتگو فرماتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور ہمارے خواجگان کی زیارت بھی کر لیں حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد تم سے ملنا تھا۔ اور وہ مجھے بوجہ احسن میسر ہوا اور تمہارے خواجگان کی زیارت بھی مجھے اسی جگہ سے حاصل ہو رہی ہے۔ کیونکہ اولیائے کرام کی ارواح کا تصرف اور ان کی ولایت کا اثر ہر جگہ ہے۔ میں جس جگہ سے چاہوں ان لوگوں کی زیارت کر سکتا ہوں۔ پھر حضرت شیخ الاسلام نے چشت کی طرف رخ کر کے فاتحہ پڑھی اور واپس ہو گئے راستہ میں اپنے معتقد خواجہ علی حکیم کے گھر پر قیام فرمایا۔ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ بھی کچھ دور آگے تک چھوڑنے کے خیال سے ساتھ تھے۔ اور وہ دونوں بزرگان صاحب اسرار تین روز تک اس جگہ ٹھہر کر سماع میں مشغول رہے۔ کچھ دیر پہلے حضرت شیخ الاسلامؒ کے خادم نے آکر پوچھا کہ پڑاؤ کہاں ڈالا جائے حضرت شیخ نے فرمایا ٹھہر جاؤ ابھی قسم درپیش ہے۔ جب رات ہوئی تو پھر یہ دونوں بزرگوار سماع میں مشغول ہو گئے۔

شیخ الاسلام کے قتل کا منصوبہ

منافقوں نے اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے حضرت خواجہؒ کے منع کرنے کے باوجود حضرت شیخ الاسلامؒ کے قتل کا منصوبہ بنایا اور مسلح ہو کر مجلس میں گھس آئے کہ تیغ و خنجر سے حضرت شیخ کا کام تمام کر دیں۔ لیکن جیسے ہی ان منافقوں کی نظر ان بزرگوں پر پڑی وہ لوگ کانپنے لگے۔ حضرت خواجہؒ نے ان بزرگوں کی طرف غور سے دیکھا تو وہ لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور جب تک وہ دونوں بزرگان سماع میں مشغول رہے منافقین بے ہوش اسی جگہ پڑے رہے۔ مجلس سماع کے ختم ہونے کے بعد

Marfat.com

حضرت شیخ الاسلام نے ان لوگوں کو دیکھا تو حضرت خواجہ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟
حضرت خواجہؒ نے تمام ماجرا شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔

منافقین کی پشیمانی

حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا کہ با مودود! ان لوگوں نے جو کچھ کیا اس کی سزا خود پالی۔ اب ان لوگوں کا قصور معاف کر دینا چاہیئے۔ حضرت خواجہؒ نے جواب دیا کہ ان بدبختوں نے آپ کا قصور . . . کیا ہے۔ جب تک آپ ان لوگوں کو معاف نہ کریں گے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ نے فرمایا کہ میں نے ان لوگوں کا قصور معاف کیا تم بھی معاف کر دو۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ جب آپ نے انہیں معاف کر دیا تو میں بھی معاف کرتا ہوں یہ جملہ کہتے ہی وہ سب اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ اور دونوں بزرگوں کے قدموں پر گر کر پشیمان ہوئے اور اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ پھر حضرت شیخ الاسلام فاتحہ پڑھ کر اپنے ولائت جام کی طرف واپس ہو گئے۔ اور حضرت خواجہؒ چشت کی طرف روانہ ہوئے۔ رخصت ہونے کے وقت حضرت شیخ الاسلام نے حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کو تحصیل علم کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ بغیر علم کے درویشی بے معنی چیز ہے علم معرفت میں جتنا بھی کمال حاصل کر لیا جائے لیکن علم ظاہری کے بغیر کام نہیں چلتا۔ علم ظاہری اور باطنی دونوں کا حصول ضروری ہے۔ تاکہ ظاہر اور باطن یکساں ہو جائے۔ حضرت خواجہؒ نے اس نصیحت کا بہت زیادہ خیال رکھا اور چشت پہنچنے کے بعد اسی سال بلخ کا ارادہ کیا۔

علمائے بلخ سے مباحثہ

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ جب بلخ کے نزدیک پہنچے تو وہاں کے عوام جن میں امرا، مشائخ اور اکابرین وغیرہ بھی شامل تھے۔ ان کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے اور بہت عزت و احترام سے انہیں شہر میں لائے اور ان کی خدمت گزاری میں مشغول ہو گئے۔ لیکن شہر کے علما کو حسب عادت جلن پیدا ہوئی۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ نواح چشت سے ایک شخص اپنے ہزاروں بدعتی مریدوں کو لے کر یہاں آگیا ہے۔ خود تو سماع و سرود سنتا ہی ہے اب اس شہر کے لوگوں کو بھی ورغلانا چاہتا ہے۔ ہم لوگوں کو اس کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔ ضروری ہے کہ اس کا امتحان لیا جائے۔ اگر اسے علم لدنی حاصل ہے اور اپنی کرامت

Marfat.com

کی نشانیاں ہم لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ تو خیر ورنہ اسے الزام لگا کر شہر بدر کر دیا جائے۔ اس منصوبہ کے ساتھ جمعہ کے روز تقریباً چار سو علما اور مفتیان بلخ کی جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرت خواجہ بھی نماز جمعہ ادا کرنے کے لیئے آئے ہوئے تھے۔ نماز جمعہ سے فراغت کے بعد مخالفین کی جماعت حضرت خواجہؒ کے گرد جمع ہو گئی۔ اور مختلف علوم وفنون سے مشکل سوالات کی بوچھار کر دی۔ حضرت خواجہؒ نے ان کے ہر سوال کا کئی کئی طرح سے تشفی بخش اور مسکت جواب دیا یہاں تک کہ وہ سب عاجز آ گئے اور سخت شرمندہ ہوئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ کسی طرح حضرت خواجہؒ علم میں بند نہیں ہو رہے ہیں تو پھر سماع کے اوپر اعتراض اٹھایا۔ اور کہا کہ سماع شریعت میں حرام ہے۔ اور آپ اتنے علم وفراست کے باوجود حرام چیز کو اپنے لیے حلال بنائے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جب ہمارے پیران سلاسل نے، جو علوم ظاہری وباطنی میں کمال رکھتے تھے۔ اور کبھی کوئی فعل خلاف شرع نہیں کرتے تھے، سماع کو بدعت نہیں سمجھا بلکہ اس کے پابند رہے۔ خاص کر حضرت ابراہیم بن ادھم قدس اللہ سرہٗ جو کہ تم لوگوں کے بھی شیخ اور مقتدا تھے اور تم لوگ ان کی ذات بابرکات پر ہمیشہ فخر کرتے ہو سماع سنتے رہے اور کبھی منع نہیں کیا۔ پھر ہم جو کہ ان کے مرید اور عقیدت مند ہیں اور ان کی پیروی کو فرض عین سمجھتے ہیں کس طرح سماع سے باز آ جائیں۔

کرامات ان لوگوں نے کہا کہ اے شیخ! حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کاملین روزگار اور مجتہدین میں سے تھے۔ وہ سماع سنتے تھے۔ تو اکثر ہوا میں معلق رہ کر بھی لوگوں کو دکھلا دیتے تھے۔ اگر تم ان کی پیروی کرتے ہو تو تم بھی ان کی طرح ہوا میں اڑ کر دکھلاؤ۔ ابھی وہ لوگ بول ہی رہے تھے کہ حضرت خواجہؒ ہوا میں بلند ہوئے اور پرندکی طرح بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ۔۔۔۔ ادھر ادھر پرواز کرنے لگے۔ مجمع میں کھلبلی مچ گئی اور لوگ حیران وپریشان کھڑے رہے۔ یکایک آہستہ آہستہ آپ پھر نیچے اتر آئے۔ اس مجمع میں تقریباً دس ہزار آدمی تھے۔ جو سب کے سب آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے لیکن ۔۔ وہ بدبخت مخالفین پھر بھی نہ مانے اور کہنے لگے کہ ایسا تو بت سے کافر جوگی بھی کر دکھاتے ہیں ہمیں ان باتوں کا اعتبار نہیں ہم لوگوں کو کس طرح معلوم ہو کہ تم نے جو یہ فعل کیا ہے وہ رحمانی ہے یا

Marfat.com

شیطانی! پھر مسجد کے دروازہ پر ایک بڑا سا پتھر تھا جس کو پانچسو آدمی بھی مل کر ہلا نہیں سکتے تھے، اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر اس کو اپنے پاس بلا کر اس سے گواہی دلوا دو تو پھر ہم لوگ مان لیں گے۔ حضرت خواجہؒ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا اور وہ یکایک حرکت میں آیا اور لڑھکتا ہوا نزدیک آ کر گواہی دینے لگا کہ اے مسلمانو! حضرت خواجہ مودود ولی اللہ ہیں۔ اور ان کا ہر قول و فعل شرع کے مطابق ہے۔ یہ سن کر ان مخالفین کے دل سے شبہات دور ہو گئے اور حضرت خواجہؒ کے قدموں پر گر کر تائب ہوئے۔

بلخ سے بخارا کا سفر

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ بلخ سے نکل کر جب بخارا کی طرف چلے تو راستہ میں ایک دریا ملا جس پر سے لوگ کشتی کے ذریعہ پار ہو رہے تھے۔ ملاح سب اجرت لے کر پار کر رہے تھے، حضرت خواجہؒ کے ساتھ بہت سے فقرا اور صوفیا تھے یہ لوگ دیر تک کشتی کے انتظار میں کھڑے رہے جب حضرت خواجہؒ نے دیکھا کہ ملاح ان لوگوں کی طرف متوجہ نہیں ہے اور ان لوگوں کو سوار کرانے پر آمادہ نہیں ہے۔ تو پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اور مریدوں کو اشارہ کیا کہ پیچھے پیچھے چلے آئیں اور پلک مارتے میں یہ لوگ سلامتی کے ساتھ دریا کو پار کر گئے۔ تمام لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور حضرت خواجہؒ کے قدموں پر سر رکھ کر معافی طلب ہوئے۔ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ بخارا پہنچ کر تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ اور حضرت شیخ المشائخ شیخ نجم الدین عمرؒ سے فقر کی تکمیل کی۔ استاد کو اپنے شاگرد سے غیر معمولی الفت اور شفقت پیدا ہو گئی اور انہوں نے جن کے بادشاہ کو جو اسی زمانہ میں ان سے پڑھ رہا تھا ان کا ہم سبق کر دیا اس کو اپنے ہم سبق خواجہ مودود چشتیؒ سے بہت گہری دوستی ہو گئی۔ چنانچہ اس دوستی کا اثر آج تک ان کے خاندان والوں کے ساتھ قائم ہے اور ان کے خاندان والوں کو کوئی جن ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ بخارا میں بھی حضرت خواجہؒ کو علمائے بخارا سے مناظرہ اور مباحثہ لاحق ہوا۔ اور وہ لوگ براہین قاطع سے بالآخر ان کے قائل اور معتقد ہو گئے۔

مومن کی فراست

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ جو کہ عارفین کامل میں سے تھے بیان فرماتے ہیں کہ ایام عاشورہ میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کی خدمت میں بہت کافی لوگ حاضر تھے۔ اور حضرت معرفت کی باتیں بیان فرما رہے تھے۔ یکایک ایک جوان زاہدوں کی سی صورت بنائے، خرقہ بدن پر ڈالے اور سجادہ بغل میں دبائے ایک کونے میں آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ کی نظر اس پر پڑی تو انہوں نے فرمایا کیا پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ وہ جوان اٹھ کر سامنے آیا اور پوچھا کہ اے خواجہ! حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مومن کی فراست یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے"۔ تو اس حدیث کا راز کیا ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا راز یہ ہے کہ اس کا زنار توڑ دو۔ اور اللہ کی وحدانیت پر ایمان لا کر مومن ہو جاؤ۔ اس نے کہا نعوذ باللہ میرے پاس اور زنار ہو۔ حضرت خواجہؒ نے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا کہ اٹھ کر اس کا خرقہ اتار دے۔ خادم نے جیسے ہی اس کا خرقہ اتارا اندر سے زنار نکل آیا۔ وہ بہت شرمندہ ہوا اور زار زار رونے لگا۔ پھر حضرت خواجہؒ کے قدموں پر گر کر سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔

حضرت شیخ ابی احمد

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کے یوں تو تقریباً دس ہزار خلیفہ تھے لیکن ان میں سے گیارہ خلیفہ بہت کامل اور مخصوص تھے۔ اول شیخ ابی احمدؒ جو کہ آپ کے صاحبزادے بھی تھے اور اپنے والد کے وصال کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ عوام پر حد درجہ شفقت اور مہربانی کی نظر رکھتے تھے۔ ایک رات آپ نے حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ: "اے احمد! تم اگرچہ میرے مشتاق نہیں ہو لیکن میں تو ہوں"۔ صبح ہوئی تو معمولی حالت اختیار کر کے کہ کوئی ان کو نہ پہچانے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے۔ ارکان حج ادا کرنے کے بعد سیدھے مدینہ منورہ پہنچے اور مسلسل چھ ماہ تک مدینہ منورہ کی مجاورت اور خاکروبی کرتے رہے ان کی یہ مجاورت اور خدمت میں پابندی وہاں کے خدام کو گراں گزری۔ ان لوگوں نے ان کو ضرر پہنچانا چاہا تو روضۂ اقدس سے صاف آواز آئی کہ ان کو دکھ نہ دو یہ میرے شیدائیوں میں سے

ہیں۔ پھر حضرت شیخ ابی احمدؒ وہاں سے لوٹ کر بغداد پہنچے۔ اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں وارد ہوئے۔ شیخ نے ان کی بڑی شفقت اور عزت سے پذیرائی کی۔

حضرت شیخ ابی احمد کی خلیفہ بغداد کو پند و نصائح

پھر خلیفہ بغداد نے اس خواب کی بنا پر جو اس نے رات کو دیکھا تھا اپنے یہاں مدعو کیا اور بہت عزت اور احترام سے ان کا خیر مقدم کیا۔ حضرت شیخ ابی احمدؒ نے خلیفہ وقت کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔ جب حضرت محل سے رخصت ہونے لگے تو خلیفہ نے نقد و جنس سے بہت کچھ تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ حضرت نے اس میں سے تھوڑا سا خلیفہ کی دلجوئی کے لیے اٹھا لیا اور باہر آکر وہ سب بھی فقراء میں تقسیم کر دیا۔ پھر وہاں سے خراسان کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کی پیدائش ۳۵۰ھ اور وفات ۴۳۰ھ میں ہوئی۔

خواجہ مودود چشتیؒ کے خلفاء

دوسرے خلیفہ قطب الزاہدین حضرت حاجی شیخ شریف زندنیؒ ہیں جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ جاری ہوا شاہ سبحانؒ کہ پہلے ان کو خواجہ سبحان کہتے تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کی زبان مبارک سے از روئے مہربانی شاہ سبحان نکل گیا۔ اس وقت سے یہ اسی خطاب سے مشہور ہو گئے۔ اور اپنے اس خطاب پر برابر نازاں رہے۔ علاوہ ازیں شیخ ابو نصیر شکیبانؒ دیارہ زاہدؒ جو کہ مشائخ سیستان میں سے ہیں۔ شیخ حسین سیستیؒ خواجہ سبز پوش آذربائیجان، شیخ عثمان رومیؒ جو خرقہ بایزیدی سے سرفراز ہوئے تھے۔ اور صاحب دو سلسلہ تھے۔ شیخ احمد مدرونؒ، خواجہ محمد شامؒ اور خواجہ ابو الحسنی بالی ان کے مخصوص خلفاء میں سے تھے

وفات کے حالات

حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کی وفات کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کئی روز علیل رہے۔ پھر جس روز آپ کا وصال ہوا اس روز گھڑی گھڑی دروازے کی طرف دیکھتے تھے۔ جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو۔ یکایک نورانی شکل والے

Marfat.com

ایک بزرگ پاکیزہ لباس پہنے دروازے کی طرف سے ظاہر ہوئے اور حضرت خواجہ کو سلام کرکے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور ایک ریشمی کپڑے کا ٹکڑا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ بغل سے نکال کر بڑھایا حضرت خواجہ نے اس کو پڑھا اور آنکھوں سے لگایا اور پھر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ لوگوں میں کھلبلی مچ گئی۔ نالہ و شیون کی آواز بلند ہوئی۔ اور بے شمار آدمی جمع ہو گئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جب لوگوں نے نعش مبارک کو باہر نکالا کہ نماز جنازہ ادا کی جائے تو غیب سے ایک تیز آواز پیدا ہوئی لوگ ڈر کر ہٹ گئے۔ پھر رجال غیب نمودار ہوئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد عوام نے جو ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے نماز جنازہ پڑھی۔ پھر اکابر علما، مشائخ، صوفیا اور مریدوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد لوگوں نے جنازہ اٹھانا چاہا تو پھر ایک ہیبت ناک آواز بلند ہوئی۔ لوگ جنازہ کو چھوڑ کر ہٹ گئے۔ جنازہ خود بخود ہوا میں بلند ہوا اور چلا۔ خلائق اس کے پیچھے چلی یہاں تک کہ جنازہ خود بخود اس جگہ پر آکر رک گیا اور نیچے آگیا جو مزار مقدس کے لئے منتخب کیا گیا تھا اور اسی جگہ نعش سپرد خاک کی گئی۔ وہ جگہ آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر ہزاروں کفار مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

وفات یہ واقعہ یعنی آپ کا وصال ماہ رجب المرجب ۵۲۷ھ میں ہوا تھا۔ سیر الاقطاب کے مصنف نے تاریخ وصال آں حجت الاولیا بودہ نکالی ہے۔

○

حضرت شیخ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہٗ العزیز

حضرت قطب الزاہدین شیخ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہٗ العزیز مقتدائے مشائخ و ابدال و اوتاد تھے۔ آپ کا لقب نیر الدین تھا۔ اکثر علما و فضلا آپ کے خلوص دل سے عقیدت مند تھے صوفیا آپ کو عمدہ علما، زبدہ صلحا، متقی کامل، عابد عامل، بحر وفا، کان صفا، ملاذی الغربا والمساکین، رکن الملۃ والدین عالم علم غیب، فیض بار اور فضل گستر کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کو خرقۂ فقر و ارادت حضرت خواجہ مودود چشتیؒ سے حاصل ہوا تھا۔ آپ نے ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی عمر پائی اور چودہ برس کے سن سے آخر وقت تک کبھی بے وضو نہیں رہے۔ ہمیشہ پیوند لگا کر کپڑا پہنتے۔ اور فقر و فاقہ کو پسند کرتے، جب آپ کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا اور فاقہ سے رہتے تو بہت خوش ہوتے اور سو سو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کرتے۔ آپ کا قول تھا کہ جب فقر و فاقہ انبیاء اور اولیا کا طریقہ رہا ہے پھر اگر بیچارے حاجی کو یہ نعمت اللہ سے عطا ہوتی ہے۔ تو کیوں نہیں اس پر خوش ہو اور سجدہ شکر بجا لائے

فقرا کی تعظیم و تکریم میں غلو

حضرت شیخ حاجی شریف زندنی کے پاس جب کوئی فقیر آتا تو آپ اس کی اتنی زیادہ تعظیم و تکریم کرتے کہ لوگ حیران رہ جاتے حد یہ ہے کہ فقرا کے تلوے کی دھول آنکھوں پر ملتے اور فرماتے الٰہی! فقرا غربا اور مساکین کے طفیل میں بیچارہ حاجی

Marfat.com

شریف کو فقر پر ثابت قدم رکھا آپ ارادتاً نہ تو دنیا والوں کے ساتھ بات چیت کرتے اور نہ دولتمندوں کے گھر جاتے ۔ ہمیشہ فقرا سے ملتے جلتے اور اپنے کو فقرا کا غلام کہتے ۔ آپ فرماتے کہ اگر فقرا مجھے بیچ دیں تو میں راضی ہوں

صحرا نشینی

حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ نے چالیس سال خلق خدا سے کنارہ کش ہو کر صحرا اختیار کر لیا تھا ۔ جب بھوک لگتی جنگل کا پھل کھا لیتے اور ریاضت و مجاہدہ میں ہمہ دم مشغول رہتے تین روز پر بے نمک کے سبزی پکا کر افطار کرتے ۔ آپ کا جھوٹا اور پس خوردہ اگر کوئی کھا لیتا مجذوب ہو جاتا ہے آپ جس پر نظر کرتے وہ درویش کامل ہو جاتا ۔ اس دور کے اکثر درویش اور کاملین آپ کی خدمت میں رہنا باعث سعادت سمجھتے تھے

سماع میں بیقراری

آپ سماع کے شوقین تھے ۔ اکثر حالت سماع میں گریہ وزاری فرماتے اور نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے پھر جب منہ پر پانی ڈالا جاتا تو ہوش میں آتے آپ کے شدت گریہ کے باعث حاضرین بھی زار زار رونے لگتے تھے آپ جب نماز پڑھتے ہوتے تو تن بدن کا ہوش نہ رہتا اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے تو بے جان ہو جاتے ۔ لوگوں نے ایک مرتبہ آپ سے پوچھا کہ حضرت ! آپ جب ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں تو بے طاقت کیوں ہو جاتے ہیں ۔ آپ نے جواب دیا کہ عاشق کو چاہئے کہ جب محبوب کا ذکر سنے تو بیقرار ہو جائے اور آپے سے گزر جائے ورنہ وہ پھر کچا اور اناڑی عاشق ہے ۔

خلوت نشینی

حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ جب حضرت خواجہ مودود چشتیؒ کی خدمت میں حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے تو اپنا سر قدموں پر رکھ دیا ۔ حضرت خواجہؒ نے سینہ سے لگا کر فرمایا کہ اے حاجی ! تم نیک بخت ہو ۔ اللہ سے میں نے دعا مانگی ہے کہ تم میرے قائم مقام ہو اور لوگوں سے بیعت لو ، جو تمہارا مرید ہوگا وہ اللہ کی نعمتوں سے نوازا جائے گا ۔ اس وقت تم جا کر پہلے خلوت نشین ہو جاؤ ۔ حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ نے تعمیل حکم میں خلوت نشینی اختیار کر لی پھر کچھ دنوں کے بعد عرض کیا کہ حضرت خلوت میں وہی بیٹھے جو مجموع ہو اور غلام تو اس لائق نہیں مگر ہاں جب پیر دستگیر کی نظر توجہ اس نامراد پر مبذول ہو گی تو پھر سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ حضرت خواجہ مودود چشتیؒ نے ان کی طرف نظر التفات مبذول کی اور اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا تھا ان کو سکھلایا اور پھر اسی لمحہ علم لدنی ان پر منکشف ہو گیا ۔ اور تمام دینی علوم سے آگاہی ہو گئی ۔

خرقۂ فقر وخلافت

پھر حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اے حاجی شریف! جو شخص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے پیروں کی جگہ پر بیٹھے گا۔ وہ ہرگز جاہل نہیں رہے گا۔ علم لدنی اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور اس کو غیب سے ہدایات ملتی رہیں گی۔ پھر خرقہ جو کہ کمبل کا تھا ان کو پہنا کر خلافت عطا کی اور اپنا قائم مقام بنایا۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی حاجی شریف درویشی کے لائق ہے۔ کیونکہ وہ کسی وقت بھی تیری یاد سے غافل نہیں رہتا۔ غیب سے آواز آئی کہ حاجی ہمارا دوست ہے اور ہم اس سے راضی ہیں پھر جب حاجی شریف زندنیؒ خلوت میں بیٹھ گئے۔ اور عبادت و ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ تو غیب سے آواز آئی۔ کہ اے حاجی! یہ خرقہ تجھ کو مبارک ہو۔ اس کی برکت سے میں نے تجھ کو بخش دیا اور اپنے مقبول بندوں میں شامل کیا

سماع کا شوق

حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ سماع کے شوقین تھے اور آپ کی مجلس سماع میں علما اور مشائخ بھی شریک ہوتے تھے۔ اور علما میں سے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا آپ کی مجلس سماع میں جو شریک ہوتا تارک دنیا ہو جاتا۔

غربا کی حاجت روائی

حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ کے دیار میں فقرا میں سے ایک شخص رہتا تھا جس کی سات جوان لڑکیاں تھیں وہ فقر و فاقہ میں ہمیشہ مبتلا رہتا تھا اور اس کی وجہ سے بہت پریشان اور بے بس تھا۔ ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے عرض حال کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے درویش! آج جتنی تکلیف اٹھاؤ گے۔ کل آرام پاؤ گے۔ اس نے عرض کی کہ حضرت! میری طرف خاص توجہ فرمایئے کہ میں اپنی جوان لڑکیوں سے سبکدوش ہوں۔ حضرت شیخ کے یہاں اس وقت کچھ موجود نہ تھا۔ اس لیے انہوں نے فرمایا کہ آج جاؤ کل آنا۔ حضرت شیخ کے فرمانے کے مطابق وہ واپس ہو گیا واپسی میں اسے ایک آتش پرست ملا۔ اس نے پوچھا درویش! کیا حال ہے؟ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ میری سات جوان لڑکیاں ہیں اور سبکدوش ہونے کے لیے پاس میں ایک پیسہ بھی نہیں سخت عاجز اور بے بس ہو رہا ہوں۔ حضرت شیخ حاجی شریفؒ کے پاس اپنی حالت بیان کرنے گیا تھا انہوں نے کل بلایا ہے۔ نا امید جا رہا ہوں دیکھیں کیا صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس مجوسی نے کہا اے فقیر! حضرت شیخ تو خود ہی نادار ہیں۔ اور تم سے بھی زیادہ فقر میں مبتلا ہیں وہ کیا تمہیں دیں گے اسی لیے انہوں نے

Marfat.com

تم سے بہانہ کیا ہو گا۔ جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر سات برس تک میری خدمت گذاری قبول کریں اور جو میں کہوں اس کو بجا لائیں۔ تو میں سات ہزار دینار ان کو دے سکتا ہوں، فقیہ لوٹا اور سارا ماجرا حضرت شیخ سے کہہ سنایا۔

حضرت شیخ نے تمام باتوں کو سن کر فرمایا سبحان اللہ! اس سے بہتر کیا ہو گا۔ کہ میری سات سال کی خدمت گذاری کے بدلے کسی غریب حاجت مند کی ضرورت پوری ہو جائے۔ پھر حضرت شیخ اس فقیر کو ساتھ لئے ہوئے اس مجوسی کے پاس پہنچے اور جو کچھ اس مجوسی نے کہا اس کو قبول کر لیا۔ مجوسی نے قاضی شہر کے سامنے جا کر خط بندگی ان سے لکھوا لیا۔ اور سات ہزار دینار ان کو دے دیا۔ حضرت خواجہؒ نے وہ سب دینار اس فقیر کو دے دیئے کر جا کر لڑکیوں کی شادی انجام دے۔ اور خود اس مجوسی کی خدمت گذاری کے لئے اس کے پاس ٹھہر گئے، اس مجوسی نے ان کے سپرد رات کی پاسبانی کی۔ اور حضرت شیخ مستعدی کے ساتھ اس کے حکم کی تعمیل میں لگ گئے خلیفہ ان کا معتقد تھا، اس کو جو یہ خبر معلوم ہوئی۔ اس نے فوراً سات ہزار دینار اور سات ہزار درہم حضرت خواجہؒ کی خدمت میں روانہ کئے۔ اور کہلا بھیجا کہ سات ہزار دینار اس مجوسی کو دے کر اس سے نجات حاصل کریں اور سات ہزار درہم اپنی ضرورت پر خرچ فرمائیں۔ حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ نے وہ تمام دینار و درہم فقرا اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ اور کہا کہ میں نے سات سال تک اس مجوسی کی خدمت کرنے کا عہد کیا ہے وہ تو مجھے پورا کرنا ہی ہے۔

مجوسی کا قبول اسلام

یہ خبر جب اس مجوسی کو ملی تو اس نے حضرت سے آکر پوچھا کہ اے شیخ جب جب خلیفہ وقت نے آپ کی خلاصی کے لئے دینار و درہم بھیجا تو پھر آپ نے اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔ اپنی خلاصی کرا لیتے تاکہ اس کڑی خدمت کی تکلیف سے بچ جاتے۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ تم اس محنت اور تکلیف کی لذت اور قدر کو کیا جانو، میرا اللہ فقر اور محنت کو پسند کرتا ہے اور میں اپنے خدا کو پسند کرتا ہوں پھر جس میں وہ راضی ہو اسی میں میرے لئے راحت ہے، اللہ دلجوئی کو پسند کرتا ہے۔ اور دلجوئی کرنے والوں کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ مجوسی حضرت شیخ کی باتوں سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور کہا کہ حضرت میں نے اپنی خوشی سے آپ کو آزاد کیا۔ آپ جائیے اور دلجمعی سے اپنے اللہ کے کاموں میں مشغول رہیئے، حضرت ———— شریف زندنیؒ نے فرمایا کہ جب تو نے مجھ کو

Marfat.com

آزاد کیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ تجھ کو دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔ زبان مبارک سے اس جملے کے نکلتے ہی وہ مجوسی اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور فوراً کلمہ طیبہ پڑھ کر سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔ اور سب کچھ چھوڑ کر حضرت شیخ کی خدمت میں لگ گیا اور کچھ ہی دنوں میں حضرت کی تعلیم و تربیت سے شیخ کامل ہو گیا۔

دولت سے بے نیازی کی وجہ

ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں کچھ نقد بطور نذر لایا حضرت شیخ حاجی شریف زندنی ؒ نے اس سے فرمایا کہ درویشوں سے تمہیں کیا دشمنی ہے۔ جو اللہ کے دشمن کو میرے پاس لائے ہو۔ دنیا کو درویشوں نے ہمیشہ ٹھکرایا ہے اس شخص نے بہت اصرار کیا کہ اس میں سے کچھ ضرور قبول کر لیجیے۔ جب اس کا اصرار بہت زیادہ بڑھا تو آپ نے اس سے کہا کہ ذرا صحرا کی طرف دیکھو، اس نے اس طرف نظر کی تو دیکھا کہ خزانہ آب دریا کی طرح رواں ہے، وہ حیرت زدہ ہو کر قدموں پر گر پڑا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جس کے پاس غیبی خزانہ اس قدر موجود ہو اسے کسی کے لائے ہوئے سیم و زر کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

شیخ حاجی شریف کی قدمبوسی کا صلہ

سلطان سنجر کی وفات کے بعد کسی شخص نے اس کو خواب میں دیکھا اس نے سلطان سنجر سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اس نے کہا کہ جب میری نیکیاں اور برائیاں اللہ کے سامنے پیش کی گئیں تو برائی کا پلہ بہت بھاری تھا۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ مجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے لیکن یکایک پھر فرمان باری ہوا کہ فلاں روز دمشق کی جامع مسجد میں اس بندے نے شیخ حاجی شریف زندنی کی قدمبوسی کی تھی، اس کی خیر و برکت کی وجہ سے میں نے اسے بخش دیا

وفات

آپ کا وصال ۱۰ ماہ رجب المرجب کو ہوا۔

○

Marfat.com

Marfat.com

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ العزیز

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ العزیز علوم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت میں امام عصر تھے۔ آپ کی کنیت ابی النور تھی۔ صوفیا آپ کو سید الاولیا، حجت الاتقیا، برگزیدہ پروردگار، صاحب کشف وکرامات اور بادشاہ عالم مشاہدات کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ خرقہ فقر وارادت آپ کو حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ سے عطا ہوا تھا۔

مجاہدہ نفس وریاضت

آپ کی جائے پیدائش ہونے کا فخر نیشا پور کے ایک قصبہ ہارون کو حاصل ہے۔ آپ کا جو منظور نظر ہوا وہ صاحب کشف وکرامت ولی اللہ ہوگیا۔ آپ ستر برس تک مجاہدہ نفس اور ریاضت میں مشغول رہے اور اس درمیان میں سیر ہو کر نہ پانی پیا نہ کھانا کھایا اور نہ رات کو سوئے۔ چار پانچ فاقہ کے بعد تین لقمہ اور کبھی چار یا پانچ لقمے حلق سے فرو کر لیتے۔ روپے پیسے کو آپ نے کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ افسوس ہے اس درویش پر جو رات کو سوئے اور دن کو سیر ہو کر کھانا کھائے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ جو کچھ دعا مانگتے بارگاہِ ایزدی سے قبول ہوتی۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے اور ہر دن اور رات کو ایک ایک ختم قرآن کر لیتے۔ آپ صاحب سماع تھے اور حالت سماع میں اتنا روتے کہ لوگوں کو تعجب ہوتا

کبھی کبھی نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے۔

دُعا کی قبولیت

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ جب نماز میں مشغول ہوتے تو غیب سے آواز آتی کہ اے عثمانؓ میں نے تمہاری نماز کو پسند کیا اور قبول کیا۔ مجھ سے جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مانگو تاکہ میں تمہیں دوں۔ حضرت خواجہؒ جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے الٰہی! میں تجھ سے تجھ ہی کو مانگتا ہوں آواز آتی اے عثمانؒ! میں نے تمہاری التماس قبول کی۔ اس کے علاوہ اور جو کچھ مانگنا ہے وہ بھی مانگو تاکہ میں وہ بھی تمہیں دوں۔ آپ فرماتے الٰہی! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جو تیرے خطا کار ہیں ان کو معاف کردے اور بخش دے۔ آواز آتی کہ تیس ہزار گنہگاران امت محمدیہ کو میں نے تیری سفارش پر بخش دیا۔ حضرت خواجہؒ ہر نماز کے بعد یہی دعا فرماتے اور ہر بار ان کو یہی جواب ملتا۔ اللہ جانتا ہے کس قدر گنہگاران امت محمدیہ کو ان کی دعا کی وجہ سے بخشائش ہوئی۔

خرقہ فقر و خلافت

الہام ربانی کے بعد جب خواجہ عثمان ہارونیؒ حضرت شیخ حاجی شریف زندنی کی خدمت میں پہنچے تو ان کے قدموں پر سر رکھ کر حلقۂ ارادت اور ملازمت میں شریک کر لینے کی ان سے درخواست کی، حضرت شیخ نے بڑی شفقت اور مہربانی سے قبول فرمایا اور کلاہ چہار ترکی ان کے سر پر رکھ کر بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا، پھر فرمایا کہ اے عثمان! تم نے جب کلاہ چہار ترکی سر پر رکھا ہے تو پھر لازم ہے کہ دنیا اور دنیا والوں سے علیحدگی اختیار کر د۔ حرص و ہوا کو چھوڑ دو، اور جو کچھ دل کہے اس کے برخلاف کرو، رات کو نہ سو اور ذکر الٰہی میں مشغول رہو، ہمارے پیروں نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کلاہ چہار ترکی سر پر رکھے، اس کو اللہ کے سوا ہر چیز سے دل ہٹا لینا چاہیئے کیونکہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ کلاہ چہار ترکی سر پر رکھا فقر و فاقہ اختیار کیا اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب پہنا تو انہوں نے بھی فقر و فاقہ اختیار کیا۔ پھر ہمارے پیروں نے ان کی متابعت کی تم بھی ان لوگوں کی پیروی کرو تاکہ کل قیامت کے روز شرمندہ نہ ہو۔ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھو اور تواضع و خلق اور انکساری اختیار کرو تاکہ درویشوں کے مقام تک پہنچ سکو۔ اور جو شخص یہ سب نہیں کرے گا وہ اس خرقہ کے لائق نہیں بلکہ یہ خرقہ پہننا اس پر حرام ہوگا۔ اسے درویش کی بجائے

Marfat.com

ڈالو سمجھنا چاہیئے۔ اور ہمارے پیر اس سے بیزار ہوں گے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے اپنے پیر کی نصیحت دل سے قبول کی اور سخت قسم کی ریاضت اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تیس برس کے بعد حضرت شیخ حاجی شریف زندنیؒ نے ان کو اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا۔ سکھلا کر خلافت اور اجازت سے سرفراز فرمایا اور پھر حضرت خواجہ پر علم صوری و معنوی منکشف ہو گیا۔

مجوسیوں کا قبول اسلام

اپنے پیر روشن ضمیر سے خرقہ اور خلافت۔۔۔ لینے کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ اقصائے ملک میں سیاحی کے لئے نکل گئے۔ ایک دن ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں کے رہنے والے سب کے سب گبر و مجوس تھے اور آگ پوجتے تھے حضرت خواجہ ایک درخت کے نیچے مصلے بچھا کر نماز میں مشغول ہو گئے آپ کے خادم شیخ فخر الدینؒ آگ لانے کے لئے اس گاؤں میں پہنچے کسی نے ان کو آگ نہیں دی۔ انہوں نے حضرت خواجہؒ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ تجدید وضو کر کے وہاں گئے، دیکھا کہ ایک پیر مغاں اپنے سات سال کے بچے کو گود میں لئے بیٹھا ہے اور آگ کی پرستش کر رہا ہے حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اے پیر فرتوت اتم خدا ئے عزوجل کی پرستش نہ کر کے غلط طور پر اس آگ کی کیوں پوجا کر رہے ہو۔ یہ آگ تو اس کی کمترین مخلوق ہے۔ آتش پرست نے کہا کہ ہمارے مذہب میں آگ عظیم ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ آگ کی پرستش میں تم نے اپنی ساری عمر گذار دی کیا یہ ممکن ہے کہ اپنا کوئی عضو اس میں ڈال دو اور وہ نہ جلے۔ آتش پرست نے کہا کہ آگ کی خاصیت جلانے کی ہے کس کی مجال ہے۔ کہ انگلی اس میں ڈال دے اور جلنے سے بچا لے۔ حضرت خواجہ فوراً اس لڑکے کو لے کر آگ میں کود گئے۔ آگ گلزار ہو گئی۔ اور دونوں صحیح و سالم اس سے نکل آئے ان کے لباس کا ایک دھاگا بھی نہیں جلا۔ تمام مجوسی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جیسے ہی حضرت خواجہؒ آگ سے نکلے سب لوگ ان کے قدموں پر گر پڑے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے ان لوگوں کے سردار کا اسلامی نام عبداللہ اور اس کے لڑکے کا جس کو آگ میں لے کر کودے تھے ابراہیم رکھا۔ پھر اڑھائی سال وہاں قیام کر کے اسلام اور اس کی تعلیمات سے ان کو باخبر کیا اور ان کی جماعت کو مستحکم بنایا

سماع پر اعتراض

ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو سماع سے منع کیا۔ اور

کہا کہ اگر سماع جائز ہوتا تو سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز سماع کو ترک نہیں فرماتے خلیفہ چونکہ سلسلہ سہروردیہ سے تعلق رکھتا تھا اس لئے بعض علما اور فقہا خلیفہ کے ہم خیال تھے اور بعض حضرت خواجہؒ کے موافق تھے۔ آخر میں خلیفہ نے حکم دے دیا کہ جو کوئی سماع سنے اس کو دار پر چڑھا دیا جائے اور مجلس سماع میں گانے والے قوالوں کو قتل کر دیا جائے، حضرت خواجہؒ نے جب یہ ماجرا سنا تو فرمایا کہ سماع اسرار الٰہی میں سے ایک راز ہے۔ جس کا تعلق اللہ اور اس کے بندوں کے ساتھ ہے اس کو پوشیدہ نہیں رکھا جا سکتا کس کی مجال ہے کہ مجھ کو سماع سے روک دے میں تو خدائے عزوجل سے دعا گو اور امیدوار ہوں کہ قیامت تک ہمارے مریدان اور فرزندان سماع سنتے رہیں۔ اور کوئی شخص اہل سماع پر فتحیاب نہ ہو سکے، خلیفہ وقت سلسلہ سہروردیہ میں مرید ہے اس لئے اس پر حرام ہوگا لیکن ہمارے پیروں نے سماع سنا ہے اگر میں اس سے توبہ کروں اور ان کی پیروی نہ کروں تو زیاں کار سمجھا جاؤں گا۔

مباحثہ کی دعوت

حضرت خواجہ کا یہ جواب جب خلیفہ کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کو بلوا بھیجا کہ آکر بر سر دربار علما سے مباحثہ کریں اگر علما سماع سے قائل ہو جائیں تو میں اپنا حکم واپس لے لوں گا۔ دربان جب حضرت خواجہؒ کے پاس پہنچا تو آپ نے اسی وقت استخارہ کیا اور روانہ ہو گئے۔ اور خلیفہ کے دربار میں پہنچے، خلیفہ نے تمام متبحر علما کو مباحثہ کے لئے جمع کیا تھا

معترضین کا انجام

حضرت خواجہ جیسے ہی دربار میں پہنچے خلیفہ پر ایک ہیبت طاری ہوئی اور وہ وہاں سے اٹھ کر کنارے چلا گیا۔ علما بھی حضرت خواجہ کے جمال اور جلال کی تاب نہ لا کر لرزہ براندام ہو گئے اور اپنا سارا علم بھول گئے۔ یہاں تک کہ حروف تہجی بھی یاد نہیں رہا پس ہر چند خلیفہ نے بڑی ہمت دلائی اور تحریص ترغیب دلا کر ان کو تقویت دی لیکن ان کے منہ پر مہر لگ گئی تھی، آخر ان لوگوں نے خلیفہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین ہم لوگوں کا سارا علم نسیاً منسیاً ہو گیا۔ اور ہم خواجہ عثمان ہارونیؒ کی صورت دیکھ کر سب کچھ بھول گئے، ہم لوگوں کو ان کے ساتھ مباحثہ کرنے کی طاقت نہیں ہے اور پھر سارے علما اور فقہا حضرت خواجہ کے قدموں پر گر پڑے اور عرض کیا کہ اے خواجہ ہم لوگوں کی کیا مجال ہے جو سماع کو حرام بتائیں، البتہ امیر المومنین چونکہ سہروردی سلسلے میں مرید ہیں۔ اس لئے وہ سماع کے خلاف ہیں ہم

Marfat.com

لوگوں کو اپنے اور اہل سماع کے صدقے میں معاف کر دیں اور ہم لوگوں پر رحم فرمائیں۔ ہم لوگوں نے اپنی ساری زندگی تحصیل علم میں صرف کی ہے۔ اور اس وقت بالکل کورے نظر آرہے ہیں۔ ہمارا علم ہم لوگوں کو واپس کر دیں اور اسے سلب نہ کریں۔

سماع کے متعلق خواجہ عثمان ہارونیؒ کی تشریح

حضرت خواجہؒ نے فرمایا نادانو! تم لوگ سماع کی قدر کیا جانو۔ سماع کیلئے اخوان کی شرط ضروری ہے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کو چونکہ اخوان کی فراہمی مشکل معلوم ہوئی اس لئے انہوں نے اسے ترک کر دیا۔ اگر وہ میرے زمانے میں ہوتے تو ہرگز سماع ترک نہ فرماتے۔ اور میرے لئے حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کا سماع ترک فرمانا حجت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ہمارے پیروں نے تو برابر سنا کبھی نے بھی ترک نہیں کیا ہے۔ اور مجھے تو ان ہی لوگوں کی پیروی کرنا لازم ہے کیوں نہیں ان لوگوں کی متابعت کریں، علاوہ ازیں حضرت خواجہ شبلیؒ جو کہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ کے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ ابی یوسف چشتیؒ کی مجلس سماع میں اکثر شریک ہوتے تھے۔ اور حالت سماع میں نعمتوں سے مالا مال ہوتے فضل برمکی نے بھی ایک مرتبہ حضرت ابو احمد چشتیؒ کے زمانے میں سماع پر اعتراض کیا تھا۔ اور اس کی سزا بھگتنے کے بعد اس نے توبہ کی تھی، کیا تم لوگوں کو بھی حصول بلا کی تمنا ہے۔ اور چاہتے ہو کہ چشتیوں کے برہان ظاہر کئے جائیں۔ ان لوگوں نے بہت ہی آہ و زاری کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت اس سے بڑھ کر مصیبت اور کیا ہوگی جو ہم لوگوں پر گذر رہی ہے۔ ہم لوگوں نے برہان چشتیہ کا کافی مزہ چکھ لیا خدا کے واسطے اب رحم فرمائیے

معترضین کی اطاعت

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کو ان لوگوں کے حال زار پر رحم آگیا اور انہوں نے مہربانی کی نظر ان لوگوں پر ڈالتے ہوئے اللہ سے ان لوگوں کے لئے دعا فرمائی۔ بس فوراً چشم زدن میں جو علم سلب ہوا تھا وہ سب ان لوگوں کو واپس ہو گیا۔ پھر حضرت خواجہ کی توجہ خاص سے ان لوگوں پر عرش سے فرش تک روشن ہو گیا اور دل دنیا سے ٹوٹ گیا۔ ان لوگوں نے حضرت خواجہ کی خدمت اختیار کر لی اور کچھ ہی دنوں میں صاحب کمال ہو گئے۔ خلیفہ نے حضرت خواجہ کی یہ کرامت دیکھ کر فرمایا کہ میں ہرگز حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو سماع سے نہیں روکوں گا۔ پھر حضرت خواجہ اپنے کاشانہ واپس ہو گئے۔ قوالوں کو طلب کر کے

Marfat.com

سات روز تک مسلسل سماع سنتے رہے اس کے بعد سے کسی نے بھی ان کے سماع پر اعتراض نہیں کیا۔

کرامات

سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں پیر دستگیر حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ساتھ سفر کر رہا تھا سفر کرتا ہوا ایک دن دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا اور وہاں پر دریا پار کرنے کے لئے کشتی موجود نہیں تھی حضرت پیر نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر لو میں نے بند کر لیں، پھر فرمایا کھول دو۔ آنکھیں کھولیں تو اپنے کو حضرت خواجہ کے ساتھ دریا کے دوسرے کنارے پر پایا میں نے قدم چوم لیا، پھر آگے بڑھا۔

سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں گھبرایا ہوا اور سراسیمہ خاطر حاضر ہوا اور عرض کی کہ چالیس برس سے میرا لڑکا غائب ہو گیا ہے اس کے مرنے جینے کی بھی مجھے خبر نہیں ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ فاتحہ پڑھ کر میرے لڑکے کی بازیابی اور واپسی کی دعا فرمائیں حضرت مراقبہ میں گئے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھول کر حاضرین سے فرمایا کہ اس آدمی کے لڑکے کے واپس آنے کے لئے فاتحہ پڑھو۔ حاضرین نے تعمیل حکم کیا حضرت پھر مراقبہ میں گئے۔ تھوڑی دیر مراقبہ میں رہے پھر فرمایا کہ جاؤ انشاء اللہ تمہارا لڑکا گھر آگیا ہوگا۔ جب وہ شخص گھر پہنچا تو اپنے لڑکے کو موجود پایا بہت خوش ہوا اور اس کو لئے ہوئے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ اور کس طرح آئے؟ اس نے عرض کیا کہ ایک جزیرہ میں مجھے دیو پکڑ کر لے گئے تھے۔ اور زنجیر سے باندھ دیا تھا، آج آپ ہی کی شکل کے ایک بزرگ وہاں پہنچے اور مجھے کھڑا ہونے کیلئے فرمایا میں کھڑا ہو گیا پھر انہوں نے زنجیر پر اپنا ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھیرتے ہی وہ زنجیر کھل گئی پھر مجھے پکڑ کر آنکھ بند کرنے کے لئے کہا میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر کھولنے کیلئے فرمایا۔ آنکھیں کھولیں تو وہ بزرگ غائب تھے اور میں اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اور اپنے ماں باپ سے مل رہا تھا۔

کفار کا قبول اسلام

ایک مرتبہ ستر نفر کفار ایک جگہ جمع تھے۔ آدھی رات کے وقت ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اسی وقت ہم لوگ حضرت خواجہ عثمانی ہارونیؒ کی چل کر آزمائش کریں، اگر آزمائش میں وہ پورے اتریں تو پھر ان کو کامل سمجھا جائے۔ اس ارادہ سے ان لوگوں نے مختلف قسم کے کھانوں میں سے ایک ایک مرغوب کھانے کا نام دل میں رکھ لیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے ان لوگوں کو

Marfat.com

دیکھ کر پاس بٹھایا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ غیب اور رازوں کو جاننے والا ہے لیکن وہ جس پر لطف و کرم فرماتا ہے اس کو بھی کچھ بتا دیتا ہے، پھر خادم کو حکم دیا کہ ان لوگوں کا ہاتھ دھلایا جائے۔ ہاتھ جب دھلایا گیا تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر آسمان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک خوان کھانے کا لے کر نیچے ایک شخص کے سامنے رکھ دیا اور اسی طرح ہر مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر ہاتھ آسمان کی طرف بڑھاتے اور ان میں سے ہر ایک نے جس جس مرغوب کھانے کا نام دل میں رکھا تھا وہی کھانا اس کے سامنے رکھ دیتے، سب کے سامنے جب اس کے دل میں رکھا ہوا مرغوب کھانا پہنچ گیا تو آپ نے ان سبھوں کو کھانے کا اشارہ فرمایا۔ ان لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور حضرت کی بزرگی اور کرامت کے قائل ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ان لوگوں نے عرض کی کہ اے حضرت! یہ تو ہم لوگوں نے جان لیا کہ اس وقت آپ جیسا بزرگ اس دنیا میں دوسرا کوئی نہیں لیکن یہ فرمایئے کہ اگر ہم لوگ مسلمان ہو جائیں تو آپ ہی کی طرح بزرگ کامل ہو سکتے ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں بے چارہ کس شمار میں ہوں اگر اس کا کرم ہو تو اس سے ہزار گونہ بڑے اور بزرگ ہو سکتے ہو، پھر وہ سب مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت کی خدمت میں رہنے لگے اور تھوڑی ہی مدت میں اولیائے کامل میں سے ہو گئے

مرید کیلئے دعا سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بیان فرماتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ بھی حضرت پیر دستگیر کے مریدوں میں سے تھا۔ جب وہ مرا تو میں بھی اس کے جنازے کے ساتھ تھا اس کو قبر میں رکھ کر جب لوگ واپس ہو گئے تو میں اس کی قبر پر تھوڑی دیر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے لگا اتنے میں قبر کے اندر عذاب کے فرشتے پہنچ گئے، ٹھیک اسی لمحہ میں نے اپنے حضرت پیر دستگیر کو دیکھا کہ وہ فرشتوں سے کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ شخص میرا مرید ہے اس کو عذاب نہ دو فرشتے حضرت کے کہنے پر رک گئے اور واپس گئے اور پھر فوراً ہی لوٹے اور حضرت پیر دستگیر سے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ تمہارا یہ مرید تمہارے خلاف ہو گیا تھا، حضرت خواجہ نے فرمایا یہ صحیح ہے کہ وہ میرے برخلاف چل رہا تھا لیکن وہ میرا دامن جو پکڑے ہوئے تھا، پھر اللہ کا فرمان ہوا کہ چھوڑ دو، اس کو عذاب نہ دو، یہ خواجہ عثمان کے مریدوں میں سے ہے میں نے اس کو خواجہ عثمانؒ کی دوستی کی وجہ سے بخش دیا۔

وفات حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے یہ چار جلیل القدر خلیفہ تھے۔ (۱) حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری (۲) شیخ نجم الدین صغریٰ (۳) شیخ سعدی لنکوچی (۴) اور شیخ محمد ترک قدس اللہ اسرارہم ـــــ آپ کا وصال ۵ شوال کو ہوا

Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت خواجہ معین الدین حسن الحسینی السنجری چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کرامت وریاضت میں معروف تھے صوفیا آپ کو اپنا سرتاج مانتے ہیں اور حجت الاولیا، صاحب اسرار، مہبط انوار مخزن المعرفت والحقیقت، چہرہ کشائے صور لاریبی اور سلطان العارفین جیسے القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ خرقۂ فقر وارادت آپ کو امام الاولیا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز سے ملا تھا۔

ذوق سماع آپ کے قدم کی برکت سے ہندوستان میں اسلام کی روشنی اور اس کی تعلیم پھیلی کفر وضلالت کی تاریکی دور ہوئی ستر برس تک آپ برابر باوضو رہے آپ جس پر نظر ڈال دیتے ولی کامل ہو جاتا اس لئے اکثر استغراق میں رہتے اور آنکھیں بند رکھتے صرف نماز کے وقت کھولتے تھے، آپ کی مہربانیوں سے فاسق تائب ہو جاتا، آپ حافظِ قرآن اور صاحب سماع تھے، ہر دن اور رات کو ایک ایک بار ختم قرآن فرماتے اور ہر ختم قرآن کے بعد غیب سے آواز آتی کہ اے معین الدین! میں نے تیرا ختم قرآن قبول کیا، آپ سماع کے شوقین تھے اور اکثر سماع سنتے۔ علما اور فقہا میں سے کسی نے بھی آپ کے سماع پر اعتراض نہیں کیا آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ صبح کی نماز اکثر عشاء کے وضو سے پڑھتے صرف شام کے وقت ایک مرتبہ مثقال برابر سوکھی روٹی پانی سے بھگو کر حلق سے فرو کر لیتے، پیوند لگا ہوا صاف کپڑا پہنتے، آپ کے حالات اور واقعات اکثر

Marfat.com

کتب سیر مشائخ عظام میں منقول ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

ابتدائی حالات

آپ کا خاندان سنجرستان کے اصل سادات میں سے ہے۔ آپ کے والد بزرگوار خواجہ غیاث الدین حسن الحسینی بہت متقی اور پرہیزگار تھے آپ کی پیدائش صفاہان میں اور پرورش خراساں میں ہوئی پندرہ برس کی عمر میں آپ کے والد ماجد کا وصال ہو گیا۔ ترکہ پدری میں آپ کو ایک باغ ملا تھا جس سے گزر اوقات ہو جاتی تھی آپ زیادہ تر اسی باغ میں رہ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ ایک روز حضرت ابراہیم قندوزیؒ نام کے ایک مجذوب بزرگ کا اس باغ کے نزدیک سے گزر ہوا حضرت خواجہ کو معلوم ہوا تو استقبال کے لئے آگے بڑھے اور قدمبوسی کر کے اپنے باغ میں لے آئے، دو طباق انگور کا بھر کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ مجذوب کامل نے کھلی کا ایک ٹکڑا بغل سے نکال کر حضرت خواجہ کے منہ میں ڈال دیا۔ حضرت خواجہ اس کنجارہ (کھلی) کو فرو کر گئے، اسی وقت سے ولولہ محبت اور ذوق الٰہی آپ کے دل میں پیدا ہوا، اور دنیا اور دنیاوی کاموں سے منہ موڑ کر جو کچھ تھا سب فقرا کو تقسیم کر دیا اور خود خراساں کی طرف روانہ ہو گئے۔ خراساں پہنچ کر تحصیل علوم دینی میں مشغول ہو گئے، وہاں قرآن حفظ کیا اور پھر وہاں سے مزید تعلیم کیلئے سمرقند روانہ ہوئے، سمرقند میں بھی آپ کی دلی تسلی نہ ہو سکی اس لئے وہاں سے عراق پہنچے اور عراق سے عرب، پھر قصبہ ہارون اور آخر میں بغداد پہنچ کر امام الاولیا حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی قدمبوسی سے شرف یاب ہوئے

خرقہ فقر و خلافت

جس وقت آپ خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں پہنچے اس وقت بہت سے اکابر صوفیا محفل میں حاضر تھے حضرت خواجہ عثمان ہارونی بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور وضو کرنے کا حکم دیا جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ وضو فرما چکے تو حضرت عثمان ہارونی نے دو رکعت نماز اور پھر سورہ بقر پڑھنے کی ہدایت کی، پھر اکیس بار درود شریف پڑھنے کو کہا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ کا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ معین الدین! میں نے تمہیں خدا کے حوالہ کیا اور تم آج سے اسکے مقبول بندوں میں ہو گئے پھر قینچی لیکر بال تراشے اور کلاہ چہار ترکی اور گلیم خاصہ مرحمت فرمایا۔ پھر حکم دیا کہ ایک دن رات مجاہدہ کرو اور ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو۔ تعمیل حکم کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ سر اوپر اٹھا ؤ دیکھو کیا نظر آرہا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھ رہا ہوں، پھر حکم ہوا کہ ہزار بار

Marfat.com

سورہ اخلاص پڑھو، تعمیل حکم کے بعد حاضر ہوئے تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ سر اوپر اٹھاؤ، دیکھو کیا نظر آرہا ہے حضرت خواجہ نے فرمایا، حجاب عظمت تک دیکھ رہا ہوں پھر آنکھ بند کرنے کو کہا، آنکھ بند کر چکے تو فرمایا کھول دو اور دیکھو اب کیا نظر آرہا ہے۔ حضرت خواجہ نے جواب دیا ہیجدہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں۔ آخر میں فرمایا معین الدین تمہارا کام پورا ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ اپنے پیر دستگیر کی خدمت میں بیس برس تک سفر حضر ہر جگہ ساتھ رہے۔ اور پیر دستگیر جہاں جاتے جامعہ خواب خاصہ کو اٹھائے چلتے۔

حرمین کی زیارت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اپنے پیر دستگیر کے ساتھ مکہ معظمہ گئے۔ تو ناوداں (پرنالہ) کے نیچے کھڑے حضرت پیر دستگیر نے اپنے مرید کے لئے دعا فرمائی غیب سے آواز آئی معین الدین میرا دوست ہے۔ میں نے اس کو اپنے مقبول اور برگزیدہ بندوں میں شامل کیا پھر سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ پر حاضر ہوئے اور اپنے مرید کو سلام کرنے کے لئے کہا حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے سلام کیا، روضۂ منورہ سے جواب آیا وعلیک السلام یا قطب المشائخین وہاں سے فارغ ہو کر دونوں بغداد آئے، حضرت پیر دستگیر خود تو معتکف ہو گئے اور حضرت خواجہ کو اپنے خواجگان کی نعمت حوالہ کر کے سفر کے لئے رخصت فرمایا، حضرت پیر روشن ضمیر اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ میرا معین الدین محبوب الٰہی ہے۔ مجھ کو اس کی مریدی سے اور اس کے مریدوں سے فخر حاصل ہے۔

محفل سماع میں مشائخ کبار کی شرکت

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو سماع کا بہت ذوق تھا وہ اکثر سماع کی حالت میں بے خود ہو جاتے تھے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ کی محفل سماع میں اکثر علمائے متبحر و مشائخ کبار جیسے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ محمد کرمانی، شیخ محمد صفاہانی، مخدوم زادہ شیخ برہان الدین چشتی مولانا بہاء الدین بخاریؒ، مولانا محمد بغدادی، خواجہ اجل سنجری، شیخ سیف الدین ماجوزی، شیخ احمد بن محمد اصفہانی شیخ جلال تبریزی، شیخ احد الدین کرمانی، شیخ احمد واحد، شیخ برہان الدین غزنوی، خواجہ سلیمان اور عبدالرحمن قدس اللہ اسرارہم شریک ہو کر فیضیاب ہوتے تھے۔

مریدین کے لئے دعا

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حرم کعبہ میں مصروف عبادت تھے آواز آئی

Marfat.com

کر اے معین الدین! میں تجھ سے خوش ہوں میں نے تجھ کو بخش دیا۔ جو کچھ تیری خواہش ہو مانگ۔ تاکہ میں تجھ کو عطا کروں آپ نے دعا مانگی کہ الٰہی! معین الدین کے مریدوں کو بخش دینا، آواز آئی اے معین الدین! تو میرا مخصوص اور برگزیدہ بندہ ہے۔ تیرے تمام مریداں جو بھی تیرے شجرے میں شامل ہوں گے سب کو بخش دوں گا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میرے مریداں اور مریدوں کے مریدان جنت میں قدم نہ رکھ لیں گے میں بہشت میں داخل نہیں ہوں گا۔

مساکین و غرباء کے خورد و نوش کا انتظام

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے باورچی خانہ میں روزانہ اتنا کھانا پکتا تھا کہ شہر کے تمام مساکین اور غرباء سیر ہو کر کھا لیتے تھے۔ اور خادم جس کے حوالہ یہ خدمت تھی روزانہ خرچ کے لئے نقد لینے کو حاضر ہوتا تو آپ اپنے مصلا کا ایک کونہ اٹھا دیتے بے شمار خزانہ ظاہر ہو جاتا آپ اس خادم سے فرماتے آج کے اخراجات مطبخ کے لئے جتنی رقم کی ضرورت ہو لے لے۔ وہ لنگر خانہ کے خرچ کے مطابق رقم لے لیتا اور کھانا پکوا کر غرباء، فقراء اور مساکین میں تقسیم کرتا۔

آتش پرستوں کا قبول اسلام

شہر بغداد میں سات آتش پرست تھے جو اپنی سخت ریاضت کی وجہ سے خاص طور پر مشہور تھے چھ چھ ماہ پر ایک لقمہ کھاتے تھے، اس بنا پر بہت زیادہ لوگ ان کے معتقد تھے، ایک دن یہ ساتوں حضرت خواجہ کی ملاقات کے لئے آئے، حضرت خواجہ کی جیسے ہی ان پر نظر پڑی وہ سب ہیبت سے کانپنے لگے، اور چہرے کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ وہ بے اختیار قدموں پر گر پڑے، حضرت خواجہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ اے بے دینو! اللہ سے تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس کو چھوڑ کر دوسری شے کو پوجتے ہیں، ان لوگوں نے کہا اے خواجہ! ہم لوگ ڈر کر آگ کو پوجتے ہیں کہ شاید کل یہ ہم کو نہ جلائے حضرت خواجہؒ نے فرمایا احمقو! جب تک خدا کی پرستش نہ کرو گے آگ سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔ ان لوگوں نے کہا حضرت! آپ تو اللہ تعالیٰ کو پوجتے ہیں۔ اگر یہ آگ آپ کو نہ جلائے تو پھر ہم لوگ آپ کے آسمان والے خدا پر ایمان لے آئیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہو گا تو یہ آگ معین الدین کے جوتے کو بھی نہیں جلا سکتی آگ وہاں پر موجود تھی آپ نے اسی وقت اپنے جوتے اس میں ڈال دیئے اور فرمایا کہ اے آگ معین الدین کے

Marfat.com

جوتے کی حفاظت کرنا۔ اسی وقت آگ ٹھنڈی ہوگئی اور غیب سے آواز آئی جس کو سب حاضرین نے سنا کہ آگ کی کیا مجال جو میرے دوست کے جوتے کو جلا دے۔ ان آتش پرستوں کی جماعت حضرت کی بزرگی اور عظمت سے متاثر ہو کر فوراً مشرف بہ اسلام ہوئی اور ان لوگوں نے حضرت کی ملازمت اختیار کرلی اور پھر کچھ ہی مدت میں اولیائے کامل سے ہو گئے۔

فرمودات

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا کہ اللہ کو پہچاننے کی نشانی عوام سے دور بھاگنا اور معرفت کے بارے میں خاموش رہنا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب سے میں پیدا ہوا اسی وقت سے عاشق و معشوق اور عشق کو میں نے ایک ہی پایا۔ لوگوں نے ایک مرتبہ آپ سے پوچھا کہ مرید کب تائب ہوتا ہے فرمایا کہ بیس برس تک جب عذاب کا فرشتہ اس کے متعلق کوئی گناہ نہ لکھے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات بعض اکابر متقدمین نے بھی لکھی ہے۔ اور اس کی وضاحت متاخرین علمائے صوفیہ نے یہ فرمائی ہے کہ توبہ استغفار ہر حال میں مرید کے لئے لازم ہے۔ کیونکہ گناہوں کی کتابت محض توبہ استغفار ہی کی وجہ سے رکی رہتی ہے ورنہ یہ بات نہیں کہ گناہ سرزد ہونے سے رک جاتے ہیں۔ اس لئے توا ستغفار ہر وقت کرتے رہنا چاہیئے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ حاجی خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں۔ اور عارف اپنے قلوب سے عرش اور حجاب عظمت کے گرد طواف کرتے ہیں، پھر فرمایا کہ ایک مدت تک میں نے خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا ہے۔ اب خانہ کعبہ میرے گرد طواف کرتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص عذاب دوزخ سے محفوظ رہنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے سب عبادات اور طاعت سے بہتر طاعت کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسی طاعت ہے حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ بے بسوں کی مدد کرنا۔ مجبوروں کی ضرورت پوری کرنا اور بھوکوں کو کھانا کھلانا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھے گا۔ اول دریا جیسی سخاوت، دوم آفتاب جیسی شفقت، سوم زمین جیسی تواضع، عارفوں کے مرتبہ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ عارف لوگ جب اپنے مرتبہ پر پہنچتے ہیں تو تمام عالم اور جو کچھ اس میں ہے سب کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

حضرت غوث الاعظم سے ملاقات

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو غوث الاعظم میر سید محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانیؒ سے دو مرتبہ ملاقات ہوئی تھی ایک مرتبہ تو

اس وقت جب کہ حضرت خواجہؒ ابتدائے حال میں تھے حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے انہیں دیکھ کر فرمایا تھا۔ کہ یہ شخص آگے چلکر مقتدائے مشائخ روزگار میں سے ہوگا اور بہت لوگ اس کے ذریعہ منزل پر پہنچیں گے، دوسری مرتبہ جب حضرت غوث الاعظم جیلان میں تھے اور کوہ جودی کے دامن میں ایک قطعہ زمین کا خرید کر اپنے فرزندوں کیلئے آباد کیا تھا۔ دونوں بزرگ اس جگہ بیٹھ کر گفتگو میں مشغول تھے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ حضرت! کچھ خدا رسول کی باتیں بتایئے، حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ اللہ رسولؐ کی بات کیلئے خلوت چاہیئے، حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اس میں دو رکاوٹیں ہیں ایک تو یہ کہ کہیں یہ بات میرے پیر دستگیر کے گوش مبارک میں نہ پہنچ جائے اور اس سے تقاضائے غیرت کے مطابق ان کو دکھ پہنچے اور میری بربادی کا باعث ہو، اور حقیقت یہ ہے۔ کہ میں اپنے پیر سے زیادہ باکمال کسی کو نہیں جانتا پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں کوئی ایسی حرکت کروں جس سے حضرت پیر دستگیر کی ذات بابرکات میں کوئی کمی واقع ہو یا ان کی دلآزاری کا باعث ہو۔ دوسرے اس جگہ سے ہٹ کر خلوت میں جانے کی ضرورت اس لئے بھی نہیں ہے کہ اگر حاضرین مجلس اہل ہیں تو پھر کلمۂ حق کو ان کے سامنے نہ بیان کرنا ہرگز مناسب نہیں اور اگر وہ لوگ اہل نہیں ہیں تو پھر وہ کیا سمجھیں کہ حضرت غوث الاعظمؒ کیا فرما رہے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم اس تقریر کو سن کر خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا پھر حضرت خواجہؒ حضرت غوث الاعظم کی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور جیلان میں کچھ روز مقیم رہ کر ایک حجرہ بنایا اور وہاں ایک چلہ تک معتکف رہے، چنانچہ وہ حجرہ آج تک جیلان میں موجود ہے اور زیارت گاہ خاص و عام بنا ہوا ہے ان دونوں بزرگوں میں آپس میں قرابت داری بھی تھی۔ رشتے میں حضرت خواجہؒ حضرت غوث الاعظم کے ماموں ہوتے تھے حضرت خواجہؒ کے تفصیلی حالات اکثر کتب سیر میں موجود ہیں اس لئے ان میں سے مزید اس جگہ ذکر کئے جاتے تھے

مقتولؓ کی حیات نو

ایک حاکم نے ایک شخص کو بے گناہ دار پر کھینچ دیا تھا مقتول کی ماں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی خدمت میں آئی اس وقت حضرت خواجہ وضو فرما رہے تھے اس عورت نے آتے ہی گریہ وزاری شروع کر دی کہ خدا کے لئے میری فریاد سن لیجئے۔ شہر کے حاکم نے ناحق میرے لڑکے کو بے چغلخوروں کی رپورٹ پر پھانسی دیدی ہے حضرت خواجہؒ نے متوجہ ہو کر اس کی فریاد کو غور سے سنا جب انہیں یقین ہو گیا کہ واقعہ بالکل صحیح ہے تو انہوں نے اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور اپنے خدام اور مریدوں کے ساتھ روانہ ہو گئے، ہر شخص حیران اور سراسیمہ تھا کہ

دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ حضرت خواجہ سیدھے مقتول کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور دیر تک اس کی لاش کو دیکھتے رہے پھر اپنے عصا سے اس کی گردن کو چھو کر فرمایا کہ اے مظلوم! اگر تجھ کو بے قصور مارا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا اور پھانسی کے تختے سے اتر جا۔ ان الفاظ کا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ مقتول زندہ و سلامت پھانسی کے تختے سے نیچے آگیا جیسے حکم کا منتظر ہو۔ اور فوراً حضرت کے قدموں پر گر گیا، پھر وہ اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا اور حضرت خواجہ یہاں سے اپنی خانقاہ کو لوٹ گئے۔ پھر اپنے مریدوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بندہ کو اپنے خدائے عزوجل سے اتنا تعلق ضرور ہونا چاہیئے کہ وہ جو کچھ درخواست کرے قبول ہو جائے۔ ورنہ وہ پھر درویش کہلانے کے لائق نہیں ہے

اب کچھ حضرت خواجہؒ کے ہندوستان تشریف لانے، اجمیر کے راجہ، شادی دیو اور جیپال جوگی کے ساتھ گزرے واقعات اور ہندوستان میں حضرت کے دم قدم سے اسلام کے پھیلنے کا حال لکھا جائے گا، تاکہ حضرت کے قدرت تصرف ولایت اور کمال عظمت کا صحیح اندازہ دنیا والوں کو ہو سکے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ کی طلبی

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ جب اپنے پیر روشن ضمیر سے نعمتیں حاصل کر چکے تو ان کی اجازت سے سفر پر روانہ ہو گئے اس وقت آپ کا سن باون برس تھا۔ آپ جس جگہ پہنچتے اکثر قبرستان میں قیام فرماتے اور جب وہاں آپ کی ذرا بھی شہرت ہوتی فوراً وہاں سے خاموشی کے ساتھ نکل جاتے، اسی طرح پھرتے پھراتے خانہ کعبہ پہنچے۔ کچھ روز وہاں ٹھہرے، پھر مدینہ منورہ جا کر روضہ اقدس کی زیارت سے شرفیاب ہوئے اور وہیں آستانہ نبوی پر مقیم ہو گئے۔ ایک روز روضہ اقدس سے آواز آئی کہ معین الدین کو بلاؤ، خدام نے معین الدین نام لیکر پکارنا شروع کیا کئی جگہ سے لبیک کی آواز آئی، خدام نے عرض کیا کہ کس معین الدین کی طلبی ہے یہاں تو معین الدین نام کے بہت لوگ حاضر ہیں پھر آواز آئی کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ خدام حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس پہنچے تو ان کی عجب حالت تھی، حضرت خواجہ گریاں و نالاں درود و سلام پڑھتے ہوئے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے آواز آئی کہ اے قطب المشائخ! اندر چلے آؤ۔ حضرت بے خود و مدہوش اندر گئے وہاں حضرت رسالت مآب کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوئے۔

ہندوستان جانے کا حکم

حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ معین الدین تم میرے دین کے مطابق ہو لیکن تم کو فوراً ہندوستان جانا چاہیئے وہاں اجمیر نام کا

Marfat.com

ایک شہر ہے جہاں میرے فرزندوں میں سے سید حسین نام کے ایک شخص نے جاکر جہاد کیا تھا اور اب وہ شہید ہو گئے ہیں اور وہ مقام پھر کفار کے قبضہ میں آگیا ہے تمہارے دم قدم سے وہاں اسلام کا بول بالا ہو گا اور کافروں کو ذلت اور شکست نصیب ہو گی۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انار حضرت خواجہؒ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ اس میں دیکھو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں کس جگہ پر جانا ہے۔ حسب الحکم حضرت خواجہؒ نے انار میں دیکھا تو مشرق سے مغرب تک جو کچھ تھا سب ان کی نظروں کے سامنے آگیا شہر اجمیر اور اس کی پہاڑیاں صاف دکھائی دینے لگیں، وہاں سے وہ اپنے چالیس مریدوں کے ساتھ ہندوستان روانہ ہوئے۔ اجمیر کے راجہ کو ادھر منجموں کے ذریعہ حضرت کی تشریف آوری کی خبر مل گئی تھی۔ اس نے جگہ جگہ اپنے عمال کو حکم دیا تھا کہ اس قیافہ کا کوئی درویش اسطرف سے گزرے اس کو فوراً ہلاک کر دیا جائے

اجمیر میں آمد

حضرت خواجہ اپنے چالیس ساتھیوں کے ساتھ علانیہ سفر کر رہے تھے کوئی ان پر قابو نہ پا سکا یہاں تک کہ اجمیر پہنچ گئے اور شہر کے باہر درخت کے نیچے ایک میدان میں جہاں مہاراجہ کے اونٹ بیٹھے تھے اقامت گزیں ہوئے ساربان نے درویشوں کی ایک جماعت کو وہاں پر بیٹھے دیکھا تو کہا کہ یہ جگہ تم لوگوں کے لئے نہیں ہے یہاں مہاراجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں، درویشوں میں سے کسی نے بھی اس کی بات پر دھیان نہ دیا تو وہ سختی پر اتر آیا حضرت خواجہؒ نے وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگ اٹھ تو جاتے ہیں لیکن تمہارے اونٹ یہیں پر بیٹھے رہیں گے حضرت خواجہ وہاں سے روانہ ہو کر اناساگر حوض پر مقیم ہوئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے مہاراجہ کے اونٹ اس میدان میں بیٹھے تو پھر ساربان کی لاکھ کوشش پر وہاں سے نہیں اٹھے اور جم کر رہ گئے، اناساگر حوض کے بارے میں حضرت خواجہ کو لوگوں نے بتایا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں میر سید حسین خنگ سوار جہاد کرنے کے دوران قیام پذیر ہوئے تھے، حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اپنے بھائی کے ملک پر میں قابض ہو گیا، پھر بت خانوں کی طرف دیکھ کر جو بے شمار پھیلے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ انشاء اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد سے جلد ہی میں ان سبھوں کو منہدم کر دوں گا۔ ان بت خانوں میں ایک بڑا بت خانہ بھی تھا، جہاں مہاراجہ اور تمام کفار پوجا کیا کرتے تھے اور اس بت خانہ کے اخراجات کے لئے بڑی بڑی جائدادیں وقف تھیں۔ حضرت خواجہ کے وہاں مقیم ہونے کے بعد خدام روزانہ ایک گائے خرید کر لاتے اور ذبح کر کے کھا جاتے تھے یہاں تک کہ کفار کو اسکی خبر ہو گئی وہ لوگ غصہ میں آگ ہو گئے اور مشورہ کر کے تمام اسلحہ جات سے مسلح ہو کر حضرت پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت خواجہ اس وقت نماز میں مشغول تھے خدام نے مضطرب ہو کر ان کو تمام حالات سے باخبر کیا۔ حضرت خواجہ نے نماز سے

Marfat.com

فارغ ہو کر ایک مٹھی خاک اٹھالی اور اس پر آیت الکرسی پڑھ کر کفار کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔ وہ خاک جس جس پر پڑی بے حس و حرکت ہو کر رہ گیا اور معتوب الٰہی ہوا کافروں نے جب دیکھا کہ اتنے زبردست اور کامل حریف سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے تو مجبور ہو کر اس بڑے بت خانہ میں گئے جہاں ایک دیو رہتا تھا اور اسی سے فریادی اور مدد کے خواستگار ہوئے

شادی دیو کا قصہ

دیو نے کفار کی باتوں کو سن کر کہا کہ یہ درویش اپنے مذہب کا بہت بڑا صاحب کمال اور طاقتور انسان ہے۔ اس پر ہمارے جادو اور سحر کے ہم لوگ کسی طرح غالب نہیں آ سکتے پھر ان لوگوں کو جادو سکھلایا اور اپنی پیشوائی میں لے کر چلا۔ حضرت خواجہ کے نزدیک پہنچ کر سبھوں نے افسوں پڑھنا شروع کیا۔ مریدوں میں سے ایک نے حضرت خواجہ کو خبر دی کہ حضرت کفار سب دیو کی مدد لے کر پھر حملہ آور ہوئے ہیں اور دور کھڑے ہو کر افسوں پڑھ رہے ہیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو ان کا باطل سحر ہم لوگوں پر ذرا بھی اثر انداز نہ ہوگا بلکہ اللہ نے چاہا تو ان کا دیو راہ راست پر آ جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ پھر نماز میں مشغول ہو گئے۔ کفار اور دیو جب حضرت کے قریب پہنچے تو ان کے پیر سے چلنے کی طاقت اور زبان سے گویائی کی قوت سلب ہو گئی جہاں پر تھے وہیں پر بے حس و حرکت کھڑے ہو گئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب حضرت نے ان لوگوں کی طرف نظر کی تو دیو جو ان لوگوں کا پیشوا تھا ہیبت سے بید کی طرح کانپنے لگا اور بے تحاشا رام رام کی بجائے رحیم رحیم پکارنے لگا۔ کفار نے جو یہ رنگ دیکھا تو حیرت زدہ ہو کر اس پر لعن طعن کرنے لگے۔ ان کے لعن طعن کرنے سے وہ اتنا زیادہ برہم ہو گیا کہ لکڑی پتھر جو بھی اس کو ملا اس سے ان کو مارنے لگا اور بہت سے کفار کو اس طرح مار ڈالا۔ اور باقی جو بچے جان بچا کر بھاگے۔ حضرت خواجہ خاموشی سے یہ دیکھ رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد اپنے خادم کے ہاتھ انہوں نے ایک پیالہ پانی اس کو بھیجدیا۔ دیو نے خادم کے ہاتھ سے وہ پانی سے بھرا پیالہ لے لیا اور شوق سے پی گیا۔ اس کا پینا تھا کہ ساری کفر کی تاریکی اس کے دل سے دور ہو گئی۔ اور وہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گر گیا اور ایمان لے آیا اور بولا کہ حضرت آپ کا جمال دیکھ کر میں بہت شادماں ہوا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا تو پھر میں نے اس مناسبت سے تمہارا نام شادی دیو رکھا۔ شکست خوردہ کفار وہاں سے بھاگ کر مہاراجہ کے پاس گئے اور سارا حال کہہ سنایا۔ اسی لمحہ ساربان نے بھی حاضر ہو کر اونٹ کے اپنی جگہ سے کسی طرح نہ اٹھنے کی خبر دی۔ مہاراجہ نے کہا کہ ایسے کامل درویشوں کو بھگانا آسان نہیں ان سے ہرگز بے ادبی سے پیش نہ آؤ۔ اور پھر ساربان سے مخاطب ہو کر کہا کہ اسی درویش کے پاس جا کر آرزو منت کر۔ اور اپنی غلطی کی

Marfat.com

معافی طلب کر۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں۔ ساربان نے حضرت کی خدمت میں آکر بہت آہ وزاری کی اور قصور کی معافی چاہی۔ حضرت خواجہ نے اس کو معاف کر دیا اور فرمایا کہ جا دیکھ تیرے اونٹ کھڑے ہیں۔ ساربان نے واپس آکر دیکھا تو واقعی اس کے اونٹ سب کھڑے تھے۔ اس نے مہاراجہ سے آکر کل واقعات بیان کیے مہاراجہ بہت متحیر اور متردد ہوا

اجے پال جوگی سے مقابلہ

اجمیر ہی کے نواح میں اجے پال نامی ایک مشہور جوگی رہتا تھا جس کے طلسم اور جادو کی پورے ہندوستان میں شہرت تھی۔ اس کے ایک ہزار یا پانچ سو چیلے تھے۔ ان میں سے سات سو چیلے ماہر جادوگر تھے اور بقیہ بھی اپنے اپنے فن میں بڑے چالاک عیار اور کامل تھے۔ مہاراجہ کو اجے پال جوگی سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے اس کو طلب کر کے تمام ماجرا سے آگاہ کیا۔ اور آخر میں اس کو انتقام لینے پر آمادہ کیا۔ جوگی نے مہاراجہ کو پوری طرح تسلی دی۔ اور دوسرے روز وہ مہاراجہ اپنے تمام چیلے اور شہریوں کے ساتھ حضرت کی طرف روانہ ہوا خود اجے پال جوگی ہرن کی کھال پر بیٹھا ہوا ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ حضرت خواجہ کو جب ان لوگوں کے آمد کی اطلاع ہوئی تو وضو کر کے خود نکلے اور اپنے چاروں طرف دو خط کھینچ کر حصار کر لیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو ہمت دلائی۔ وہ بدبخت جوگی اپنے قافلہ کے ساتھ نزدیک پہنچ کر بہت کوشاں ہوا کہ جادو کی مدد سے دائرہ کے اندر قدم رکھ دے لیکن اس کی طاقت سے یہ باہر تھا۔ اسی درمیان میں ان لوگوں نے دیکھا کہ شادی دیو دست بستہ حضرت خواجہ کے سامنے کھڑا ہے۔ تو ان لوگوں نے بڑا شور و غوغا مچایا اس پر لعن طعن کی بوچھاڑ کر دی کہ تجھ پر راجہ نے اتنا خرچ کیا کہ وقت پر کام آئے گا۔ لیکن تو نے بیوفائی کی اور مسلمانوں کے ساتھ مل گیا۔ شادی دیو صرف سنتا رہا اور اس نے مطلق اس طرف دھیان نہ دیا جادوگر سب اپنے کام میں اور عوام شور و غوغا میں مشغول تھے کہ حضرت خواجہ نے ان لوگوں سے کہا کہ کیوں ہنگامہ مچا رکھا ہے کہیں تم لوگوں کی شامت تو نہیں آئی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے دیو کو طعن لعن کر رہے ہیں جو کہ آپ کے زیر اثر ہم لوگوں سے روگرداں ہو گیا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اگر اس کا دل تم لوگوں کی طرف راغب ہو گا۔ تو تم لوگوں کے بہلانے پھسلانے اور تسلی و تشفی سے چلا جائے گا ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے ان لوگوں نے لاکھ وعدہ وعید کیا بہلایا پھسلایا اور غلایا لیکن شادی دیو ٹس سے مس نہیں ہوا پھر حضرت خواجہ نے شادی دیو کو پکارا تو وہ لبیک کہہ کر دوڑا اور سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ پیالہ لے اور اناساگر حوض سے بھر کر لے آ۔ اور دیکھ پیالہ بھرنے کے وقت یا بدوح یا بدوح پڑھنا۔ شادی دیو پیالہ لے کر اللہ کا نام ورد کرتے ہوئے

روانہ ہوا۔ اور حوض کے کنارے پہنچ کر جیسے ہی بدّوحؒ پڑھ کر اس نے پیالہ بھرنا چاہا، تمام حوض کا پانی اللہ کی قدرت سے اس میں سما گیا۔ گویا زمانے سے حوض میں پانی ہی نہ تھا۔ شادی دیو پانی سے بھرا ہوا پیالہ لے کر جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو کافروں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اور جادو سحر خوانی میں پورا زور لگایا یہاں تک کے پہاڑیوں سے ہزاروں لاکھوں سانپ پیدا کر دئیے جو حضرت خواجہ کی طرف سر اٹھائے بڑھنے لگے۔ لیکن سب کے سب حصار کے دائرہ کے پاس آ کر رک گئے۔ اور اس میں داخل نہیں ہو سکے۔ پھر حضرت خواجہ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ان سانپوں کو بے جھجک پکڑ پکڑ کر پہاڑیوں پر پھینکیں، ساتھیوں نے ایسا ہی کیا، اللہ کی قدرت سے وہ سانپ جہاں جہاں پر گرتے تھے۔ وہاں پر زمین سے سایہ دار درخت نکل آتا تھا۔ پھر جادوگروں نے آگ برسانا شروع کی۔ لیکن ایک چنگاری بھی دائرہ کے اندر نہیں گرتی تھی۔ بلکہ وہ آگ خود ان ہی لوگوں کی طرف لوٹ جاتی تھی یہاں تک کہ اجیپال اور اس کے تمام چیلے عاجز آ گئے۔

اجے پال جوگی کا انجام

پھر اجے پال راجہ سے خفیف ہو کر حضرت خواجہ کے نزدیک آیا اور بولا تم نے میرے شاگردوں کو شکست دے دی لیکن اب تم کو مجھ سے سابقہ ہے بہتر ہے کہ اپنی جان بچا کر چلے جاؤ ورنہ ابھی میں آسمان کی طرف پرواز کر کے اتنی آفتیں تم پر نازل کروں گا۔ کہ تم تاب مقاومت نہ لا سکو گے اور تباہ ہو جاؤ گے۔ حضرت خواجہؒ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اس بدبخت کی خود ستائی اور لن ترانی دیکھ رہے ہو۔ کتا جب عاجز آ جاتا ہے تو بھونکنے لگتا ہے پھر اجیپال کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی :. کہ با آسماں نیز پرداختی

آسمان پر تو بعد میں جانا ابھی زمین پر ہی تو نبیٹ لے۔ اجے پال غصہ میں ...... بہت سے سانپوں کو اپنے جسم کے چاروں طرف لپیٹ اور ہرن کی کھال پر بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑا اور دیکھتے دیکھتے نظر سے غائب ہو گیا۔ اسی وقت حضرت خواجہ نے اپنے نعلین کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے نعلین! اور جا اور اس بدبخت کافر کے منہ پر اتنا مار کر اس کا کچومر نکل جائے اور وہ نیچے اتر آئے پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ نعلین کو آسمان کی طرف اڑا دیں۔ نعلین کا اڑنا تھا کہ وہ ہوا میں بلند ہو کر سیدھا اجیپال کے سر اور چہرے پر برسنے لگا۔ جب طراق طراق اس کے سر اور چہرے پر جوتیاں پڑھنے لگیں تو وہ لوکھلا کر نیچے آ گیا اور شرمسار حضرت کے قدموں پر گر کر معافی مانگنے لگا

Marfat.com

اجیپال جوگی کا قبول اسلام

حضرت خواجہ نے اس کو تھوڑا پانی اس پیالے سے پینے کے لئے دیا اور اس کا قصور معاف کر کے اس پر مہربانی کی نظر ڈالی۔ اجیپال نے جیسے ہی اس پیالے کا پانی پیا کفر و شرکت کی ضلالت اور تاریکی اس کے سینے سے دور ہو گئی۔ وہ اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہو گیا

اجیپال کی خواہش کی تکمیل

حضرت خواجہ نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اجیپال! دل میں اگر کوئی آرزو ہے تو بیان کرو۔ اس نے دست بستہ حمد و ثنا کے بعد عرض کیا کہ اے حضرت! اللہ والے اپنی ریاضت سے جو مقام حاصل کرتے ہیں مجھے اس مقام تک پہنچا دیجئے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ فقرا کی صحبت میں رہنے کے بعد تمہیں وہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ اجیپال نے پھر عرض کیا کہ حضرت! آپ کا فرمانا بجا ہے لیکن میری تمنا ہے کہ اس مقام سے تھوڑا سا ابھی اس وقت مشاہدہ کر لیں۔ حضرت خواجہ مراقبہ میں گئے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھول کر اجیپال کو دیکھا اس پر نظر کا ڈالنا تھا کہ وہ عالم ظاہر سے دور عالم باطن میں حضرت کے پاس پہنچ گیا اور دیکھا کہ حضرت خواجہ آسمان کی طرف اڑے چلے جا رہے ہیں۔ اور وہ خود بھی ان کے پیچھے پیچھے اڑ رہا ہے اور دونوں ایک طبق آسمان سے دوسرے پر، دوسرے سے تیسرے پر جا رہے ہیں۔ اجیپال بھی پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ کسی آسمان سے آگے بڑھنے پر فرشتے روکتے ہیں۔ تو وہ حضرت خواجہ سے فریاد کرنے لگتا ہے کہ حضرت! فرشتے میرا دامن نہیں چھوڑتے حضرت مڑ کر دیکھتے ہیں تو غیب سے آواز آتی ہے کہ فرشتو! معین الدین کی دوستی کی وجہ سے اجیپال کو بھی چھوڑ دو یہاں تک کہ دونوں ایک خاص مقام پر پہنچ گئے وہاں پر فرشتوں کی جماعت جوق در جوق آ کر تعظیم و تکریم بجالانے لگی کہ حق جل و علی کے دوست معین الدین تشریف لائے ہیں۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے اجیپال! اس سے آگے تم نہیں جا سکتے۔ تم میں ابھی اتنی صلاحیت نہیں پیدا ہوئی ہے بہتر ہے کہ اس جگہ سے لوٹ جاؤ۔ اجیپال نے کہا حضرت کا جیسا حکم ہو۔ پھر حضرت خواجہ نے اس کو آنکھ بند کرنے کا حکم دیا۔ آنکھ بند کرنے کے بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اپنے کو حضرت خواجہؒ کے ساتھ اسی مقام پر کھڑا دیکھا۔ حضرت خواجہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کیوں اجیپال! تمہارے دل کی خواہش تو پوری ہو گئی نا؟ اس نے جواب دیا حضرت جو چاہتا تھا اس سے زیادہ ہی دیکھا۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا اور کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا حضرت! میں چاہتا ہوں کہ مجھے دائمی زندگی حاصل ہو۔ حضرت خواجہ نے تامل فرمایا پھر مراقبہ میں گئے غیب سے آواز آئی کہ اے معین الدین! تم اجیپال کیلئے جو دعا مانگو گے قبول کروں گا۔ پھر

Marfat.com

آپ نے نماز دوگانہ ادا فرمائی اور اس کی ابدی زندگی کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد اجیپال کو بلا کر اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور اس کو قیامت تک زندہ رہنے کی خوشخبری دی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ تم لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رہو گے اور یہی ہوا بھی۔ چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ اجمیر کی پہاڑیوں پر اکثر اجیپال سے لوگوں کی ملاقات مختلف شکلوں میں ہو جاتی ہے۔ اور ہر شب جمعہ کو وہ اب تک حضرت خواجہ کے روضۂ منورہ کی زیارت کیلئے آتا ہے

راجہ پتھورا کی سرکشی کا انجام

کچھ دنوں کے بعد شادی دیو اور اجیپال نے حضرت خواجہ کی خدمت میں التماس کی کہ حضرت شہر میں کوئی جگہ تجویز کر کے اپنا ٹھکانا بنالیں کہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہو سکیں آپ نے ان لوگوں کی درخواست پر توجہ فرما کر محمد یادگار نام اپنے ایک خادم اور مرید کو متعین کیا کہ وہ شہر میں فقرا کے ٹھہرنے کی لائق کوئی مناسب جگہ تجویز کریں۔ محمد یادگار نے حکم بجالایا اور جہاں پر اس وقت حضرت کا روضۂ منورہ ہے اسی جگہ کو منتخب کیا۔ حضرت اس جگہ پر آکر مقیم ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد آپ نے اپنے کئی آدمی راجہ کے پاس بھیجے کہ اس کافر گمراہ کو سمجھائیں کہ جن جن پر اس کو اعتقاد تھا وہ سب تو مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ وہ بھی اسلام لے آئے اسی میں اس کی بھلائی ہے۔ ورنہ ذلیل و پشیمان ہوگا۔ ان لوگوں نے جا کر اس کو دعوت اسلام دی۔ لیکن اس کو رنجت کو کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت اقدس کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر اس بدبخت نے اسلام نہیں قبول کیا تو اس کو زندہ لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ اور یہی ہوا بھی۔ کچھ دنوں کے بعد سلطان شہاب الدین نے کہ اس کو معز الدین بھی کہتے ہیں خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت خواجہ کے روبرو کھڑا ہے اور وہ اس کو مہربانی اور شفقت سے فرما رہے ہیں۔ کہ اے شہاب الدین! اللہ تعالے نے تجھ کو ہندوستان کی بادشاہت عطا فرمائی ہے جلد ہی اس طرف متوجہ ہو اور اس بدبخت راجہ کو زندہ گرفتار کر کے کیفر کردار کو پہنچا۔ جب سلطان شہاب الدین بیدار ہوا تو اسے بڑی حیرت ہوئی تو اس نے اپنے دربار کے دانشوروں سے اس کا ذکر کیا ان سبھوں نے اس کو فتح ہند کی خوشخبری دی یہاں تک کہ حضرت خواجہ سے اجازت لے کر وہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور اجمیر پہنچ کر راجہ سے کئی جنگیں لڑیں اور بالآخر فتحیاب ہوا اور وہ راجہ حضرت خواجہؒ کے فرمانے کے مطابق زندہ پکڑ لیا گیا۔ اور اس کی سلطنت پر قابض ہونے کے بعد دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ شدید اور خونریز جنگ کے بعد راجہ پتھورا بھی گرفتار ہوا۔ اور شہاب الدین دہلی کی سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور چار پانچ سال کے بعد خراساں کی طرف واپس ہوا۔

Marfat.com

اجمیر کی وجہ تسمیہ

اجمیر کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ اجیا نام کا ایک راجہ جس کی حکومت حدود غزنی تک پھیلی ہوئی تھی اور میر ہندی میں کوہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ راجہ نے یہاں پہاڑ پر قلعہ بنوایا تھا اس لئے اس جگہ کا نام اجمیر پڑ گیا، ہندوستان میں سب سے پہلے اجمیر ہی میں پہاڑ پر عمارت تعمیر ہوئی۔

بددیانتی کی سزا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بیان فرماتے ہیں کہ میں عرصہ دراز تک اپنے پیر و دستگیر کی خدمت میں رہا ہوں لیکن کبھی حضرت اقدس کو کسی پر ناراض ہوتے نہیں دیکھا سوائے ایک مرتبہ کے جب کہ حضرت خواجہ اپنے مرید شیخ علی۔۔۔ کے ساتھ اپنے حجرے میں تھے ایک شخص آیا اور شیخ علی کو پکڑ کر سخت کلامی کرنے لگا کہ میرا کئی درہم قرض جو باقی ہے فوراً دو۔ حضرت نے بڑی نرمی سے اس کو بتایا کہ جہاں اتنا صبر کیا ہے وہاں کچھ روز اور موقع دو۔ لیکن وہ اکڑتا گیا۔ آخر حضرت خواجہ کو غصہ آ گیا آپ نے اپنی چادر زمین پر بچھا دی۔ چادر کا بچھانا تھا کہ قدرت الٰہی سے وہ چادر درہم سے بھر گئی۔ پھر آپ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اپنا بقایا اس میں سے لے لے۔ اس شخص کی نیت میں فتور آ گیا اس نے اپنے بقایا سے زیادہ اٹھانا چاہا۔ فوراً اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ وہ گریاں و ترساں حضرت کے قدموں پر گر گیا، اور معافی مانگی کہ میں آئندہ سے کبھی گستاخی نہیں کروں گا اور نہ بدنیتی کروں گا میرا جو بقایا ہے وہ بھی اب مجھے نہیں چاہیئے میں نے بخش دیا۔ حضرت خواجہ کو اس پر رحم آ گیا اور انہوں نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی کہ خداوندا جب اس نے صدق دل سے توبہ کر لی ہے۔ اس کے ہاتھ کو شفا بخش۔ دعا فرماتے ہی اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا اور اس نے اپنی بقیہ زندگی حضرت کی خدمت ہی میں گزاری۔

دشمن پر احسان

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی آیا اور آداب بجا لا کر ایک طرف بیٹھ گیا اور عرض کی کہ حضرت بہت عرصہ سے آپ کی قدمبوسی کی تمنا تھی۔ اللہ کا شکر ہے یہ عظیم سعادت آج میسر ہوئی۔ جیسے ہی اس نے یہ جملہ کیا حضرت خواجہ نے اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور پھر ذرا توقف کے بعد فرمایا کہ اے آدمی! جس نیت سے تو آیا ہے۔ اس کو پورا کر۔ حضرت کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی اس کے سارے جسم میں لرزہ طاری ہو گیا وہ خوفزدہ ہو کر زمین پر گر گیا۔ اور بڑی عاجزی سے بولا کہ حضرت، فلاں شخص نے مجھ کو آپ کی ہلاکت پر آمادہ کیا تھا جیسا کہ آپ پر روشن ہے میں فلاں شخص کا مقرر کردہ ہوں میری ذرا بھی ایسی بیہودہ حرکت کرنے کی نیت نہ تھی، پھر بغل سے ایک چھری نکال کر رکھ دی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے آدمی! کسی کا راز ظاہر مت کر۔ اب زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں۔ اس نے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور کہا میں سزا کا مستحق ہوں آپ حکم دیجئے کہ لوگ مجھے سزا دیں بلکہ مار ڈالیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے عزیز! ہم

Marfat.com

لوگوں کی روش یہ ہے کہ جو ہم لوگوں کے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ اچھائی کریں اور تم نے تو اپنے جی سے میرے ساتھ برائی بھی نہیں کی۔ یہ کہہ کر اس کا سر اپنے قدموں سے اٹھایا اور اس کے لئے دعا فرمائی کہ خداوندا! اس شخص کو نیک توفیق عطا کر۔ دعا کرتے ہی اس کا دل بدل گیا اور اس نے حضرت کی ملازمت اختیار کر لی اور دیندار آدمی ہو گیا یہاں تک کہ پینتالیس حج کیے اور کعبہ ہی میں جان بحق ہوا۔ اس کی قبر مجاوران مکہ معظمہ کے قبرستان میں ہے۔

سلطان شمس الدین کے بارے میں پیشینگوئی

ایک دن حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ اسرارہم کے ساتھ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ یکایک سلطان شمس الدین تیر و کمان ہاتھ میں لئے ادھر سے گذرا حضرت خواجہ کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے فوراً فرمایا کہ دوستو! یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہونے والا ہے میں ابھی لوح پر لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ ہو جائے دنیا سے نہیں جائے گا اور بالآخر یہی ہوا کچھ ہی دنوں کے بعد وہ دہلی کا سلطان ہوا

خواجہ معین الدین چشتیؒ کا عقد

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ شمس الدین کے عہد میں دو مرتبہ دہلی تشریف لے گئے پہلی مرتبہ دہلی سے اجمیر واپس جاتے ہی آپ متاہل ہوئے اور وہ اس طرح کہ میر سید وجیہہ الدین مشہدی اجمیر کے حاکم تھے۔ بی بی عصمت نام کی ایک پاکباز لڑکی تھیں چونکہ وہ سن بلوغ کو پہنچ گئی تھیں اس لئے ان کے والد شادی کی فکر میں تھے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اے وجیہہ الدین! حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ کہ اپنی لڑکی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی زوجیت میں دے دو۔ جب وہ بیدار ہوئے تو حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب کا ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اگرچہ میں ضعیف ہو گیا ہوں لیکن جب سرور کائنات کا حکم ہے۔ تو اس سے سرتابی کی کہاں مجال ہے۔ پھر حضرت بی بی عصمت کو جو میر سید حسین خنگ سوار کی پھوپھی تھیں عقد نکاح کر کے گھر لے آئے۔ اس واقعہ کے سات سال بعد آپ کا وصال ہوا اس حساب سے آپ کی عمر ستانوے سال ہوتی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس واقعہ تاہل کے بعد سترہ برس آپ بقید حیات رہے۔ اس لحاظ سے آپ کی عمر ایک سو سات سال ہوتی ہے۔

عقد ثانی

آپ کے دوسرے عقد نکاح کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک رات آپ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ معین الدین تم میرے دین میں ہو تم کو میری سنت ترک نہیں کرنا چاہیے

Marfat.com

اتفاقاً اسی رات حاکم قلعہ ٹپلی ملک خطاب نے کافروں پر حملہ کیا تھا۔ جنگ میں راجہ کو شکست ہوئی اور اس کی لڑکی مقید ہو کر آئی۔ حاکم قلعہ ٹپلی نے وہ لڑکی حضرت خواجہ کی خدمت میں تحفۃً پیش کی حضرت خواجہ نے اس کو قبول کر کے عقد نکاح میں لائے۔ اور بی بی امیہ نام رکھا۔ ان ہی خاتون کے بطن سے بی بی حافظہ جمال پیدا ہوئیں جو بہت پاک باز و سلیقہ مند تھیں اور اپنے والد کی زیر تربیت عبادت و ریاضت کر کے بہت بلند مرتبہ پر پہنچیں آپ کا مرقد منورہ حضرت خواجہ کے پائیں میں ہے۔ آپ کے شوہر شیخ رضی الدینؒ بھی کاملین روزگار میں سے تھے۔ ان سے دو بیٹے عالم وجود میں آئے اور دونوں بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ کا خاندان

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت بی بی حافظہ جمال آپ کی حقیقی بیٹی نہ تھیں بلکہ منہ بولی بیٹی تھیں یہ بالکل غلط ہے اسی طرح آپ کے فرزندوں کے بارے میں بھی غلط روائتیں مشہور ہیں کہ آپ کے کوئی لڑکا نہ تھا۔ حالانکہ تمام معتبر کتب سیر میں بالتصریح درج ہے کہ آپ کے تین فرزند تھے اور ان کے اسمائے گرامی حضرت خواجہ ابو سعیدؒ، حضرت خواجہ فخر الدین اور حضرت خواجہ حسام الدین تھے البتہ اس بارے میں کچھ اختلاف ہے کہ یہ تینوں صاحبزادے حضرت بی بی عصمت کے بطن سے تھے یا حضرت بی بی امیہ کے بطن سے قدوۃ المحققین حضرت سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ اور ان کے ساتھ کچھ اور صوفیا کا بھی خیال ہے کہ یہ تینوں فرزند ان حضرت بی بی عصمت کے بطن سے تھے۔ اور بعض صوفیا کا خیال ہے۔ کہ حضرت خواجہ ابو سعیدؒ حضرت بی بی عصمت سے تھے اور بقیہ دونوں حضرت بی بی امیہ سے۔ چنانچہ شیخ فریدؒ نبیرہؒ حضرت شیخ حمید الدین ناگوریؒ اپنے جد بزرگوار کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ کے فرزندوں کی پیدائش کے بعد ایک روز انہوں نے میرے جد بزرگوار سے فرمایا کہ اے حمید الدین! جب میں جوان تھا اللہ سے جو کچھ مانگتا تھا فوراً مل جاتا تھا اور اب بوڑھے اور صاحب اولاد ہو جانے کے بعد جو دعا کرتا ہوں اثر نہیں ہوتا۔ میرے جد بزرگوار نے عرض کیا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضرت مریم علیہ السلام گرمی میں جاڑے کا میوہ بھی چاہتی تھیں تو وہ فوراً مل جاتا تھا لیکن حضرت عیسے علیہ السلام کی پیدائش کے بعد پھر یہ بات نہ رہی، اور ان کو بھی حکم ہونے لگا کہ خرما کا درخت ہلاؤ گی تو پھل ملے گا یعنی محنت کرو گی تو روزی ملے گی لیکن قدرو مرتبہ میں اپنے دوستوں کے اللہ کچھ فرق نہیں لاتا۔ اور ولایت پر تصرف ان لوگوں کا اسی طرح باقی رکھتا ہے۔ حضرت خواجہؒ نے یہ جواب سن کر پسند فرمایا اور کہا کہ ٹھیک کہتے ہو بات کچھ ایسی ہے۔

Marfat.com

خواجہ معین الدین چشتیؒ کے صاحبزادوں کے حالات

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے صاحبزادے حضرت فخر الدین بڑے صاحب عظمت بزرگ تھے اور خواجہ کے بعد بیس سال زندہ رہے اور اجمیر سے سولہ کوس دور قصبہ سردار میں جاں بحق ہوئے اور وہیں حوض کے نزدیک آپ کا مقبرہ بھی ہے۔ چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ حسام الدین ابدالوں کی صحبت میں رہتے تھے اور آخر مفقود الخبر ہو گئے۔ حضرت خواجہ فخر الدین کے صاحبزادے یعنی حضرت معین الدین چشتیؒ کے نبیرہ خواجہ حسام الدین سوختہ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے اور انہیں اپنے جد بزرگوار سے بہت کچھ ملا تھا۔ مرید ہونے سے پہلے وہ ریاضت اور مجاہدہ کی منزل سے کافی گذر چکے تھے۔ سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہٗ کی صحبت میں وہ اکثر بیٹھتے تھے۔ آپ کا مقبرہ قصبہ سانبھر میں مغرب کے سمت ہے آپ کے فرزندوں میں سے ایک شیخ بایزید بھی گذرے ہیں جو کمسنی ہی میں غائب ہو گئے تھے اور بہت زمانے کے بعد محمود خلجی بادشاہ کے عہد میں واپس آئے بادشاہ نے ان کو اجمیر کی ریاست دی۔ کچھ عرصہ گذرنے پر بربنائے بغض وعناد لوگوں نے آپ کو حضرت خواجہ کی اولاد تسلیم کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ وقت کے پاس مقدمہ گیا۔ بادشاہ نے جملہ علما فضلا اور اکابر مشائخ کو جمع کر کے اس بارے میں رائے طلب کی شیخ حسین ناگوریؒ، مولانا رستمؒ اور دوسرے اکابر مشائخ نے گواہی دی کہ یہی شیخ بایزید شیخ قیام الدین ابن خواجہ حسام الدین سوختہؒ ابن خواجہ فخر الدین ابن سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین حسن الحسینیؒ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ اس کے بعد شیخ حسین ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزندوں کے ساتھ رشتہ بھی قائم کیا اور لڑکی بیاہی۔

خواجہ معین الدین چشتی کی عنایت

ایک شخص شیخ فرید الدین شکر گنج قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے چھ روٹیاں مجھ کو عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد سے آج تک جس کو تقریباً ساٹھ سال کا عرصہ گزرتا ہے، وہ برابر مجھ کو مل رہا ہے۔ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج نے فرمایا کہ یہ خواب نہیں ہے بلکہ فضل ربانی ہے حضرت خواجہ نے تجھ پر مہربانی فرمائی ہے کہ تو کبھی افلاس میں مبتلا نہ ہو۔

فرمودات

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا کہ اگر مرشد کامل کوئی بات کہے تو مرید کو چاہیئے کہ اس کو دل کے کان سے سنے اور اس پر پورا پورا عمل کرے۔ ریاضت اور مجاہدہ پر زور دے اور اپنے پیران سلاسل

Marfat.com

کی پیروی کیلئے جی جاں سے کوشش کرے چنانچہ ہمارے خواجگان رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے چودہ مقام اختیار کئے ہیں اور ان کو اپنا دستور العمل بنالیا ہے۔ اور اپنے کاموں کا مدار ان پر رکھا ہے۔ یہی سبب ہے کہ وہ قرب و کمال کی منزل تک پہنچ گئے۔ اوّل مقام تائباں ہے کہ اس سے آدم علیہ السلام کے مقام کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرے مقام عابداں کہ یہ ادریس علیہ السلام کا مقام ہے۔ تیسرے مقام زاہداں جو مسیح علیہ السلام کا مقام ہے، چوتھے مقام راضیاں جو ایوب علیہ السلام کا مقام ہے، پانچویں مقام قانعاں جو یعقوب علیہ السلام کا مقام ہے۔ چھٹے مقام جاہداں جو یونس علیہ السلام کا مقام ہے ساتویں مقام صدیقاں جو یوسف علیہ السلام کا مقام ہے، آٹھویں مقام متفکراں جو شعیب علیہ السلام کا مقام ہے گیارھویں مقام مسترشداں جو شیث علیہ السلام کا مقام ہے۔ دسویں مقام صالحاں جو داؤد علیہ السلام کا مقام ہے۔ گیارھویں مقام مخلصاں جو نوح علیہ السلام کا مقام ہے۔ بارھویں مقام عارفاں جو خضر علیہ السلام کا مقام ہے۔ تیرھویں مقام شاکراں جو ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے۔ چودھویں مقام محباں جو افضل الانبیاء ختم الرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے

اہل طریقت کیلئے دس شرائط

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا ہے کہ اہل طریقت کیلئے دس شرائط ضروری ہیں۔ اوّل طلب حق دوسرے طلب مرشد کامل تیسرے ادب، چوتھے رضا۔ پانچویں محبت و ترک فضول۔ چھٹے تقویٰ۔ ساتویں استقامت شریعت۔ آٹھویں کم کھانا اور کم سونا نویں لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا۔ دسویں نماز اور روزہ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اہل حقیقت کے لئے بھی دس چیزیں ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ معرفت میں کامل اور اللہ تک پہنچا ہوا ہو۔ دوم یہ کہ کسی شخص کو ضرر نہ پہنچائے اور نہ کسی کے بارے میں بری بات سوچے، سوم یہ کہ حق تعالےٰ کی طرف رہنمائی کرے اور لوگوں سے وہی بات کہے جس میں دنیا اور دین کا فائدہ ہو۔ چہارم تواضع، پنجم گوشہ نشینی، ششم یہ کہ ہر شخص کی عزت اور احترام کرے اور اپنے کو تمام سے لوگوں سے کمتر اور حقیر سمجھے۔ ہفتم رضا و تسلیم، ہشتم یہ کہ ہر رنج و مصیبت میں صبر و تحمل سے کام لے، نہم سوز و گداز اور عجز و نیاز، دہم قناعت و توکل

درویش اور عارف کی تعریف

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ عاشق ہر وقت عشق میں محو رہتا ہے کیونکہ اگر کھڑا ہے تو ذکر دوست میں اور اگر طواف میں ہے تو اس کی ہیبت و عظمت میں منہمک ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ سالہا سال میں اس درگاہ میں طلب گار کی حیثیت سے کھڑا رہا لیکن حیرت و ہیبت کے سوا کچھ نہ ملا

Marfat.com

البتہ جب حق جل و علیٰ کی قربت حاصل ہو گئی تو پھر کوئی دشواری نہ رہی۔ دنیا والوں کو میں نے دنیا میں مشغول دیکھا اور آخرت والوں کو محجوب۔ اسی طرح مدعیوں کو دعویٰ میں اور ارباب تقویٰ کو تصوف میں ڈوبا ہوا۔ میں سبھوں سے آگے نکل گیا۔ آپ کا قول تھا کہ عاشق وہ ہے کہ اگر صبح کی نماز ادا کرے تو دوسری صبح تک خیال دوست میں محو رہے دل محبت کا آتش کدہ ہے کہ جو کچھ اس میں پڑے گا جل جائے گا اور بھسم ہو جائے گا کیونکہ محبت کی آگ سے بڑھ کر کوئی آگ نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ درویش وہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے پاس ضرورت لے کر جائے تو محروم نہ لوٹے پھر عارف کے بارے میں فرمایا کہ عارف وہ ہے جو اپنا دل دونوں جہاں سے ہٹا لے۔ اور لوگوں میں عارف تر بن وہ ہے جو متحیر تر ہو۔ اور عالم غیب سے ہر لمحہ لاکھوں تجلیاں اس پر ظاہر ہوتی رہیں۔ اور ایک زماں میں کئی حال اس پر وارد ہوں۔ اور ایک سانس میں ایک قدم سے عرش سے گزرے تو دوسرے قدم سے اپنے مقام پر لوٹ آئے عارف کامل کی نظر ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے اس کو دیکھ لے۔ عارف کی دوسری تعریف یہ ہے کہ عالم سلوک میں سوائے خدائے عز و جل کے کسی سے دوستی کا خواہشمند نہ ہو پھر فرمایا کہ عارف کے تین ارکان ہیں اول ہیبت، دوم تعظیم، سوم حیا۔ ہیبت وہ ہے کہ آدمی اپنے قصور پر شرمندہ ہو۔ تعظیم یہ ہے کہ ہمیشہ طاعت میں کوشاں رہے اور حیا یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی پر نظر نہ ڈالے۔

صادق کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ نہ تو اس کے ملک میں کوئی چیز ہو اور نہ وہ کسی چیز میں ہو۔ متوکل کے بارے میں فرمایا کہ وہ نہ لوگوں سے مدد لیتا ہے نہ اس کو کسی سے شکایت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ عاشق کون ہے آپ نے فرمایا جو عشق کی ابتدا میں فنا ہو جائے پھر لوگوں نے پوچھا کہ تجرید کیا ہے؟ فرمایا غیروں سے کٹ جانا اور دوست کے ساتھ مل جانا پھر فرمایا کہ جو شخص دوست کے قدموں پر جان دے دیتا ہے۔ وہ نجات کا گیند میدان سعادت سے نکال لے جاتا ہے۔ اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ دوست میں باقی رہ جاتا ہے اللہ اس کے اعمال کا نگہبان ہوتا ہے۔

خواجہ معین الدین چشتی کے خلفاء

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے چودہ جلیل القدر خلیفہ تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ، خواجہ فخر الدین ابن خواجہ معین الدین چشتیؒ، قاضی شیخ حمید الدین ناگوریؒ، شیخ وجیہ الدینؒ، شیخ حمید الدینؒ صوفیؒ، شیخ برہان الدینؒ عرف بدوؒ، شیخ احمدؒ، شیخ محسنؒ، شیخ سلیمان غازیؒ

شیخ شمس الدین، خواجہ حسن خیاطؒ، سالار مسعود غازیؒ، اجیپالؒ جوگی المعروف بہ عبداللہ اور بی بی حافظ جمال قدس اللہ اسرارہم۔ فقیر (مصنف سیر الاقطاب) سالار مسعود غازی کے خلیفہ ہونے کا مخالف ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں پہلے یہ کہ سالار مسعود ترک سپاہی تھے درویشی سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ دوسرے سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور سالار مسعود غازی کے زمانے میں بہت بڑا فرق ہے۔ سالار مسعود ۴۲۳ھ میں شہید ہوئے اور حضرت خواجہ کا سال وصال ۶۳۳ھ ہے لیکن چونکہ ملفوظات میں سالار مسعود کا نام آیا ہے اس لیے میں نے بھی لکھ دیا ہے

وفات

جس رات کو حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا وصال ہوا۔ اس رات کو حضرت نماز عشاء ادا کرنے کے بعد حجرۂ خاص میں چلے گئے، اور دروازہ کو اندر سے بند کر دیا۔ خدام رات بھر پیر کی آواز سنتے رہے جیسے وجد آرہا ہے۔ آخر رات میں آواز بند ہوگئی یہاں تک کہ صبح کی نماز کا وقت آگیا۔ باہر سے خدام نے دستک دی. اور پکارا لیکن جب جواب نہ ملا تو کسی طرح دروازہ کھولا گیا تب لوگوں نے دیکھا کہ حضرت رحلت فرما چکے ہیں۔

جس رات کو آپ نے رحلت فرمائی کئی آدمیوں نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ حق تعالے کے دوست معین الدین آرہے ہیں ان کے استقبال کیلئے آیا ہوں

حضرت کے وصال فرمانے کے بعد آپ کی پیشانی پر حبیب اللہ مات فی حب اللہ غیب سے لکھا ہوا لوگوں نے دیکھا۔ وصال ۶؍رجب المرجب ۶۳۳ھ میں ہوا۔ آپ کا سنہ وصال آفتاب ملک ہند نکلا ہے پہلے آپ کا مزار مبارک اینٹ کا تھا پھر پتھر کا بنایا گیا۔ قبر کے اوپر صندوق کی طرح بنا دیا گیا ہے۔

○

Marfat.com

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز

(۱۰)

شجرہ نسب

حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز امام ائمہ سردار عارفاں تھے۔ صوفیا آپ کو، سلطان الاولیاء، برہان الاتقیا، شہ نشینہ معرفت، گوہر بحر حقیقت پشت پناہ شرع مبیں، مقرب بارگاہ ربی، غوث الثقلین لاریب، دانائے اسرار غیب، معاون بیکساں، دستگیر عاجزاں قرۃ العین حضرت مصطفےٰ و مرتضےٰ نور باصرہ ائمہ اثنا عشریہ اور معشوق الٰہی کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ شیخ عبدالقادرؒ ابن حضرت ابی صالح موسیٰ جیلی، ابن، حضرت سید عبداللہ، ابن حضرت سید یحییٰ زاہد، ابن حضرت سید محمد الرومی، ابن سید داؤد الامیر، ابن حضرت سید موسےٰ ثانی، ابن حضرت سید عبداللہ المعروف بہ شیخ صالح، ابن حضرت سید ابوالحسن موسیٰ، ابن سید عبداللہ المحض، ابن حضرت سید حسن مثنیٰ، ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ابن حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سید عبداللہ المحض کی والدہ ماجدہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت فاطمہ تھیں۔ حضرت غوث پاک عبدالقادر جیلانی کی والدہ ماجدہ بھی حسینی تھیں۔

غوث پاک کی وجہ تسمیہ

حضرت غوث پاک، کا لقب محی الدین تھا۔ اور اس لقب کا سبب خود حضرت نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ہر جمعہ کو کچھ سیاح ...... بغداد میں آتے تھے، ایک مرتبہ میرے

قریب سے ایک نحیف البدن، کمزور اور زرد رو بیمار گزرا اور مجھ کو مخاطب کر کے السلام علیک کہا۔ جب میں نے اسے سلام کا جواب دیا تو اس نے کہا میرے نزدیک آؤ، میں اس کے قریب گیا، اس نے کہا مجھ کو سینے سے لگا لو، میں نے لگا لیا، سینے سے لگاتے ہی اس کا جسم تر و تازہ، توانا، صورت با رونق، اور رنگ کھلتا ہوا خوشنما ہو گیا۔ میں دیکھ کر ڈر گیا۔ اس نے کہا مجھ کو پہچانتے ہو، میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا میں تمہارے جد امجد کا دین ہوں۔ ضعیف ہو گیا تھا۔ جیسا کہ ابھی تم نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ مجھ کو تر و تازہ کیا اور دوبارہ زندگی بخشی۔ پھر میں اسے چھوڑ کر جامع مسجد چلا گیا۔ ایک شخص نے بڑھ کر جوتا میرے سامنے رکھا اور کہا اے شیخ محی الدین جب میں نے نماز پڑھ لی تو ہر طرف سے لوگوں کا ہجوم مجھ پر امنڈ پڑا اور لوگ عقیدت مندی سے میرے ہاتھ پیر چومنے لگے

اجنّہ کی اطاعت

حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی کا تصرف جن اور انس دونوں پر تھا چنانچہ جس طرح انسان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوتے تھے۔ اسی طرح جوق در جوق اجنا بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوتے اور تائب ہوتے تھے۔ شیخ عبداللہ بغدادیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ فاطمہ نام کی ایک سولہ سالہ لڑکی کوٹھے پر سے غائب ہو گئی میں حضرت غوث پاک کی خدمت میں فریادی ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کرخ کے ویرانہ میں ایک جگہ بغداد ہی میں ہے۔ وہاں جا کر زمین پر دائرہ کھینچ کر بیٹھ جاؤ۔ دائرہ کھینچنے کے وقت بسم اللہ علیٰ نیۃ عبدالقادر پڑھ لینا۔ جب رات زیادہ تاریک ہو جائے گی تو جن کے گروہ تیرے پاس سے مختلف شکلوں میں گزرنے لگیں گے، تم ڈرنا نہیں۔ صبح کے قریب اجنا کا بادشاہ لشکر کے ساتھ تمہارے پاس آ کر پوچھے گا۔ تم کہنا کہ شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور پھر لڑکی کا ماجرا اس سے کہہ سنانا۔ میں نے حضرت کے حکم کے مطابق کام کیا۔ جنوں کا گروہ در گروہ طرح طرح کی شکلوں میں اس طرف سے گزرنے لگا لیکن کوئی اس دائرہ کے قریب نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار جماعت کثیر کے ساتھ سامنے آیا اور دائرہ کے سامنے کھڑا ہو کر مجھ سے پوچھا تمہاری کیا غرض ہے میں نے کہا مجھے شیخ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ یہ سن کر گھوڑے سے اتر پڑا۔ زمین کو چوم کر دائرہ کے باہر بیٹھ گیا اور پوچھا کس لئے بھیجا ہے۔ میں نے لڑکی کا سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے فوراً اس دیو کو جو اس لڑکی کو لے گیا تھا حاضر کرنے کا حکم دیا۔ لڑکی کے ساتھ جنوں نے اس کو حاضر کیا۔ بادشاہ نے پوچھا تو نے اس لڑکی کو حضرت

Marfat.com

غوث الاعظم کے رکاب سے کیوں اغوا کیا؟ اس نے کہا مجھ کو اچھی ـــــ معلوم ہوئی تھی۔ فوراً حکم دیا کہ مجرم کو سزا دی جائے اور لڑکی اس آدمی کے حوالے کی جائے۔ لوگوں نے لڑکی مجھ کو دے دی۔

جیلانی کی وجہ تسمیہ

حضرت غوث الاعظم کو جیلی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت شہر جیل میں ہوئی تھی، اور یہ طبرستان کے نواح میں واقع ہے۔ اور اس کو جیلان اور گیلان بھی کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دجلہ کے کنارے بغداد سے ایک روز کی راہ پر جیل نام کا ایک گاؤں واقع ہے اور بعض لوگ اسے مدائن کے قریب بتاتے ہیں۔

خرقہ ارادت

حضرت غوث پاکؒ کو روحانیت بلا واسطہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوئی تھی خرقہ ارادت آپ کو حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ سے، حضرت غوث پاک کی تربیت حضرت شیخ حمادؒ سے ہوئی جو حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے اور حنبلی مذہب رکھتے تھے اور فتویٰ امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ دونوں کے مطابق دیتے تھے۔ شیخ بقائی بن بطوؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن، حضرت غوث الاعظمؒ امام احمد حنبلؒ کے قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ امام احمد حنبلؒ نے قبر سے باہر نکل کر حضرت غوث الاعظم کو سینے سے لگا لیا اور کہا اے عبد القادر! علم شریعت، حقیقت اور طریقت میں مجھے تمہاری ضرورت ہے۔

حضرت غوث پاک کی والدہ ماجدہ

حضرت غوث پاک کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر اور القب و نام امۃ الجبار فاطمہ بنت حضرت شیخ عبداللہ موسیٰؒ ہے، حضرت شیخ عبدالرحمن جامی قدس اللہ سرہٗ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ صومعیؒ گیلان کے مشائخ کبار، مقتدائے اولیائے زماں اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ جس وقت وہ غیظ و غضب میں آجاتے اللہ تعالےٰ ان کے مخالف سے فوراً انتقام لے لیتا۔ جو چاہتے وہی ہو جاتا۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی اکابر نسائے عارفات و صالحات میں سے تھیں آپ صاحب کشف و کرامت بھی تھیں۔ حضرت غوث الاعظم کی ولادت جیلان میں ماہ رمضان المبارک کی پہلی شب کو ہوئی۔ سال ولادت بعض ۴۷۱ھ لکھتے ہیں اور بعض ۴۷۰ھ بتاتے ہیں۔

زمانہ طالب علمی

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرے فرزند عبدالقادرؒ پیدا ہوئے تو اس رات کو

Marfat.com

ابر کے باعث (رمضان) مبارک کا چاند نہیں دیکھا جا سکا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں نے کہا آج میرے لڑکے نے دودھ نہیں پیا ہے آخر معلوم ہوا کہ اس روز رمضان تھا۔ حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ اوائل جوانی میں جب مجھے نیند آنے لگتی تو میں آواز سنتا کہ اے عبدالقادر تجھ کو سونے کیلئے ہم نے نہیں پیدا کیا ہے۔ اور جب میں مکتب خانہ پہنچتا تو فرشتوں کو کہتے سنتا کہ لڑکو اٹھو غوث کو جگہ دو۔ حضرت غوث الاعظم اٹھارہ سال کی عمر میں جیلان سے بغداد آئے اور وہ ۴۸۸ھ تھا۔ بغداد پہنچ کر آپ تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ پہلے قرأت قرآن میں مہارت حاصل کی۔ پھر فقہ و حدیث اور دوسرے علوم دینی میں لیاقت حاصل کی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں اپنے معاصر میں ممتاز اور ارفع ہو گئے۔ اسی سفر میں ساٹھ ڈاکوؤں نے آپ کی عظمت سے متاثر ہو کر آپ کے سامنے توبہ کی تھی۔ اور آپ کے دست حق پرست پر مرید ہوئے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ تمام دینی علوم میں کامل اور ماہر ہو گئے تھے۔ اور وعظ کے وقت اکثر فرماتے کہ اے آسمان اور زمین کے رہنے والو! آؤ میری باتیں سنو اور مجھ سے کچھ سیکھو کیونکہ میں نائب اور وارث رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میرے دل پر حق سبحانہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے۔ تقریباً ستر ہزار نفوس آپ کی محفل میں شریک ہوتے تھے اور چار سو عقیدت مند آپ کی تقریر کو لکھتے رہتے تھے۔ جس وقت مجلس وعظ منعقد ہوتی اور آپ وعظ فرماتے اس کے اثر سے حاضرین وجد اور ذوق میں آجاتے تھے۔ اور تین آدمی جاں بحق ہو جاتے تھے۔

حلیہ مبارک اور لباس

غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب آپ کی تصنیفات میں ہیں۔ مختلف کتب معتبرہ میں آپ کے حلیہ مبارک میں لکھا ہے۔ کہ آپ نحیف الجثہ، میانہ قد، چوڑا سینہ کشادہ پیشانی گندمی رنگ اور پیوستہ ابرو رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ کی آواز بلند تھی، لباس علما کا زیب تن فرماتے کبھی کبھی طیلسان بھی جسم پر رکھ لیتے تھے۔ بعض مرتبہ ایک اشرفی فی گز کا قیمتی کپڑا بھی آپ استعمال کر لیتے تھے آپ فرماتے تھے۔ کہ جب ہمیں کھلایا جاتا ہے تو کھا لیتے ہیں، پہنایا جاتا ہے تو پہن لیتے ہیں اور بولنے کا حکم ہوتا ہے تو بولتے ہیں اگر کوئی شخص آپ کی خدمت میں تحفہ لاتا تو آپ قبول فرما لیتے لیکن بادشاہوں کا تحفہ نہیں قبول کرتے۔ تحفہ لینے کے بعد فوراً حاضرین اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔

حضرت غوث پاکؒ اور خلیفہ المستنجد باللہ

ایک مرتبہ خلیفہ بغداد المستنجد باللہ نے آپ کی خدمت

میں حاضر ہو کر دس تھیلی اشرفی کی پیش کی۔ آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہے خلیفہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے ایک ایک تھیلی دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر آپس میں ٹکرا دی ٹکراتے ہی تھیلی سے خون جاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابو المظفر تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی کہ عوام کا خون نچوڑ کر جمع کرتے ہو۔ اور پھر میرے پاس آکر بیٹھتے ہو خلیفہ بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری کا پاس نہ ہوتا تو میں چھوڑ دیتا کہ یہ خون اس کے گھر تک بہتا ہوا چلا جائے۔ حضرت غوث الاعظم کبھی کسی بادشاہ یا امیر کے گھر نہ جاتے نہ ان کے مسند پر بیٹھتے نہ ان لوگوں کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے، خلیفہ کو جب خط لکھتے تو اس طرح لکھتے کہ عبدالقادر آپ کو ایسا کہتا ہے۔ عبدالقادر آپ کو ایسا حکم دیتا ہے خلیفہ کے پاس جب وہ نوشتہ پہنچتا تو وہ اسے آنکھوں سے لگاتا۔ چومتا اور سر پر رکھتا۔ آپ سے زیادہ خوش خلق، شرمیلا کریم اور مہربان کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ آپ نے کسی سائل کا سوال رد نہیں کیا۔ بیمار جب اطبا کے علاج سے مایوس ہو جاتے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ ان پر ہاتھ پھیرتے، ہاتھ پھیر دینے سے وہ شفا پا جاتا۔

چور کو ابدالی کا مرتبہ

ایک مرتبہ آپ کے گھر ایک چور آیا۔ دروازہ کے اندر قدم رکھتے ہی اندھا ہو گیا۔ کچھ نہ لے جا سکا ٹھیک اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام پہنچے اور فرمایا اے ولی اللہ! ابدال میں سے ایک کا ابھی انتقال ہو گیا ہے۔ ان کی جگہ پر جس کو آپ فرمائیں مقرر کر دیا جائے۔ حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک شخص دل شکستہ پڑا ہوا ہے، اس کو لے جا کر اس جگہ پر ابدال مقرر کر دیجئے۔ حضرت خضر علیہ السلام اس کو گھر کے اندر سے سامنے لے آئے۔ آپ نے اس پر ایک نظر کیمیا اثر ڈالی اور وہ ابدال کے مرتبہ پر پہنچ گیا۔ چونکہ آپ کے گھر میں معرفت اور محبت الٰہی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اس لئے حضرت نے اس چور کو اسی دولت میں سے دے کر رخصت کیا اور محروم نہ لوٹایا۔

اقطاب و ابدال کی تقرری و معزولی

اقطاب و ابدال کی معزولی اور تقرری حضرت غوث الاعظم ہی کے حوالے تھی۔ آپ جس کو چاہتے معزول فرماتے اور جس کو چاہتے مقرر فرماتے ایک مرتبہ کسی ابدال کا وصال ہوا۔ آپ نے ایک کافر کو قسطنطنیہ سے لا کر اس کے بال تراش کر محمد نام رکھا اور اپنی کلاہ مبارک اس کے سر پر رکھ کر ابدال کی جماعت میں داخل کر دیا۔

مردان غیب سے ایک ہوا میں اڑ کر جا رہا تھا۔ جب وہ بغداد کے اوپر سے گذرنے لگا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ اس وقت شہر بغداد میں کوئی مرد کامل نہیں ہے۔ حضرت غوث الاعظم کو پتہ چل گیا۔ آپ نے اس کی ساری صلاحیت

سلب کرلی اور وہ ہوا سے نیچے آپ کے قدموں پر گرا۔ پھر حضرت شیخ علی ہیتیؒ کی سفارش پر اس کا قصور آپ نے معاف کردیا۔ آپ کا ہر عمل شریعت کے مطابق ہوتا تھا۔ اگر کسی کو وہ شرع شریف کے خلاف کرتے دیکھ لیتے تو اس کی سلاحیتیں سلب کر دیتے۔

اکابر مشائخ میں سے ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت غوث الاعظمؓ کے بارے میں پوچھا کہ حق تعالیٰ نے کسی ولی اللہ کو حضرت غوث الاعظم کے مقام سے زیادہ بلند نہیں کیا اور نہ اپنے شربت محبت سے کسی کو چکھایا جتنا کہ اس سے زیادہ خوشگوار حضرت غوث الاعظم کو نہ عطا کر لیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ عبدالقادر فرد جہان اور غوث و قطب اولیائے زماں ہیں۔

اولیائے کرام میں غوث الاعظم کا مرتبہ

ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم اپنے کاشانہ میں تشریف فرما تھے اور تقریباً ایک سو عام مشائخ بھی وہاں پر موجود تھے جن میں شیخ علی ہیتی، شیخ بقائی بن بطو، شیخ ابوسعید قیلوی۔ شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ جاکرد، شیخ نصیب لبان موصلی شیخ عزاز بطائحی، شیخ منصور بطائحی، شیخ حماد بن مسلم، خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی جن سے نقشبندیہ سلسلہ چلا ہے، شیخ عقیل منجی، شیخ عدی بن مسافر، شیخ علی بن وہب سنجاری، شیخ موسیٰ، شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی، شیخ عبدالرحمن طفسونجی شیخ علی مطرب، شیخ ماجد کردی، شیخ ابومحمد قاسم بصری۔ شیخ ابوعمر، شیخ عثمان بن مرزوق، شیخ حیات بن قیس حرانی، شیخ فرسلان دمشقی، شیخ ابوحکیم ابراہیم بن دینار، شیخ مکارم کبریٰ، شیخ صدقہ بغدادی، شیخ ضیاء الدین ابراہیم بن ابی عبداللہ شیخ ابوعمر عثمان، شیخ ابوبکر بن عبدالحمید شیبانی، شیخ ابوالعباس۔ شیخ ابومحمد احمد بن عیلی، شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی شیخ ابومسعود احمد بن ابی بکر عطار، شیخ ابوالعلی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزاز، شیخ ابوالنسا محمود بن عثمان البقال، شیخ عباد، شیخ عبدالرحیم فنادی مغربی، شیخ ابوعمر، شیخ عثمان بن مرزوہ، شیخ مکارم خالصی، شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی، شیخ ابوالحسن جوسقی، شیخ عبداللہ قریشی۔ شیخ ابوالبرکات بن صحراموے، شیخ ابوسحاق ابراہیم بن علی اعزب اور شیخ غوث رضی اللہ عنہم اجمعین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت غوث الاعظم ممبر پر کھڑے ہو کر وعظ فرما رہے تھے۔ وعظ کے دوران آپ نے فرمایا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ (یعنی میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) حضرت شیخ علی ہیتیؒ فوراً ممبر کے قریب آئے اور حضرت غوث پاک کا قدم مبارک اپنی گردن

Marfat.com

پر رکھ لیا۔ پھر تمام اولیا اللہ نے باری باری سے یہی کیا۔ شیخ ابو سعید قیلوی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت غوث پاک نے قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل اولیاء اللہ فرمایا حق سبحانہٗ تعالیٰ آپ کے دل پر تجلی فرما تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ مقربین، اولیائے متقدمین و متاخرین سب اس جگہ پر موجود تھے اور سبھوں نے فرداً فرداً آپ کو خلعت پہنایا اور ملائکہ مقربین اور رجال غیب آپ کو اپنے جلو میں لئے ہوئے تھے، روئے زمین پر کوئی ولی باقی نہیں رہا جس نے آپ کا قدم اپنی گردن پر نہ رکھا ہو۔ عجم میں کسی بزرگ نے ایسا نہ کیا تو ان کی بزرگی سلب ہو گئی۔ ظاہر ہے اسطرح کا دعویٰ وہی کر سکتا ہے جسے حق تعالیٰ اور اس کے محبوب کی عنایت، مہربانی اور حمایت حاصل ہو۔

مشائخ کبار کی پیشین گوئی

اوائل زمانے میں اکثر مشائخ کبار نے حضرت غوث پاک کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس عجمی جواں کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ بعض مشائخ عظام نے سو سال پہلے ہی آپ کے بارے خبر دے دی تھی۔ چنانچہ شیخ ابی بکر طائحی قدس اللہ سرہ العزیز جو کہ اکابر شیخ متقدمین سے تھے۔ اور جنہوں نے بے واسطہ خرقہ ارادت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لیا تھا فرماتے ہیں کہ اوتاد عراق سات شخص ہیں حضرت شیخ معروف کرخیؒ، امام احمد بن حنبل، شیخ بشیر حافی، شیخ منصور بن عمارؒ شیخ جنید بغدادیؒ، شیخ سہیل بن عبداللہ تستریؒ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، معشوق الٰہی رضی اللہ عنہم۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ حضرت! یہ شیخ عبدالقادر کون بزرگ ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک عجمی بزرگ ہیں۔ جو کہ پانچویں صدی میں بغداد میں پیدا ہوں گے۔

شیخ ابو محمد شنبکیؒ جو کہ شیخ ابوبکر بطایحیؒ کے مرید تھے۔ اور عراق کے بلند مرتبہ مشائخ میں سے فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادرؒ کی وہ پاکیزہ ہستی ہے۔ کہ ان کے افعال و اقوال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بہتوں کو مرتبہ اعلیٰ تک پہنچا دیا۔

اتباع رسولؐ

حضرت غوث الاعظم فرماتے تھے کہ ہر ولی نبی کے نقش قدم پر چلتا ہے اور میں اپنے جد مظہر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتا ہوں۔

مشائخ کبار کی حاضری

حضرت شیخ شریف بن حقیہ حسینیؒ موصلی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو کہتے سنا ہے۔ کہ تیرہ برس تک حضرت غوث الاعظم کی ملازمت میں رہنے کے دوران میں نے کبھی مکھی کو ان پر بیٹھتے نہیں دیکھا۔ حضرت امام عبداللہ یافعی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ یمن کے اکثر مشائخ نے اپنے سلسلے کو حضرت غوث الاعظم سے ملایا ہے اور قدوۃ العارفین خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین

Marfat.com

سہروردیؒ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے تھے۔

اولیائے کرام پر غوث الاعظم کی فضیلت

کسی نے حضرت عقیل قدس اللہ سرہٗ کے سامنے ذکر کیا کہ بغداد میں ایک عجمی جوان شیخ عبدالقادر نام کے ان دنوں بہت زیادہ مشہور ہیں آپ نے فرمایا کہ آسمان میں زمین سے بھی زیادہ مشہور ہیں شیخ ابوالعز امغربی قدس اللہ سرہٗ سے جو کہ جلیل القدر مشائخ میں سے تھے۔ ان کے ایک ساتھی نے کہا کہ میں بغداد جا رہا ہوں آپ نے فرمایا کہ وہاں پہنچ کر شیخ ابوالعزا سے حضر در ملتا خدا کی قسم تمام عجم میں اس جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا مشرق کی سرزمین ان پر فخر کرتی ہے ان کا علم و فضل دوسرے تمام اولیا سے زیادہ ہے۔ اور جب ان سے ملاقات ہو تو میرا ان سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ مجھ کو نہ بھولیں۔

ریاضت و عبادت

حضرت غوث الاعظم پچیس سال عراق کے جنگلوں میں بہ قدم تجرید گھومتے رہے اور چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وقت کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ اور پندرہ سال تک ہر نماز عشاء کے بعد ایک پیر پر کھڑے ہو کر ختم قرآن فرماتے رہے۔ حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ ایک رات نفس نے سونے کی بڑی آرزو کی لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی اور اس جگہ اسی وقت ایک پیر پر کھڑے ہو کر ختم قرآن کیا۔ نیند اکثر مختلف شکل میں میرے سامنے آتی اور میں اسے خفا ہو کر بھگا دیتا تھا۔ چالیس چالیس روز تک میں روزہ سے رہتا۔

غوث اعظم کا اپنے مریدین سے خصوصی تعلق

حضرت غوث پاک کے فرزند شیخ عبدالرزاق قدس اللہ سرہٗ اپنے والد ماجد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ غوث پاک کو ایک بڑا سا کاغذ ہاتھ میں ملا جس پر ان کے اصحاب اور مریدوں کا نام لکھا ہوا تھا۔ وہ کاغذ دے کر بارگاہِ ایزدی سے حکم ہوا کہ ان سبھوں کو بخش دیا۔ حضرت غوث الاعظم اکثر فرماتے تھے کہ قسم ہے حق جل وعلیٰ کی عزت و جلال کی کہ میں اس وقت تک اپنے پروردگار کے سامنے سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ وہ میرے تمام مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخل نہ کر دے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرا کوئی مرید مشرق میں بے ستر ہو جائے اور میں اس وقت مغرب میں ہوں تو میں مغرب ہی سے اس کی ستر پوشی کروں گا۔

حضرت شیخ عمران نے ایک مرتبہ غوث پاک سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص حضور سے مرید ہوئے بغیر اپنے کو آپ کا مرید کہتا ہے۔ اپنے کو آپ کے سلسلے سے منسوب کرتا ہے تو کیا اس کو آپ کا مرید سمجھا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں

Marfat.com

جو اپنے کو میری طرف منسوب کرے گا اللہ اس کو بخش دے گا اور وہ میرے مریدوں میں سمجھا جائیگا

شیخ عمر بزاز بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج اس لئے پھسل گئے کہ ان کی کسی نے دستگیری نہیں کی اگر اس وقت میں ہوتا تو میں ان کو سنبھال لیتا۔ میرے مریدوں میں سے اگر کسی سے لغزش ہوگی تو میں قیامت کے روز تک ان کی دستگیری کرنے سے باز نہیں آؤں گا جو میرے مدرسے میں آگیا یا جس نے میری صورت دیکھ لی قبر کے عذاب میں اس کی تخفیف ہو جائے گی۔

کرامات

شہر ہمدان کے ایک شخص نے حضرت غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اپنے مرحوم باپ کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ وہ عذاب قبر کی وجہ سے بہت پریشان ہیں، انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے میں آپ سے ان کے لیئے دعا کرنے کی درخواست کروں۔ حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ وہ کبھی میرے مدرسے سے گزرا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت غوث پاک خاموش رہے۔ دوسرے دن وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا کہ آج میں نے اپنے مرحوم باپ کو بہت خوش و خرم سبز خلعت میں ملبوس دیکھا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ عذاب مجھ سے ہٹا لیا گیا ہے۔ اور یہ سبز خلعت حضرت کی مہربانی سے مجھے عطا ہوا ہے۔ تم ہمیشہ ان کی خدمت میں حاضر رہو۔

اہل یمن میں سے ایک شخص کو مشرف بہ اسلام ہونے کی توفیق ہوئی ان کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اہل یمن کے بہترین آدمی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جائے۔ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمار ہے ہیں کہ بغداد جا کر شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر اسلام لاؤ۔ کیونکہ اہل زمین میں ان سے بہتر اس وقت کوئی نہیں ہے۔

حضرت غوث الاعظم اکثر فرماتے تھے کہ میں صحراؤں میں سب سے علیحدہ رہنا چاہتا ہوں لیکن لوگ مجھ کو نہیں چھوڑتے یہی وجہ ہے۔ کہ اس وقت تک ایک لاکھ آدمی میرے ہاتھ پر توبہ قبول کر چکے ہوں

حضرت شیخ ابو محمد جلیؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ عبدالقادر جیلیؒ کی زیارت کے لیئے میں بغداد گیا اور کچھ دن ان کی ملازمت میں رہا۔ واپسی کے وقت میں نے حضرت سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا۔ اور پھر اپنی انگشت مبارک میرے منہ میں ڈال دی اور چوسنے کیلئے کہا میں نے تعمیل حکم کیا اور روانہ ہو گیا۔ اللہ کی مہربانی اور حضرت کی کرامت سے مصر تک مجھ کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہوئی اور طاقت میں اضافہ ہی محسوس کرتا رہا۔

Marfat.com

شیخ ابوالمظفر اسماعیلؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ علی بیمار ہوئے۔ حضرت غوث پاک ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کے گاؤں میں خرما کے دو درخت سوکھے کھڑے تھے۔ اور چار برس سے ان میں پھل نہیں ہوتا تھا۔ حضرت غوث پاک نے ان ہی درختوں کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اسی ہفتے وہ دونوں درخت سرسبز و شاداب ہو گئے اور ان میں پھل آ گیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیوی حاملہ ہے اور مجھ کو لڑکے کی تمنا ہے۔ حضرت قبلہ حاجات نے فرمایا۔ لڑکا ہی ہو گا۔ وضع حمل کے وقت اس عورت کو لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ شخص اس لڑکی کو اٹھائے۔ حضرت کے سامنے لے آیا اور کہا کہ حضرت یہ تو لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گھر کے اندر لے آؤ اور غور سے دیکھو۔ جب اس نے غور سے دیکھا تو وہ لڑکی نہیں لڑکا تھا۔

وفات کی بشارت

حضرت شیخ ابومسعودؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم فرماتے تھے کہ چاند سورج، ماہ، ہفتہ اور روز سب ہی مجھے سلام کرتے ہیں اور اچھی بری جو باتیں ان میں مقدر ہو چکی ہیں۔ ان کی مجھے خبر کر دیتے ہیں حضرت غوث اعظم کے فرزند شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ بیان فرماتے ہیں کہ ماہ جمادی الآخر کی آخری تاریخ جمعہ کا روز اور ۵۶۰ھ تھا مشائخ میں سے کچھ لوگ والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ ایک خوبصورت جوان نے آ کر کہا السلام علیکم یا ولی اللہ میں ماہ رجب ہوں اور مبارکباد دینے آیا ہوں۔ کہ مجھ میں کوئی برائی اور مصیبت نہیں مقدر ہوئی ہے۔ چنانچہ اس ماہ رجب میں سوائے خیر و برکت کے لوگوں نے اور کچھ نہیں دیکھا۔ رجب کے بعد جب شعبان آیا اتوار کا روز تھا کہ ایک بدصورت شخص آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں شعبان کا مہینہ ہوں سلام کرنے اور خبر دینے آیا ہوں کہ مجھ میں بغداد کے لوگوں کی موت اور فنا حجاز کے لوگوں کے لئے گرانی اور قحط سالی اور خراسان کے لوگوں کیلئے قتل و غارت گری مقدر ہوئی ہے۔ چنانچہ اس شعبان کے مہینے میں بالکل اسی کے مطابق ہوا۔ رمضان کے مہینے میں حضرت قدس کئی روز بیمار ہو گئے تھے۔ رمضان کی ۲۹ تاریخ دوشنبہ روز مشائخ میں سے کچھ لوگ جیسے شیخ علی ہیتی اور شیخ نجیب الدین سہروردی وغیرہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے ایک باوقار شخص آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں رمضان ہوں اور آپ کو خبردار کرنے آیا ہوں کہ میری آپ سے آخری ملاقات ہے۔ پھر واپس ہو گیا۔

Marfat.com

وفات اور حضرت اقدس دوسرے سال ربیع الآخر میں واصل بحق ہوئے اور دوسرا رمضان نہیں دیکھا آپ کی وفات ۸ ریا ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ھ روز شنبہ بعد عشاء ہوئی۔ ۹ ربیع الآخر ہے۔ آپ کی عمر شریف نوے سال سات مہینہ اور نو روز ہے۔ اور بعض لوگوں کے قول کے مطابق نواسی سال سات مہینہ اور نو روز ہے ہندوستان میں آپ کا عرس ۱۱ اور بعض لوگ ۱۷ ربیع الآخر کو کرتے ہیں۔ لیکن بغداد میں ۱۷ ربیع الآخر کو کرتے ہیں۔ مصنف سیر الاقطاب ۹ کی شب کو حضرت کا عرس کرتے تھے۔

پند و نصائح حضرت اقدس کی وفات کے وقت اکثر مشائخ حاضر تھے۔ آپ کے فرزند حضرت شیخ عبدالوہاب نے وصیت کرنے کی درخواست کی حضرت اقدس نے فرمایا علیک بتقوی اللہ وطاعتہ سوائے خدا کے کسی سے امید نہ رکھنا۔ اور جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگنا۔ اور سوائے خدا کے کسی پر بھروسہ نہ کرنا۔ التو حید التوحید اجمع الکل علیہ۔ توحید کو پکڑے رہنا کیونکہ تمام مشائخ اور سادات کا توحید پر اتفاق ہے۔ پھر اپنی اولاد اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ جگہ دو اور ادب بجالاؤ کیونکہ اس جگہ رحمت عظیم کا نزول ہو رہا ہے۔ پھر وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا۔ اس کے بعد انا لا ابالی بشئ ولا بملک الموت یعنی مجھے کسی کا ڈر نہیں ملک الموت کا بھی نہیں۔ بار بار فرماتے رہے۔ آپ کا مزار مقدس بغداد کے مدرسہ باب الازج میں واقع ہے۔ حضرت شیخ ابوسعید مخزومی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی زندگی میں ایک ہزار تبرک آپ کو عنایت فرمایا تھا۔ اللہ تعالٰی نے جس طرح زندگی میں حضرت اقدس کو تصرف بخشا تھا اسی طرح وصال کے بعد بھی قائم رکھا۔ چنانچہ عبداللہ یافعیؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی صاحب حال شخص بغداد شریف میں داخل ہونے کے بعد زیارت حضرت غوث پاک کے مزار نہ کرے تو اس کا حال سلب ہو جائے گا۔

اولاد حضرت غوث الاعظم کے دس فرزند تھے۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں (۱) حضرت شیخ سیف الدین (۲) حضرت شیخ شرف الدین عیسٰے (۳) حضرت شیخ شمس الدین عبدالعزیز (۴) حضرت شیخ سراج الدین عبدالجبار (۵) حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق (۶) حضرت شیخ ابو اسحٰق ابراہیم (۷) شیخ ابو الفضل محمد (۸) حضرت شیخ عبدالرحمٰن عبداللہ (۹) حضرت شیخ ابوزکریا یحییٰ (۱۰) اور حضرت شیخ ابو نصیر موسٰے۔ یہ سب کے سب قطب وغوث زمانہ تھے اور علوم ظاہری و باطنی میں اپنے والد ماجد سے

Marfat.com

کمال حاصل کیا تھا۔

خلفائے کے اسمائے گرامی

حضرت غوث الاعظم کے مریدان اور خلفا بے شمار ہیں، لیکن خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل نو خلفا بڑے جلیل القدر اور اکمل گزرے ہیں حضرت شیخ ابو عمر[1]۔ حضرت شیخ ابو سعید[2] قیلوی، حضرت شیخ قضیب[3] البان موصلی، حضرت شیخ احمد[4] ابن مبارک، حضرت شیخ محمد[5] الاوانی، حضرت شیخ ابو المسعود[6]، حضرت شیخ ابو عمر قریشی، حضرت شیخ موفق الدین، حضرت شیخ عبداللہ قدس اللہ اسرارہم

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہٗ العزیز

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہٗ العزیز اکابر اولیا اور اجل اصفیا میں سے گذرے ہیں۔ اس دور کے تمام مشائخ آپ کے معتقد اور حلقہ بگوش تھے۔ صوفیا آپ کو پیشوائے اہلِ تمکین کعبۂ عمل وعلم، مقرب بارگاہِ ربوبیت، سزاوارِ مقام محبوبیت، غریق بحرِ عرفاں، اور آشنائے قلزم مدہوشی کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے جو کچھ زبان مبارک سے نکال لیتے ہوجاتا اور جو آپ کی صحبت میں بیٹھتا ولی ہو جاتا۔ جس پر آپ لطف وکرم کی نظر ڈال دیتے عرش سے تحت الثریٰ تک اس پر روشن ہو جاتا۔ آپ کو خرقۂ فقر وارادت سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے عطا ہوا تھا۔

شجرہ نسب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ اوش کے سادات میں سے تھے یہ قصبہ اوش ماوراء النہر میں واقع ہے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ، ابن سید موسیٰؒ، ابن سید احمد اوشیؒ، ابن سید کمال الدینؒ، ابن سید محمدؒ ابن سید احمدؒ، ابن سید اسحاق حسنؒ، ابن سید معروفؒ، ابن سید احمد چشتیؒ، ابن سید رضی الدینؒ، ابن سید حسام الدینؒ ابن سید رشید الدینؒ، ابن سید جعفرؒ، ابن امیر المومنین حضرت امام نقی الجواد، ابن امیر المومنین حضرت امام علی موسیٰ رضا

ابن امام المسلمین حضرت امام موسٰے کاظمؒ ، ابن امیر المومنین حضرت امام جعفر الصادقؒ ، ابن امیر المومنین حضرت امام محمد باقرؒ ، ابن امیر المومنین امام زین العابدینؒ ، ابن امیر المومنین ، حضرت سید الشہداء امام حسینؓ ابن امیر المومنین حضرت علیؓ

بچپن کے حالات

آپ کا پہلے بختیار نام رکھا گیا تھا ۔ قطب الدین خطاب ہے اور اسی نام سے پھر وہ مشہور ہوئے ۔ آپ نے باون سال کی عمر پائی تھی ۔ اور بعض مورخین کے نزدیک آپ تینس ۳۳ سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے ۔ آپ نے مادر زاد ولی تھے ۔ آپ کی پیدائش نصف شب کے بعد ہوئی تھی اور اس وقت ایک ایسی روشنی نمودار ہوئی جس نے سارے گھر کو منور کر دیا آپ کی والدہ نے سمجھا کہ آفتاب طلوع ہو گیا ہے پھر دیکھا کہ حضرت سجدہ میں پڑے اللہ اللہ جل جلالہ پڑھ رہے ہیں ۔ آپ کی والدہ ماجدہ بہت حیران اور خوفزدہ ہوئیں ۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ نے سر سجدہ سے اٹھایا اور وہ نور رفتہ رفتہ کم ہوا ۔ پھر غیب سے آواز آئی کہ یہ نور جو تم نے دیکھا یہ اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے جو تمہارے فرزند کے دل میں رکھا جا رہا ہے ۔

تعلیم و تربیت

آپ کی والدہ ماجدہ بیان فرماتی ہیں ۔ کہ جب حضرت خواجہ میرے شکم میں تھے ۔ تو تہجد کی نماز کے وقت میں اٹھ کر نماز پڑھتی تو شکم میں سے ذکر الٰہی کی آواز سنائی دیتی تھی ۔ حضرت خواجہؒ جب چھ ماہ کے ہوئے ۔ تو آپ کے والد بزرگوار سید موسٰی کا وصال ہو گیا ۔ والدہ ماجدہ نے آپ کی پرورش و پرداخت کی جب چار برس چار ماہ کے ہوئے تو انہیں مکتب بھیج دیا گیا ۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی خدمت میں پڑھنے کے لئے گئے ۔ حضرت خواجہ نے کچھ لکھنے کے لئے تختی اٹھائی ہی تھی کہ آواز آئی ۔ اے معین الدین ! ٹھہر جاؤ ، حمید الدین ناگوریؒ آ رہے ہیں ۔ قطب الدین کو تعلیم وہی دیں گے ۔ اور تم سے ان کو فیض پہنچے گا ۔ اسی اثنا میں قاضی حمید الدین ناگوری کو حکم الٰہی ہوا کہ قطب الدین کو جا کر علم دینی سکھاؤ ۔ قاضی صاحب نے پوچھا خداوندا ! قطب الدین کہاں ہے جواب ملا اوش میں ۔ وہ وہاں سے چشم زدن میں اوش پہنچے ۔ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تختی ہاتھ میں لے لی ۔ اور پوچھا کہ اے قطب الدین ! اس پر کیا لکھوں ۔ انہوں نے جواب دیا سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً لکھئے قاضی صاحب نے فرمایا یہ تو پندرھویں سیپارہ میں ہے ۔ حضرت قطب الدین بختیار اوشیؒ نے جواب دیا ، پندرھواں سیپارہ میری والدہ ماجدہ کو حفظ تھا وہ روزانہ تلاوت فرماتی تھیں ۔ اور مجھے شکم مادر ہی میں حفظ ہو گیا تھا اور پھر پڑھ کر سنایا ۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے چودہ روز ٹھہر کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ کی تعلیم مکمل کر دی

Marfat.com

اور پھر فرمایا کہ بابا قطب الدین! تم اللہ جل شانہ کے دوست ہو اس نے تمہاری تعلیم خود کی ہے اور وہ تم کو تعلیم دیتا رہے گا میں رخصت ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ دہلی لوٹ گئے۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رح کو خواجہ معین الدین چشتی رح کے حوالہ کر دیا جنھوں نے ان کو ظاہری اور باطنی علوم سے مزین کیا۔

خرقہ فقر وارادت

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی وہاں سے بغداد تشریف لے گئے وہاں امام ابو اللیث سمر قندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ اوحد الدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی، شیخ محمد اصفہانی سبھی اولیائے کامل و اکمل موجود تھے۔ سبھوں نے نعمتیں اور فیوض حاصل کئے پھر تھوڑی ہی مدت میں اپنے پیر روشن ضمیر خواجہ معین الدین چشتی رح کی تربیت سے درجہ کمال پر پہنچ گئے۔ سترہ برس کے سن میں خلافت اور خرقہ فقر وارادت سے نوازے گئے اور اس کی یہ صورت ہوئی۔ کہ چالیس روز تک متواتر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں کہ اے معین الدین! قطب الدین خدائے عزوجل کا دوست ہے۔ اپنا خرقہ اس کو پہنادو۔ حسب الحکم حضرت خواجہ نے ان کو اپنا خرقہ عنایت فرمایا اور خلافت کی اجازت دے کر دہلی کی ولایت ان کے تصرف میں عطا فرمائی۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کا ذکر اس جگہ آگیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ کچھ سطریں ان کے حالات مقدسہ کے بارے میں بھی لکھ دیں پھر حضرت قطب الدین بختیار اوشی کے حالات کا سلسلہ جاری ہو گا۔

قاضی حمید الدین ناگوری رح کے حالات

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رح جب حضرت قطب الدین بختیار اوشی کو تعلیم دے کر دہلی لوٹے تو ان کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں ققنس نام کا ایک پرندہ رہتا تھا۔ اس کی چونچ میں بارہ سو سوراخ ہوتے ہیں اور جب وہ مست ہوتا ہے تو اس طرح بولتا ہے۔ کہ اس کی چونچ کے ہر سوراخ سے طرح طرح کی آوازیں نکلتی ہیں۔ حضرت قاضی رح نے جو اس کو بولتے سنا تو بے خود اور مست ہو کر وجد میں آگئے۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کے پاس خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ حمید الدین! یہ سماع تم سے پہلے اولیائے کبار اور مشائخ عظام نے بھی سنا ہے سید الطائفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ نے صرف اس لئے اس کو ترک فرمایا تھا۔ کہ احوال سماع میں ان کو دشواری ہو رہی تھی حضرت قاضی نے فرمایا اے خواجہ! میں سماع کا شوقین ہوں۔ اگر قوال آجائیں تو میں سماع ضرور سنوں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے شیخ جنید بغدادی نے سماع ترک کیا ہے سماع جرم قرار دے دیا گیا ہے اور سماع سننے والوں کو دار پر کھینچ دیا جاتا ہے۔ قوالوں کو وظیفہ دے کر مجلس سماع میں جانے سے روک دیا گیا ہے حضرت

Marfat.com

قاضی یہ سن کر شہر آئے اور وہاں سے سات نفر غلام خرید کر سب کو غزل خوانی کی تعلیم دی اور پھر جب وہ اس فن میں ہوشیار ہو گئے تو ان سے برابر سماع سننے لگے یہ خبر جب شہر میں مشہور ہوئی تو اکثر دانشمندان عصر مثلاً قاضی سعید الدین قاضی منہاج سراج، قاضی عماد، سید مبارک غزنوی اور مولانا مجد الدین وغیرہ نے شکایت کی کہ قاضی حمید الدین اپنے پیران سلاسل کے خلاف سماع سنتا ہے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کو جب اس کی خبر ملی انہوں نے کہا کہ گرچہ میں سہروردی سلسلے میں ہوں لیکن چشتیوں کا بھی دامن میں نے تھام لیا اور ان کی خاک روبی سے مجھے بہت کچھ نعمتیں ملی ہیں سماع نہیں چھوڑ سکتا۔

ذوق سماع

پھر کچھ دنوں کے بعد قاضی حمید الدین ناگوری بغداد چلے گئے۔ بغداد پہنچ کر اپنے ایک مرید کے یہاں ٹھہرے یہ مرید روحانیت میں کامل ہونے کے ساتھ ساتھ بہت خوشحال بھی تھے ان کے مکان میں چالیس کمرے تھے سب اپنے پیر کے لئے کھول دئے لیکن ایک کمرے کو بند رکھا۔ حضرت قاضی نے دریافت کیا کہ اس کمرے کو کیوں بند کر رکھا ہے۔ مرید نے جواب دیا کہ اے حضرت! اس کمرے میں ایک نے نواز ہے خلیفہ وقت کے خوف سے میں نے اس کو چھپا رکھا ہے۔ کیونکہ اگر خلیفہ کو اس کی خبر ہو جائے تو دار پر کھینچ دے گا۔ حضرت قاضی نے فرمایا کہ میں سماع کا دلدادہ ہوں۔ تم ڈرو نہیں اس کو لے آؤ۔ نے نواز جب حضرت قاضی کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کو نے بجانے کا حکم دیا۔ اور خود سماع میں مشغول ہو گئے۔

مقدمہ میں سماع کے حق میں دلائل

شہر کے لوگوں کو جب اس کی خبر ہوئی تو لوگوں نے شہر کے مفتی کے پاس مقدمہ دائر کیا۔ بغداد میں اس وقت سات سو مفتی تھے۔ ان لوگوں نے حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ کو بلا بھیجا کہ عدالت میں آکر جواب دیں اگر وہ اپنے دلائل سے سماع کو جائز ثابت کر دیں گے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ دار پر چڑھنے کے لئے تیار رہیں۔ بلانے والا وہاں پہنچا تو حضرت قاضی مجلس سماع میں تھے۔ اس پر ہیبت طاری ہو گئی۔ سماع سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قاضی نے فرمایا کہ سماع ہر شخص کے لئے حرام نہیں ہے۔ جن کیلئے احوال کا میسر آنا مشکل ہے حرام ہے اور جسے عنایات ایزدی اقدس بکام ہے حلال ہے پھر اس آدمی سے کہا کہ قاضی اور مفتیان شہر کو جا کر کہہ دو۔ کل تمام علماء کو جمع کر کے رکھیں میں حاضر ہوں گا۔ اس نے جا کر سارا ماجرا بیان کر دیا۔ ادھر انہوں نے اپنے مرید کو کہا کہ کل قاضی شہر اور تمام مفتیوں کو مدعو کرو اور بہتر قسم

Marfat.com

قسم کے مزامیر شہر سے اکٹھا کر کے ایک جگہ رکھ دیے اور اس پر پردے ڈال دیے۔ دوسرے دن جب حضرت قاضی حمیدالدین ناگوریؒ کے مرید کی دعوت پر شہر کے مفتی اور قاضی سب جمع ہوئے۔ تو ان لوگوں نے پوچھا کہ حمیدالدین کہاں ہے جس نے سماع کا فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ حضرت قاضی حمیدالدین ناگوریؒ نے فرمایا میں یہاں موجود ہوں اور بیشک میں سماع سنتا ہوں۔ اور اس کو مباح کہتا ہوں علماء کی روائت کے مطابق میں دل کا مریض ہوں اور اس درد کی دوا سماع ہے۔ بقول حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ پیاسے کو شدت تشنگی میں آگ پانی نہ ملے اور اس کی جان جا رہی ہو تو شراب پی لینا مباح ہے۔ اس کے بعد حضرت قاضی رحمتہ اللہ علیہ نے اتنے دلائل واضحہ اور براہین لائحہ پیش کیے کہ مفتیان شہر کو تسلیم ہی کرنا پڑا، اور سبھوں نے یکزبان ہو کر کہا کہ قاضی حمیدالدین کے دلائل قوی ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں صحیح ہے۔

مخالفین کی سماع میں شرکت

پھر ان لوگوں نے کہا کہ آپ صاحب ولایت ہیں کوئی ایسی برہان پیش کیجیے کہ ہم لوگ سماع کے معتقد ہو جائیں۔ حضرت قاضی نے فوراً مزامیر کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ کا کرنا تھا کہ ان میں سے ہر ایک بیک وقت بجنے لگا۔ حضرت قاضی پر وجد طاری ہو گیا اور انہوں نے علما کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے نااہلو! مجلس سماع میں چلے آؤ۔ حضرت قاضی کی زبان مبارک سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ سب کے سب سماع میں شریک ہو گئے۔ اور دیوانہ وار وجد میں آگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب افاقہ ہوا تو وہ سب قاضی کے قدموں پر گر کر معذرت طلب ہوئے۔ حضرت قاضی نے فرمایا برہان چشتیاں کا اندازہ تو تم لوگوں کو اب ہو گیا ہو گا۔ پھر بھی سماع کو مباح نہیں کہتے ہو۔ سبھوں نے سماع کے مباح ہونے کا اقرار کیا۔ پھر حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری وہاں سے روانہ ہو کر دہلی پہنچ گئے۔

حضرت قطب الدین بختیار اوشی کی شب بیداری

حضرت قطب الدین بختیار اوشیؒ نے عبادت و ریاضت میں غائت مشغولی کے باعث سونا ترک کر دیا تھا اور کبھی بستر پر دراز نہ ہوئے۔ شروع میں کچھ دیر جھپکی لے لیتے تھے۔ پھر یہ بھی چھوڑ دیا اکثر استغراق میں اس طرح رہتے کہ عقیدت مند قدمبوسی بھی نہیں کر سکتے تھے۔

عبادت میں انہماک

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ کا ایک لڑکا صغر سنی میں انتقال کر گیا اس کی

تجہیز و تکفین کے بعد جب آپ اپنے کاشانہ لوٹے تو اس بچے کی ماں کی رونے کی آواز سن کر آپ بہت افسوس کرنے لگے۔ حضرت شیخ بدر الدین غزنویؒ نے جو کہ آپ کے مخصوص خلفا میں سے تھے اس وقت افسوس کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس لڑکے کے مرنے کی کوئی خبر نہ تھی۔ اگر میں جانتا تو اس بچے کی زندگی کی خدا سے دعا کرتا

دہلی میں قیام کا حکم

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ خراساں سے ہندوستان روانہ ہوئے، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ان کی قدمبوسی کے لیے ہندوستان روانہ ہوئے، ان کے ساتھ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی بھی تھے جب ملتان پہنچے تو شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہٗ آنے کی خبر پاکر خود استقبال کے لیے آگے بڑھے اور آپ کی ضیافت فرمائی۔ ایک روز نہیں بزرگ بیٹھے ہوئے تھے کہ قباچہ قلاں آہنگ آیا۔ اور دعا کرنے کی درخواست کی کیونکہ مغلوں کا لشکر اس کو تنگ کر رہا تھا۔ دعا کرنے کے بعد حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اس کے ہاتھ میں ایک تیر دیا اور فرمایا کہ اس تیر کو مغل کے لشکر میں پھینک دینا اور پھر دلجمعی سے بیٹھنا اس نے ایسا ہی کیا، تیر پھینکتے ہی مغل کا لشکر ہیبت زدہ ہو کر بھاگ گیا پھر آپ دہلی آئے اور وہاں سے عریضہ اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں روانہ کیا کہ یہ غلام غایت اشتیاق میں مسافت بعید طے کر کے دہلی پہنچا ہے۔ اگر حکم عالی ہو تو آستانہ پر حاضر ہو کر قدمبوسی حاصل کرے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم دہلی ہی میں ٹھہرے رہو۔ اللہ کے حکم سے وہاں کی ولایت تمہارے سپرد ہوئی ہے۔ میرا روحانی وصال تم کو ہمیشہ حاصل ہے۔ انشاء اللہ چند دنوں کے بعد فقیر بھی وہیں پہنچے گا اور پھر تمہیں ظاہری ملاقات بھی حاصل ہوگی۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اسی جگہ اقامت اختیار کی۔ دیکھتے دیکھتے تمام شہر آپ کا معتقد ہو گیا۔ اور روز بروز ہجوم بڑھنے لگا۔ ہجوم سے تنگ آکر آپ اکثر چاہتے کہ دہلی سے چلے جائیں اور کنارہ کشی اختیار کریں لیکن پیر کی اجازت کے بغیر جا نہیں سکتے تھے۔

قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے مکان میں قیام

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے دہلی پہنچنے سے پہلے حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب جہاں دہلی میں پہنچا ہوا ہے۔ اور پورا شہر دہلی اس سے منور ہو رہا ہے۔ پھر قاضی حمید الدین ناگوری کے گھر میں وارد ہو کر کہتا ہے کہ میں یہیں تمہارے گھر میں ٹھہروں گا۔ اس کی تعبیر انہوں نے یہ نکالی کہ آفتاب سے مراد

Marfat.com

ولی کامل ہے جو کہ امروز فردا میں دہلی میں وارد ہوں گے۔ اور میرے گھر اقامت گزیں ہوں گے۔ اس واقعہ کو دو ہی روز گزرے ہوں گے۔ کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی دہلی تشریف لائے اور ایک نانبائی کے گھر جو آپ کا معتقد تھا ٹھہرے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے پھر خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ کہہ رہے ہیں کہ میرا دوست قطب الدین اس شہر میں آیا ہوا ہے۔ اور فلاں نانبائی کے گھر ٹھہرا ہوا ہے جلدی جاؤ اور عزت و احترام سے اس کو اپنے گھر لے آؤ اس کا قیام تمہارے ہی گھر میں ہوگا۔ جیسا کہ پہلے بھی تم کو اس بارے میں آگاہ کر دیا گیا تھا۔ حضرت قاضی فوراً پیادہ پا گئے اور عزت و احترام سے اپنے گھر لے آئے۔

خواجہ قطب الدین کاکیؒ اور قاضی حمید الدین ناگوری

اس زمانے میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی عمر صرف سترہ برس تھی اور فضل و کمال کی انتہا نہ تھی باوجودیکہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ ان کے استاد تھے لیکن صرف ان کی عزت اور خدمت اس طرح کرتے تھے۔ کہ لوگوں کو حیرت ہوتی تھی۔ اور اکثر لوگ آپس میں باتیں کرتے تھے کہ خواجہ قطب الدین قطب المشائخ ہیں اور فضل و کمال میں قاضی حمید الدین ناگوریؒ سے زیادہ ہیں اور بالآخر حضرت قاضی نے ان سے خلافت کی نعمت بھی حاصل کی حالانکہ ان کے پیر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بھی خلافت قبل حاصل کر چکے تھے

کاکی کی وجہ تسمیہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دل کو نور ولایت سے روشن کر دیا اور خلائق آپ کے آستانہ مبارک پر جوق در جوق آنے لگے۔ نقد و جنس سے کسی کے پیش کئے ہوئے نذر کو آپ قبول نہیں فرماتے تھے۔ ایک بقال آپ کا پڑوسی تھا۔ آپ اس سے تیس سو درہم تک قرض حسنہ اکثر ضرورت کے وقت لیتے تھے اور پھر حلال طریقے سے فتوحات آتے تو اس کو ادا کر دیتے۔ ایک روز آپ نے دل میں طے کیا کہ آئندہ سے نہ تو کسی سے قرض لیں گے۔ اور نہ فتوح قبول کریں گے۔ بس آپ نے ایسا ہی کیا اور اسی دن سے ایک روٹی گرم ہر روز مصلا سے نکل آتی جو گھر والوں کے خرچ کے لئے کافی ہو جاتی۔ بقال نے سمجھا کہ حضرت خواجہ مجھ سے خفا ہو گئے ہیں جو قرض نہیں لیتے۔ اس نے اپنی بیوی کو دریافت حال اور معذرت کے لئے بھیجا۔ اس کی بیوی کو پتہ چلا کہ ایک گرم روٹی غیب سے روزانہ مصلا کے نیچے سے نکل آتی ہے اور اس سے تمام گھر والے سیر ہو کر کھا لیتے ہیں۔ اس خبر کی شہرت کے بعد لوگوں نے حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار اوشیؒ کو ''کاکی،، کا خطاب دے دیا

خورد و نوش کا غیبی انتظام حضرت خواجہ قطب الدین کاکیؒ جب حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے گھر مقیم ہوئے تو حضرت قاضی نے قوالوں کو طلب کر کے مجلس سماع منعقد کی۔ حضرت خواجہؒ اور حضرت قاضی دونوں سن رہے تھے۔ سماع سننے کے لیے بہت لوگ جمع ہو گئے تھے جب دونوں بزرگوار صاحب اسرار کو افاقہ ہوا تو لوگوں نے حضرت قاضی سے کہا کہ بڑے چھوٹے شہر کے بہت لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ سماع کے بعد ان کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔

حضرت قاضیؒ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے سارا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا سب کو ایک صف میں بٹھا دیا جائے اور پھر اپنی . . آستین جھاڑ دی۔ آستین کا جھاڑنا تھا کہ ہر ایک کے سامنے دو روٹی اور گرم گرم حلوہ پہنچ گیا۔ اور سبھوں نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر مولانا مجد الدین عرف موج نے کہا کہ کھانے کے بعد شربت بھی ہونا چاہیئے۔ ایک شخص ایک روز قبل اڑھائی سیر شکر حضرت قاضی کے پاس نذر لایا تھا وہ رکھی ہوئی تھی آپ نے اس کو ایک مٹکے میں ڈال کر اس میں سات پیالہ پانی ڈال دیا سب لوگ شربت پی کر آسودہ ہو گئے اور پھر بھی خم میں جتنا شربت تھا اتنا باقی رہ گیا۔

کرامت ایک مرتبہ ایسی خشک سالی ہوئی۔ کہ ایک سو سہ چالیس جیتل میں بکنے لگا۔ ملک زادہ سعد الدین نے کئی من مائدہ گندم روٹی پکانے کے لیے نانبائی کے گھر بھیجا۔ نانبائی کو روٹیاں تنور میں ڈالنے کے بعد اونگھ آگئی۔ اور وہ ساری روٹیاں جل گئیں۔ ملک زادہ کے آدمیوں نے جب یہ حال دیکھا تو آگ بگولا ہو گئے اور نانبائی کے گلے میں پگڑی ڈال کر گھسیٹتے ہوئے لے چلے۔ اتفاق سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا گزر اس طرف سے ہو گیا۔ انہوں نے ملک زادہ کے آدمیوں سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ کیوں اس کو گھسیٹ کر لے جا رہے ہو! ان لوگوں نے کہا کہ اس نے ساری روٹیاں جلادی ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اگر تمہاری روٹیاں ٹھیک ہو جائیں تب تو تم اس غریب کو چھوڑ دو گے۔ ملک زادہ کے آدمیوں نے کہا عجب دیوانوں سے سابقہ پڑا ہے۔ ایک نے روٹیاں جلا دیں۔ دوسرا مردے کو زندہ کر دینا چاہتا ہے حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ نادانو! خدا قادر مطلق ہے وہ مردے کو زندہ بھی کر سکتا ہے۔ اگر ان روٹیوں کو

Marfat.com

ٹھیک کردے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وہ لوگ خاموش ہو گئے اور بولے کہ آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر کے دکھائیے۔ حضرت نے فوراً تمام جلی ہوئی روٹیوں کو اپنے دست مبارک سے تنور میں ڈالا اور تھوڑی دیر کے بعد نکال لیا۔ سب روٹیاں سفید سفید اور بہت نفیس پکی ہوئی نکل آئیں۔ ملک زادہ کے آدمی آپ کی یہ کرامت دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ اور قدموں پر گر کر معافی طلب ہوئے۔ حضرت خواجہؒ ان سے شفقت سے پیش آئے۔ وہ لوگ سب روٹیاں لے کر ملک زادہ کے پاس آئے تو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ ملک زادہ تمام حال سن کر آپ کا عاشق دیدار ہو گیا اور اسی وقت پاپیادہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے پوچھا کہ شہزادے! فقیر کے پاس کس لئے آئے ہو۔ اس نے کہا اظہار عقیدت اور قدمبوسی کیلئے آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو فقیر پر اعتماد ہے تو اللہ تعالے دنیا کی محبت تمہارے دل سے نکال دے۔ وہ فوراً واپس ہوا اور گھر میں جو کچھ مال و متاع تھا سب فقیروں اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ اور پھر حضرت کی خدمت میں واپس آیا۔ حضرت خواجہؒ نے بڑی شفقت سے اپنا کمبل اس کو مرحمت فرمایا جس سے عرش سے تحت الثریٰ تک سب اس پر روشن ہو گیا اور وہ تھوڑے ہی دنوں میں شیخ کامل ہو گیا۔

سلطان شہاب الدین کی تنبیہ و انجام

ایک مرتبہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ دہلی تشریف لائے کئی روز حضرت قاضی کے ساتھ مل کر متواتر سماع سنتے رہے۔ سلطان شہاب الدین کو اس کی خبر ہوئی۔ تو اس نے منع کرا بھیجا۔ حضرت خواجہ نے اسے کہلا بھیجا کہ اے سنگدل! تو سماع کا مرتبہ کیا جانے۔ تیرے لئے یہ حرام ہے لیکن ہمارے لئے یہ مباح ہے۔ یہ اللہ کی خاص نعمت ہے ہر شخص کو یہ عطا نہیں ہوتا۔ جس کو یہ نعمت عظیم عطا ہوتی ہے وہی اس کی قدر جانتا ہے۔ سلطان یہ جواب سن کر بہت برہم ہوا اور قسم کھائی کہ اگر میں نے پھر دوبارہ سنا کہ یہ لوگ سماع سننے سے باز نہ رہے تو دار پر کھینچ دوں گا یا عین القضات کی طرح جلا دوں گا۔ کسی شخص نے یہ بات حضرت خواجہ کو بھی جا سنائی انہوں نے جواب دیا کہ جب زندہ رہے گا تب تو دار پر کھینچے گا یا جلائے گا پھر اسی ماہ سلطان خراساں چلا گیا۔

سلطان شمس الدین کی حاضری

اور سلطان شمس الدین بادشاہ ہوا وہ تخت نشین ہو کر حضرت خواجہ کی قدمبوسی کیلئے حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے سلطان

اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سلطنت دہلی کی بادشاہت عنایت فرمائی ہے۔ تجھے لازم ہے کہ اپنے فرائض دیانت داری سے بجالائے فقرا اور مساکین کی روزی کا معقول بندوبست کر کہ خدائے عزوجل اس کے بدلے تجھ کو بڑے مرتبے پر پہنچائے سلطان نے اس کو قبول کیا اور رخصت ہوا۔

خواجہ بختیار کاکیؒ کی دوسری کرامت

شہر دہلی میں قاضی صادق اور قاضی عماد یہ دانشمندان حضرت خواجہؒ کے سخت مخالف تھے۔ ان لوگوں نے سلطان سے شکایت کی کہ خواجہ قطب الدینؒ اور قاضی حمید الدینؒ دن رات سماع سنتے رہتے ہیں حالانکہ یہ فعل شرع کے خلاف ہے خواجہ قطب الدینؒ کو تو ابھی تک داڑھی بھی نہیں نکلی ہے۔ پھر یہ سماع سننا کیا معنی رکھتا ہے سلطان نے کہا کہ میں خود تو ان کو منع نہیں کر سکتا تم لوگ جا کر منع کر سکتے ہو۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت خواجہ کی خانقاہ میں آئے اتفاق سے اس وقت سماع ہو رہا تھا قاضی حمید الدین وجد میں تھے۔ اور حضرت خواجہ دست بستہ کھڑے تھے قاضی عماد نے حضرت خواجہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ امرد کو محفل سماع میں حاضر نہیں ہونا چاہیے، حضرت خواجہؒ نے فوراً اپنا دست مبارک چہرے پر پھیرتے ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا فوراً چہرے پر داڑھی نکل آئی پھر فرمایا امرد کو مجلس سماع میں حاضر نہیں ہونا چاہیے لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ لیکن ان کوردلوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور واپس چلے گئے اور پھر سلطان کی خدمت میں جا کر داڑھی کے یکایک نکل آنے کا قصہ بیان کیا۔

قاضی و مفتی کی سماع کی مخالفت

بادشاہ تو ان کا معتقد تھا ہی اس کا اعتقاد اور بڑھ گیا اور اس نے ان دونوں کو سمجھایا کہ یہ حضرت صاحب سماع اور اہل حال ہیں ان بزرگوں سے نہ الجھو۔ ورنہ برا نتیجہ نکلے گا۔ لیکن وہ دونوں مصر رہے اور کہا کہ ہم لوگ شریعت کے پابند ہیں جب تک ان لوگوں کو سماع سے نہ روک لیں گے چین سے نہ بیٹھیں گے۔ سلطان نے کہا کہ اگر تم لوگ ان کو روک سکتے ہو تو روکو۔ ان دونوں نے کہا کہ اگر ہم لوگ ان کو سختی سے منع کریں گے تو جواب دیں گے کہ تم لوگ روکنے والے کون ہوتے ہو۔ نہ قاضی نہ مفتی؟ اگر ہم لوگوں کو قضا اور صدارت کا منصب سونپا جائے تو ہم لوگ روک دیں گے۔ پس سلطان نے قاضی صادق کو قضا کا اور قاضی عماد کو صدر جہانی کا منصب مرحمت فرمایا۔ یہ دونوں ناحق شناس گھر آئے اور فوراً حضرت خواجہ اور حضرت قاضی حمید الدینؒ کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ اب قاضی اور صدر جہاں متعین ہو گئے ہیں

تم دونوں عدالت میں آکر جواب دو اور یا تو سماع کے جواز کو ثابت کر دو یا تائب ہو۔ اس پیغام کو سنتے ہی حضرت خواجہ کی معجز نشاں سے برجستہ نکل گیا کہ معلوم ہوتا ہے ان ناعاقبت اندیشوں کو جلد زمین کے نیچے جانا ہے قاضی حمید الدین نے گھبرا کر حضرت خواجہؒ کا منہ بند کر دیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اب کیا ہو سکتا ہے تیر کمان سے نکل چکا دعا قبول ہو چکی۔ پھر جواب کہلا بھیجا کہ کل ہم لوگوں کے پیر کا عرس ہے۔ ایک مرتبہ اور سماع سننے کا موقع دے دیا جائے پھر کل تمام علما کو جمع کریں میں دلائل پیش کروں گا۔ اگر سماع درست ہوگا تو ہم لوگ سنیں گے ورنہ توبہ کر لیں گے قاضی اور مفتی دونوں راضی ہو گئے۔ اور کل تک کی مہلت اور دی دی۔ لیکن قلعہ کے شرقی اور جنوبی دونوں دروازوں پر جہاں ان کی خانقاہ تھی سو سو آدمی پہرے دار بٹھا دئے۔ اور اعلان کر دیا کہ کوئی آدمی ان کی مجلس سماع میں حاضر نہ ہو۔ حضرت خواجہ کے خادم شیخ مبارک نے آکر عرض کیا کہ قاضی اور مفتی شہر نے قلعہ کے دروازے پر پہرہ لگا دیا ہے کہ کوئی تیسرا آدمی مجلس سماع میں شریک نہ ہو پھر مہمانوں کے لیے لنگر کا کھانا کس لحاظ سے پکایا جائے قاضی حمید الدینؒ . . . نے فرمایا کہ کس کی مجال ہے جو آنے والوں کو روک دے، تم اور دنوں سے دوگنا کھانا تیار کراؤ۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ افسوس قاضی صادق اور عماد کو اپنی جان کی پروا . . . نہیں ہے جلد ہی وہ یہاں سے رخصت ہونا چاہتے ہیں۔ مبارک خادم حسبِ ہدایت کھانا تیار کرنے میں لگ گئے۔ اسی روز شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ مشرقی دروازے سے اور حضرت جلال الدین تبریزیؒ جنوبی دروازے سے داخل ہوئے اور سارے پہرے دار اندھے ہو گئے۔ کسی کو پتہ نہ چلا۔ مجلس سماع میں اتنا مجمع ہوا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

قاضی و مفتی کا اظہار ندامت

قاضی صادق اور عماد بہت حیران ہوئے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ مجلس میں اتنا بڑا مجمع ہے کہ آدمی کو سانس لینے کی جگہ نہیں ہے تو وہ دونوں غصہ کو ضبط نہ کر سکے اور بہت بڑی جمعیت کے ساتھ بے باکانہ اس جگہ پہنچ گئے کہ آج زبردستی روک کر رہیں گے حضرت خواجہ اس وقت سماع میں محو تھے۔ اور حضرت قاضی حمید الدین ہاتھ باندھے کھڑے تھے اور سارا مجمع رو رہا تھا حضرت قاضی حمید الدین کی نظر ان دونوں پر پڑی۔ انہوں نے زور سے کہا وہیں پر رک کے رہو بدبختو! دونوں اسی جگہ کھڑے رہے - لاکھ غصہ میں ان لوگوں نے کوشش کی کہ آگے بڑھ کر روکیں لیکن ان کے پیر ستون کی طرح ایک جگہ جم گئے تھے۔ ذرا نہیں ہے۔ جب تک حضرت خواجہ محوِ سماع رہے وہ لوگ جمے کھڑے رہے جب حضرت خواجہؒ

Marfat.com

کو افاقہ ہوا تو انہوں نے ان دونوں کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ لوگ رخصت ہو لو۔ لیکن رخصت ہونے سے پہلے سماع کی بھی کچھ لذت لے لو کر حسرت دل میں باقی نہ رہے اتنا کہنا تھا کہ دونوں رونے لگے اور وجد میں آ گئے۔ پھر ہوش میں آئے تو حضرت خواجہؒ کے قدموں پر سر رکھ کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم سماع کے راز سے ہم لوگ آگاہ نہ تھے یہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اب اس اقرار سے کیا حاصل۔ جب وقت گذر چکا۔ تب توبہ سے کیا فائدہ ہو گا۔ اور اب بھی تم لوگ سماع کا راز کیا جانو! مجھ سے پوچھو۔ اگر میں تفصیل سے بتاؤں تو سارے لوگ سماع کے فریفتہ ہو جائیں۔ پھر یہ دونوں نادم اور شرمسار سلطان کے پاس گئے اور سارے واقعات بیان کئے

قاضی و مفتی کا انجام

سلطان نے ان کی نا عاقبت اندیشی پر ان کو برا بھلا کہا اور اپنے دربار سے نکلوا دیا اور حکم دے دیا کہ یہ کور باطن پھر میرے سامنے حاضر نہیں ہوں۔ وہاں سے دل شکستہ و ذلیل ہو کر گھر لوٹے اور اسی رات کو دونوں مر گئے۔ سلطان نے جب سنا تو کہا کہ حضرت خواجہ نے تو فرمایا ہی تھا کہ یہ نالائق اپنی زندگی سے سیر ہو چکے ہیں اور جلد ہی اس دنیا سے سفر کرنا چاہتے ہیں چنانچہ وہی ہوا۔

غفلت پر پشیمانی

رئیس نام کا ایک شخص تھا اس نے ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک قبہ ہے۔ جس کے دروازہ پر لوگوں کا ہجوم لگا ہوا ہے اور ایک چھوٹے قد کے بزرگ بار بار قبہ کے اندر جاتے ہیں اور آتے ہیں اور لوگوں کو پیام پہنچاتے ہیں رئیس نے کہا کہ یہ کیسا قبہ ہے؟ اور جو آدمی اندر جاتے اور آتے ہیں وہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ قبہ کے اندر سرورِ عالم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ آدمی جو آتے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود خادم رسول اللہ ہیں۔ رئیس نے فوراً پیغام کہلا بھیجا کہ غلام دیر سے مشتاق دیدار ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود قدس اللہ سرہٗ جواب لائے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ابھی تم کو میرے دیدار کی اہلیت نہیں ہوئی ہے جاؤ اور میرا سلام خواجہ بختیار الدین کاکی کو پہنچاؤ۔ اور ان سے کہو کہ درود کا تحفہ جو تم ہر رات کو پہنچاتے تھے وہ مجھے مل جاتا ہے لیکن ادھر تین رات سے وہ تحفہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ رئیس بیدار ہو کر فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان فرمایا۔ حضرت خواجہ نے فوراً اٹھ کر درود پڑھنا شروع کیا اور پھر تھوڑی دیر تک سر جھکا کر بیٹھے رہے اس غفلت کی وجہ دراصل یہ ہوئی تھی کہ خواجہ نے ایک عورت سے عقد کیا تھا۔ اور تین شب تک

Marfat.com

اس کے حقِ زوجیت کے ادا کرنے میں مشغول رہے تھے اور اسی وجہ سے درود کا تحفہ معمول کے مطابق پہنچانا ناغہ ہو گیا تھا۔ پھر اسی وقت انہوں نے اس عورت کا مہر ادا کر کے اسے علیحدہ کر دیا اور آئندہ غفلت سے توبہ کی۔

نظام الدین اولیاؒ اور خواجہ بختیار کاکیؒ

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہٗ العزیز اکثر غیاث پور سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے روضۂ متبرکہ کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دن ان کے دل میں یہ بات آئی کہ معلوم نہیں میرے حاضر ہونے کی حضرت خواجہ کو خبر بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ جب روضۂ متبرکہ کے قریب پہنچے تو حضرت خواجہ کو قبر پر موجود پایا اور یہ شعر پڑھ رہے تھے

مرا زندہ پندار چوں خویشتن ❊ من آیم بہ جاں گر تو آئی بہ تن

دولت سے بے نیازی

ایک مرتبہ اختیار الدین ایبک حاجب کچھ نقد حضرت خواجہ کے پاس بطور نذر لایا حضرت خواجہ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور کہا کہ فقیروں کو ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ اس نے جب بہت اصرار کیا تو حضرت خواجہ نے جس بوریئے پر بیٹھے ہوئے تھے اس کا ایک کونہ الٹ دیا اور فرمایا کہ نیچے دیکھو۔ اس نے دیکھا کہ سونے کی نہر جاری ہے وہ حیران رہ گیا پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ حق تعالےٰ غیب کا خزانہ اپنے دوستوں کے تصرف میں دے دیتا ہے۔ ان کو تم لوگوں کے روپے کی ضرورت نہیں۔

خواجہ بختیار کاکی کی مقبولیت

جس زمانے میں حضرت سلطان العارفین خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر سے دہلی تشریف لائے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ان کے استقبال کیلئے آگے بڑھے اور قدمبوسی کر کے اپنے گھر لائے اور ہمہ دم اپنے مریدوں اور خلفا کے ساتھ خدمت میں لگے رہے۔ جب سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر شریف واپس جانے لگے۔ تو تمام مشائخ کبار اور اکابر نامدار آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے لیکن شیخ نجم الدین صغریٰ نہیں آئے۔ سلطان العارفین مہربانی فرما کر خود ان کے گھر گئے اور ملنے کے لئے نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ شیخ نجم الدین صغریٰ نے دلگیر ہو کر جواب دیا کہ آپ نے اپنے خلیفہ کو ایسا اس جگہ چھوڑا ہے کہ سارے لوگ اسی طرف رجوع ہیں۔ مجھے ایک پتے پان کے لئے بھی کوئی نہیں یاد کرتا۔ حضرت سلطان العارفین کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے فوراً حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو جو دروازے پر کھڑے تھے مخاطب کر کے فرمایا کہ بابا قطب الدین! تم میرے ساتھ چلو۔ کیونکہ بعض لوگ یہاں تمہارے رہنے سے ناراض ہیں پس

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ چھوٹے بڑے، عورت مرد دہلی کے سارے لوگ آپ کے پیچھے دوڑے اور جس جگہ آپ کا قدم پڑتا تھا وہاں کی دھول منہ پر ملتے تھے۔ حضرت سلطان العارفینؒ نے جب یہ حال دیکھا تو فرمایا قطب الدین! تم اسی جگہ ٹھہرو۔ دہلی کے لوگ تمہیں نہیں چھوڑیں گے پھر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ اپنے پیر سے رخصت ہو کر دہلی لوٹ گئے۔

خواجہ معین الدین چشتی سے آخری ملاقات

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو اپنے پیر کی قدمبوسی کا شوق غالب آیا۔ انہوں نے عرضداشت بھیجا۔ جواب آیا کہ ہم بھی تم سے ملنے کے خواستگار ہیں۔ جلد آؤ کیونکہ دنیا میں یہ آخری ملاقات ہو گی۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ فوراً ہی اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔ اور منزل مارتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ اور دیدار سے شرفیاب ہوئے آخر ایک دن حضرت سلطان العارفین خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا کہ خدا کے دوست کے لئے تین صفتیں ضروری ہیں اوّل خوف دوم رضا، سوّم محبت، خوف سے مراد یہ ہے۔ کہ جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے گناہ چھوڑ دے۔ رضا کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ کی محبت کے سلسلے میں سوائے اس کے کسی کی یاد دل میں نہ آئے۔ ہر مخلوق فانی ہے کل شیئٍ ھالکٌ الا وجھہ۔ دنیا کی ساری چیزیں سوائے باری تعالےٰ کے ختم ہونے والی ہیں۔ اور ہر شخص کو اس دنیا سے سفر کرنا ہی ہے اب چند ہی دنوں میں میرے اور دوستوں کے درمیان جدائی ہونے والی ہے۔ اور مجھے اجمیر ہی میں دفن ہونا ہے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کو خبر دو کہ میرے پاس آئیں۔ حضرت خواجہ کو جیسے ہی اطلاع ملی فوراً حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے پھر حضرت سلطان العارفین نے کلاہ چہار ترکی اور دستار اپنے دستِ مبارک سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے سر پر رکھا اور حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا عصا مصحف، مصلا اور خرقہ بھی ان کو عنایت فرمایا اور کہا کہ ہمارے خواجگان سے یہ ہم کو ملا تھا۔ میں نے حتی الامکان اس کا حق ادا کیا اب تم شکر بجالاؤ کہ کل شرمندہ نہ ہو۔

پند و نصائح

پھر فرمایا کہ اے میرے فرزند عزیز! عارف لوگ آفتاب کی طرح دنیا میں چمکتے ہیں اور سارے جہاں کو معرفت کی روشنی سے روشن کرتے رہتے ہیں۔ اہل محبت کا وہ مقام ہے جو فرشتوں کو بھی حاصل نہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ چار چیزیں آدمی کو نفس کو قید سے نجات دلاتی ہیں۔ اول یہ کہ درویشی کی دولت سے اپنے کو مالا مال کر دے۔ دوسرے یہ کہ بھوک میں بھی آسودگی ظاہر کرے۔ تیسرے یہ کہ غم میں بھی خوش رہے اور چوتھے یہ کہ

Marfat.com

لوگوں کی برائی کا بدلہ ہمیشہ نیکی سے دے۔ جب یہ باتیں ختم ہوئیں تو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اپنا سر پیر کے قدم مبارک پر رکھ دیا۔ حضرت سلطان العارفین نے اپنا دست حق پرست ان کے سر پر پھیرا اور فرمایا بابائے من! تم کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔ اور منزل کے قریب تک پہنچا دیا۔ جہاں جاؤ خیریت سے رہو اور مجرد رہو۔ اور جہاں رہو باخدا رہو۔ پھر ان کا سر اٹھایا اور دعا فرمائی اور باچشم پرنم دہلی کی طرف رخصت کر دیا۔ چند روز کے بعد ایک شخص اجمیر شریف سے آیا اور اس نے حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے کہا کہ آپ کے دہلی سے رخصت ہونے کے بیس روز بعد سلطان العارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے رحلت فرمائی۔ اس خبر سے حضرت خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکیؒ کو بہت شدید صدمہ ہوا۔ آپ نے روتے ہوئے اپنے پیر کے نام فاتحہ پڑھا پھر کہا۔ خدا کے دوستوں کو موت نہیں آتی ہے۔ البتہ وہ ظاہری آنکھوں سے روپوش ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کی ولایت کا تصور قیامت تک باقی رہتا ہے

خلفا کے اسمائے گرامی

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بائیس جلیل القدر اور کامل خلفاء رکھتے تھے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ، شیخ بدر الدین غزنویؒ، شیخ برہان الدین بلخیؒ، شیخ ضیاء رومیؒ، سلطان شمس الدین اولیا، بابا بحری بحر دریاؒ، مولانا فخر الدین حلوائیؒ، خواجہ پیر، شیخ سعد الدین حلیقہ شیخ محمود بہاریؒ، مولانا محمد حاجرمے، سلطان نصیر الدین غازی، قاضی حمید الدین ناگوریؒ، شیخ محمود، مولانا برہان الدین حلوائیؒ، شیخ محمد سماجیؒ، شیخ احمد یمنیؒ، شیخ حسینؒ، شیخ فیروز، شیخ بدر الدین موئے تابؒ، شاہ خضر قلندرؒ، شیخ نجم الدین قلندرؒ قدس اللہ اسرارہم۔

وفات

عید کے روز جب حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نماز پڑھ کر لوٹ رہے تھے تو اس جگہ جہاں اس وقت آپ کا روضہ مقدسہ ہے آپ نے اپنی سواری کو کھڑا کیا اور کچھ سوچنے لگے۔ خدام نے پوچھا کہ حضرت کیا سوچ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس جگہ سے دوست کی بو آتی ہے۔ اس زمین کے مالک کو بلایا جائے جب زمین کا مالک آیا تو آپ نے اس کی منہ مانگی قیمت ادا کر دی اور اس جگہ کو اپنے مرقد کے لئے متعین فرمایا۔

ایک دن حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ محفل سماع میں تھے۔ گریہ طاری تھا۔ صلاح الدین اور ان کے لڑکے کریم الدین اور نصیر الدین یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

عاشق روئت کجا بیند بہ کس ؂ بستۂ موئت کجا یابد خلاص

تھوڑی دیر کے بعد قوالوں نے یہ شعر گانا شروع کیا۔

تشنگان خنجر تسلیم را ⁂ ہر زمان از غیب جان دیگرست

حضرت خواجہؒ وجد کے عالم میں تھے۔ اور ہر مرتبہ ہاتھ اس طرح مارتے تھے۔ کہ زمین سے اچھل جاتے تھے۔ یہ سلسلہ ایک دن اور رات جاری رہا۔ صرف نماز کے وقت ہوش آجاتا اور نماز ادا کر لیتے۔ ایک دن گذر جانے کے بعد بھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا اور ہر بن مو سے خون ٹپکنے لگا۔ اور جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا اس سے اسم الٰہی لکھا جاتا دوسرے دن ہر بن مو سے سبحان اللہ کی آواز سنائی دینے لگی تیسرے روز یہ کیفیت ہو گئی کہ قوال جب پہلا مصرعہ پڑھتے تھے۔ تو روح پرواز کر جاتی تھی۔ اور جب دوسرا مصرعہ پڑھتے تھے تو روح جسدِ خاکی میں واپس آجاتی تھی۔ یہاں تک کہ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۵ھ چاشت کے وقت آپ نے قوالوں کو اشارے سے دوسرا مصرعہ پڑھنے سے منع فرمایا اور ایک نعرہ مار کر خالقِ حقیقی سے جاملے۔

نماز جنازہ

جنازہ جب تیار ہوا تو مولانا ابو سعید نے کہا کہ حضرت خواجہؒ نے ہم لوگوں کو وصیت فرمائی ہے۔ کہ میرے جنازے کی نماز وہی شخص پڑھائے جس نے اپنا ازار حرام کاری کے لئے نہ کھولا ہو اور عصر کے نماز کی سنت اور پہلی تکبیر نہ چھوڑی ہو اس وقت سلطان شمس الدین اولیا جو کہ حضرت کا مرید اور خلیفہ بھی تھا کے علاوہ تمام اکابر مشائخ اور فقرا بھی حاضر تھے۔ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ جب کوئی آگے نہ بڑھا تو سلطان شمس الدین تھوڑے تامل کے بعد آگے بڑھا اور یہ کہتے ہوئے امامت کے لئے تیار ہو گیا کہ میں چاہتا تھا کہ میری حالت کسی پر ظاہر نہ ہو۔ لیکن جب حضرت خواجہ کی یہی مرضی ہے۔ تو پھر کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ نماز جنازہ پڑھانے کے بعد ایک طرف اس نے خود جنازہ اٹھایا اور تین طرف دوسرے اولیا اور فقرا نے اٹھایا یہاں تک کہ اس مقام پر لائے جو پہلے ہی سے مرقد مقدس کے لئے متعین کیا گیا تھا۔ اور سپرد خاک کیا۔ آپ کی تاریخ وصال دخولہ لبد لوگوں نے لکھی ہے۔

شیخ بدر الدین کی روایت

شیخ بدر الدین غزنوی قدس اللہ سرہ العزیز بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا وقت نزدیک آیا۔ مجھ پر غنودگی طاری ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہؒ اپنے حجرے سے نکل کر آسمان کی طرف متبسم جارہے

ہیں۔ اور میری طرف دیکھ کر فرماتے ہیں کہ بدرالدین! اللہ کے دوستوں کو موت نہیں آتی۔ وہ جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ ان کو اختیار ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ حضرت رحلت فرما چکے ہیں۔

○

Marfat.com

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج قدس اللہ سرہٗ العزیز

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج مسعود اجودھنی الفاروقی قدس اللہ سرہٗ مشائخ عظام میں سے تھے آپ نے دینی و دنیوی نعمتوں میں سے کسی چیز کو بجز عشق و جمال حق تعالیٰ قبول نہیں فرمایا۔ اور آپ نے ایک عالم کو منزل مقصود تک پہنچایا۔ صوفیا آپ کو قطب الکاملین، سرور ارباب توحید، سردفتر اصحاب تجرید، امام سنن نبویؐ، سلطان حقیقت معنوی، شمع کشف و کرامات، اور ملجاء الفقراء والمساکین کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ خرقۂ فقر وارادت آپ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے عنایت ہوا تھا۔ آپ صائم الدہر تھے، آپ کے مطبخ میں جو کچھ پکتا پہلے فقرا مساکین اور حاضرین محفل کو تقسیم فرماتے پھر اس میں سے تھوڑا سا لے کر افطار کرلیتے۔ علوم ظاہری اور باطنی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔

اسمائے گرامی آپ نے پچانوے برس کی عمر پائی۔ پہلے آپ کا نام مسعود رکھا گیا تھا۔ حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ نے ایک تقریب میں اپنا نام ان کو عنایت فرمایا تھا اسی طرح شکر گنج کا خطاب بھی آپ کو اپنے پیر سے ملا تھا۔ آپ کے ایک سو ایک نام اور القاب ہیں جن کو اگر کوئی شخص کسی مہم میں مقصد برآری کے لیے پڑھے تو مجرب اور مفید ہوگا۔ وہ اسماء یہ ہیں۔

قطب الموحدین شیخ فرید، خواجہ فرید، مخدوم فرید، بابا فرید، شاہ فرید، مولانا فرید، حاجی فرید، درویش فرید

مسکین فرید، عاجز فرید، فقیر فرید، غریب فرید، موحد فرید، مسعود فرید، محمود فرید، چشتی فرید، اجودھنی فرید، حامد فرید حمید فرید، کامل فرید، مکمل فرید، خادم فرید، عالم فرید، صادق فرید، صابر فرید، شاکر فرید، امام فرید، مجتہد فرید متدین فرید، متوکل فرید، سالک فرید، مسالک فرید، زاہد فرید، عابد فرید، متقی فرید، محب فرید، مرشد فرید برحق فرید، وکیل فرید، خالص فرید، مخلص فرید، عاشق فرید، عارف فرید، اعظم فرید، معظم فرید، ہادی فرید مہندی فرید، ولی فرید، شیخ فرید، قطب فرید، غوث فرید، مغیث فرید، سیاح فرید، جہاں گشت فرید، کبیر فرید شکر گنج فرید، شکر بار فرید، فرید الحق فرید، حبیب فرید، عزیز فرید، مقبول فرید، صوفی فرید، صاحب فرید محقق فرید، مدقق فرید، خیر فرید، خبیر فرید، مخبر فرید، سلطان فرید، برہان فرید، فاضل فرید، واصل فرید، دم فرید قدم فرید، اول فرید، آخر فرید، ظاہر فرید، باطن فرید، جل فرید . . . فرید، بحر فرید، یحییٰ فرید، یمیت فرید نور اللہ فرید، نظر اللہ فرید، فضل اللہ فرید، فیض اللہ فرید، صبغۃ اللہ فرید، نقطۃ اللہ فرید، اہل اللہ فرید، آئینۃ اللہ فرید، سر اللہ فرید، عزیز اللہ فرید، غریز اللہ فرید، روح اللہ فرید، عبداللہ فرید، محیط اللہ فرید، قطب الاقطاب فرید، مشکل کشا فرید، قاضی الحاجات فرید، یاحق عزوجل بحرمت ایں نامہائے حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج، مارا وہمہ معتقدان و مریدان اور المقصد دل و مطلوب جانی برساں وجمیع حاجت دینی و دنیوی رواگردانی وردرح مقدس ایشاں راہمیشہ خوشنود دارواندر مریدانِ ایشانم شمار یاارحم الراحمین۔

حسب ونسب

حضرت شیخ فریدالدین مسعود شکر گنج فرخ شاہ کابلی کے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے آپ کا نسب نامہ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ سے ملتا ہے اور اس سے اوپر حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج مسعود اجودھنی، ابن شیخ سلیمانؒ، ابن شیخ شعیبؒ، ابن شیخ محمد احمد، ابن شیخ یوسف ابن شیخ شہاب الدین المعروف بہ فرخ شاہ کابلی، ابن نصیر فخرالدین محمود، ابن سلیمان، ابن شیخ مسعود، ابن شیخ عبداللہ واعظ الاصغر، ابن واعظ الاکبر، ابوالفتح، ابن شیخ اسحاق، ابن شیخ ناصر، ابن شیخ عبداللہ، ابن امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن الخطاب، ابن نفیل، ابن اعبد العزیٰ، ابن ریاح، ابن فرط، ابن عدی، ابن کعب ابن لوی، ابن غالب، ابن فہر، ابن مالک، ابن نضر اور یہ سب قریش مکہ تھے۔

Marfat.com

فرخ شاہ عادل کابلی کے عہد میں حوادث روزگار سے کابل کی سلطنت سلاطین غزنین کے ہاتھ میں چلی گئی تھی۔ لیکن سلطان مذکور کے فرزنداں چنگیز خاں کے حملے تک کابل میں ہی مقیم تھے، آپ کے جد بزرگوار کے والد اس جنگ میں شہید ہوئے آپ کے جد بزرگوار حضرت قاضی شعیب اپنے تین لڑکوں اور کچھ مال و متاع کے ساتھ لاہور وارد ہوئے۔ اور ملتان کے مضافات میں ایک قصبہ کہتی وال ہے۔ بادشاہ ہندوستان کی اجازت سے وہیں اقامت گزیں ہوئے۔ یہاں تک کہ ۵۹۵ھ ان کے خاندان میں قطب الکاملین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج پیدا ہوئے۔

آپ کی والدہ کی کرامت

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ کے والد ماجد سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ، مولانا وجیہہ الدین خجندیؒ کی صاحبزادی بڑی صالحہ اور پارسا خاتون تھیں۔ سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات آپ کی والدہ کے گھر میں چور داخل ہوا۔ وہ دروازہ کے اندر قدم رکھتے ہی اندھا ہو گیا۔ اس نے سمجھ لیا کہ یہ کسی بزرگ کا گھر ہے۔ وہ شومئی قسمت سے آگیا ہے۔ اور اس نے عہد کیا کہ اگر میری بینائی لوٹ آئی تو میں پھر کبھی چوری نہ کروں گا۔ اور مسلمان ہو جاؤں گا۔ وہ ولیہ کامل نے اپنے نور باطن سے سب کچھ جان لیا۔ انہوں نے اسی وقت اللہ سے دعا کی اور اس چور کی بینائی لوٹ آئی۔ وہ گھر بھاگا اور دوسرے روز اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آکر مسلمان ہو گیا۔ حضرت بی بی نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ اور اس کے بارے میں دعا فرمائی۔ دعا کی برکت سے وہ کاملین میں سے ہو گیا۔

تعلیم و تربیت

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ مکتب میں ابتدائی تعلیم سے تھوڑی ہی مدت میں فارغ ہو کر اونچی تعلیم کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے ایک مدرسہ میں نافع نام کی ایک فقہ کی کتاب پڑھنے لگے۔ اسی زمانے میں حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ ہندوستان جاتے ہوئے ادھر سے گذرے اور آپ پر نظر پڑی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے ازراہ شفقت ان سے پوچھا کہ لڑکے کیا پڑھتے ہو؟ جواب دیا علم فقہ میں نافع نام کی ایک کتاب پڑھتا ہوں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تم کو نافع سے نفع ہوگا۔ اس جملہ کے کہنے کے بعد حضرت فریدالدین شکر گنجؒ کا دل حضرت خواجہؒ کی

طرف کھنچ گیا۔ اور ان کی خدمت میں آکر ان کے عقیدت مندوں اور خادموں میں شامل ہو گئے۔ حضرت خواجہ جب دہلی روانہ ہونے لگے۔ تو حضرت بابا فریدالدین شکر گنج بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ بابا فرید! جاؤ اور کچھ دن ملتان ہی میں ٹھہر کر تحصیل علم کرو۔ اس کے بعد دہلی میرے پاس آجانا۔ حضرت بابا فریدالدین شکر گنج نے ویسا ہی کیا۔ اور حضرت خواجہ کے جانے کے بعد پانچ برس تک تحصیل علوم میں مشغول رہے پھر دہلی پہنچ کر حضرت خواجہ کی قدمبوسی حاصل کی

شکر گنج کی وجہ تسمیہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے ان کے لئے اپنے آستانہ کے نزدیک ایک حجرہ دے دیا کہ وہاں ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہیں۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ دیکھ جاتے۔ کئی سال اس طرح گذرنے کے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ طے کا روزہ رکھا کرو۔ آپ نے ویسا ہی کیا۔ ایک دن افطار کے وقت ایک شخص کئی روٹی دے گا۔ آپ نے اس سے افطار کیا ہی تھا۔ کہ درخت کے اوپر ایک کوا بیٹھا کسی جانور کی آنت کھا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ کی طبیعت متلا گئی اور جو کچھ کھایا تھا۔ سب اگل دیا اس واقعہ کو جب انہوں نے اپنے پیر حضرت خواجہ سے بیان فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اے مسعود! تین روز کے بعد تم کو جو روٹی ملی تھی وہ ایک شراب فروش کے یہاں کی تھی۔ اللہ تعالے نے اپنی مہربانی سے اس مکروہ غذا کو بھی تمہارے معدہ میں رہنے نہیں دیا۔ اب جاؤ تین روز اور طے کا روزہ رکھو۔ اور جو چیز تم کو غیب سے ملے اسی سے افطار کرنا۔ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ نے تعمیل حکم میں متواتر طے کا روزہ رکھا جب چھ روز کے بعد بھی ان کو کھانا نہیں ملا تو ان پر شدید ضعف طاری ہو گیا۔ ایک پہر رات گزری ہو گی۔ کہ شدت گرسنگی سے بے قابو ہو کر وہ ادھر ادھر ہاتھ ٹپکنے لگے۔ چند سنگریزے ہاتھ میں آگئے اس کو انہوں نے منہ میں ڈال لیا۔ ہاتھ کی برکت سے وہ سنگریزے منہ میں شکر ہو گئے۔ انہوں نے اس کو تھوک دیا آخر رات کو پھر بے طاقتی سے سنگریزہ لے کر منہ میں ڈال لیا۔ وہ سنگریزے پھر شکر بن گئے۔ پھر آپ نے سمجھا کہ یہ اللہ کا عطیہ ہے۔ اور اسی سے افطار کیا۔ دن ہونے پر آپ نے یہ واقعہ اپنے پیر سے بیان فرمایا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ فرید! تم نے خوب کیا جو اس سے افطار کیا۔ وہ شکر عالم غیب سے آئی تھی۔ اور جو کچھ غیب سے ملے وہ پاک اور بے عیب ہے۔ جاؤ اسی طرح تم کو شکر ملتی رہے گی۔ اسی روز سے حضرت کا لقب شکر گنج پڑ گیا

Marfat.com

خواجہ معین الدین چشتی کی عنایت

ایک مرتبہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے تھے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اپنے خلفا کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور آپ کے دربار سے ہر شخص کو اس کی لیاقت کے مطابق نعمت ملی تھی تو آپ نے حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے پوچھا کہ تمہارے مریدوں میں سے اور بھی کوئی رہ گیا ہے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے جواب دیا کہ مسعود نامی ایک درویش رہ گیا ہے جو چلہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت سلطان العارفین نے فرمایا کہ بلاؤ۔ اس سے بھی مل لوں۔ پھر دونوں بزرگوار صاحب اسرار حضرت گنج شکرؒ کے حجرے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا۔ حضرت گنج شکر شدت ضعف کے باعث تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہو سکے۔ مجبور ہو کر زمین پر سر رکھ دیا۔ حضرت سلطان العارفین نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ اے قطب الدین! کب تک اس بے چارے کو مجاہدہ میں تپاتے رہو گے۔ آؤ ہم دونوں کچھ اس کو دے دیں۔ پھر ان کا دایاں بازو پکڑ کر اٹھایا۔ بایاں بازو حضرت قطب الدین بختیار کاکی نے پکڑ لیا۔ پھر حضرت سلطان العارفین خواجہ معین الدین چشتیؒ نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ الٰہی! فرید کو قبول کر! اور کامل ترین درویشوں کے مرتبہ پر پہنچا۔ آواز آئی کہ میں نے فرید کو قبول کیا۔ فرید فرید دہر اور وحید عصر ہے۔

خواجہ معین الدین چشتی کے تعریفی کلمات

پھر حضرت خواجہؒ نے اسی وقت ان کو اسم اعظم جو پیران چشت سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا سکھایا۔ اسم اعظم سیکھتے ہی علم لدنی ان پر منکشف ہو گیا۔ اور اللہ اور ان کے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد حضرت سلطان خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اپنی خلعت خاصہ سے ان کو نوازا۔ اور حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دستار اور جو کچھ لوازمات خلافت تھے عطا فرمایا۔ اس محفل میں قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علی کرمانی، سید نور الدین غزنوی، مولانا مبارک شیخ نظام ابو المؤید، مولانا شمس الدین ترک اور خواجہ محمود موئینہ دوز قدس اللہ اسرارہم بھی موجود تھے۔ آخر میں سلطان العارفین خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا کہ بابا قطب الدین نے ایک ایسا عظیم شاہباز دام میں لایا ہے۔ جس کا آشیانہ صرف سدرۃ المنتہا ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت شکر گنج کا اظہار ندامت

ایک مرتبہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج اپنا عصا لے کر چلے۔ چند ہی قدم چلنے کے بعد انہوں نے عصا ہاتھ سے پھینک دیا اور نادم ہو

پشیمانی کے اثرات روئے مبارک سے ظاہر ہونے لگے۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ وہاں پر حاضر تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت کے تفکر اور حیرت کی وجہ نہیں معلوم ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ عصا پر میں نے ذرا سہارا لیا تھا۔ کہ عتاب الٰہی نازل ہوا کہ مجھے چھوڑ کر دوسری چیز پر تو نے سہارا کیوں لیا۔ میں نے عصا پھینک دیا اور شرمندہ ہوں

ہانسی میں قیام

ایک مرتبہ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج نے اپنے پیر کی خدمت سے رخصت سفر چاہی۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اے فریدالدین! میں جانتا ہوں کہ میرے آخر وقت میں تم موجود نہیں ہو گے۔ کہ یہ مقدر ہو چکا ہے۔ جاؤ لیکن میرے انتقال کے دو تین روز بعد جب تم آنا تو فاتحہ پڑھنا اور تمہاری امانت جو قاضی حمید الدینؒ کے حوالے کر دی جائے گی اسے لے لینا۔ پھر حضرت فریدالدین شکر گنجؒ اپنے پیر سے رخصت ہو کر ہانسی پہنچے اور کچھ دن وہاں قیام فرمایا۔ جس دن حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا وصال ہوا۔ اسی رات کو آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت پیران کو بلا رہے ہیں۔ فوراً ہانسی سے دہلی روانہ ہو گئے اور ٹھیک سوم کے دن وہاں پہنچے۔ اپنے پیر کے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر زیارت کی اور خرقہ وغیرہ جو حضرت قاضی کے پاس امانت تھا لے لیا اور تین روز ٹھہر کر پھر ہانسی کے لئے روانہ ہوئے۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ پیر کی جگہ پر رہیں لیکن آپ نہ مانے اور فرمایا کہ میرے پیر کی جو چیز ہے۔ چاہے میں جہاں رہوں میرے پاس رہے گی، ہانسی میں قیام کرنے کے بعد آپ کی شہرت حد سے زیادہ ہو گئی

اجودھن میں قیام

لوگوں کے ازدہام سے گھبرا کر آپ وہاں سے اجودھن چلے گئے۔ وہ ویران جگہ آپ کو بہت پسند آئی کہ یہاں عبادت و ریاضت کا موقع کافی ملے گا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد وہاں سے بھی کہیں دوسری جگہ جانے کا آپ نے ارادہ کیا لیکن آپ کے پیر کا حکم ہوا کہ وہیں ٹھہرنا ہے چنانچہ آپ نے وہیں مسکن بنا لیا۔ ایک دن سلطان غیاث الدین آپ کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا تو لوگوں کا اتنا زیادہ ہجوم ہوا۔ کہ آپ گھبرا گئے غیب سے آواز آئی کہ اے شیخ نہ گھبراؤ۔ تحمل سے کام لو۔ پھر آپ نے کسی کو زیارت سے نہیں روکا اور نہ گھبرائے

جوگی کے قبیح حرکات کا خاتمہ

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ جب اجودھن تشریف لائے تو کئی صوفیا ان کے ساتھ تھے۔ جس جنگل میں آپ نے قیام فرمایا وہاں وحشی جانور کافی تھے۔ یہ جگہ آپ کو عبادت و ریاضت کے لئے بہت پسند آئی۔ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت

Marfat.com

دودھ کا کوزہ سر پر لیے ادھر سے گزری۔ آپ نے اس سے پوچھا ماں! کہاں سے آرہی ہو؟ کہاں جارہی ہو اور سر پر کیا رکھے ہوئے ہو؟ وہ عورت اس سوال پر رونے لگی۔ اور کہا اے خدا کے نیک بندے! اس قصبہ میں ایک جوگی رہتا ہے جو ہم غریبوں پر مصیبت لاتے ہوتے ہے۔ اگر اس کے حکم سے کوئی ذرا بھی سرتابی کرتا ہے تو اس پر بلا نازل کرتا ہے اور اسے تباہ کر دیتا ہے۔ جس سے جو چاہتا ہے اپنے چیلوں سے منگوا لیتا ہے۔ کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے۔ مثلاً ابھی جو میں یہ دودھ لے جا رہی ہوں اگر نہ پہنچاؤں تو میرے گھر میں جتنا دودھ ہے سب خون ہو جائے گا اس ڈر سے لوگ خود ہی پہنچا دیتے ہیں۔ ابھی جو آپ سے بات کرنے میں دیر ہو گئی ہے معلوم نہیں اس کی کیا سزا مجھے ملے گی۔ بابا فرید شکر گنج نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ گھبراؤ نہیں۔ اور یہ دودھ سب فقرا کو خوشی سے تقسیم کر دو۔ تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اس جوگی کا ایک چیلہ پہنچا اور اس نے اس عورت کو ڈانٹنا چاہا لیکن حضرت نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا خاموش بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گیا اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ دوسرا پہنچا وہ بھی چپ بیٹھ گیا اسی طرح اس کے سب شاگرد آتے گئے اور بیٹھتے گئے۔ کوئی بھی ان میں سے اٹھنا چاہتا تو اٹھ نہیں سکتا اور جم کر رہ گیا۔ آخر میں ان لوگوں کا گرو جوگی پہنچا اس نے اپنے چیلوں کی یہ بے بسی دیکھی تو غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور جادو سحر کے ذریعہ ان کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اس نے لاکھ کوشش کی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آخر میں جب اس نے دیکھا کہ دریا کے سامنے قطرے کی نہیں چلے گی۔ تو عاجزی اور انکساری سے عرض کیا کہ میرے شاگردوں کو چھوڑ دیجیے۔ حضرت نے فرمایا کہ تجھ کو اور تیرے شاگردوں کی صرف ایک شرط پر رہائی مل سکتی ہے۔ کہ تو اس دیار سے دفع ہو جا اور کبھی اس طرح کی ظالمانہ اور بیہودہ حرکتوں کے کرنے کا ارادہ نہ کرنا۔ اس نے منظور کیا اور اپنے شاگردوں سے اپنا سب سامان اپنے گھر سے منگوا کر وہیں سے کہیں دوسری جگہ چلا گیا اور اس جگہ سے کفر و ضلالت اور ظلم و جور کا خاتمہ ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت بابا فرید شکر گنجؒ اس جوگی کے ٹھکانے پر آکر اقامت گزیں ہو گئے۔ اور فرمایا کہ فقیر کے گھر فقیر کے سوا اور کون رہ سکتا ہے۔

زکوٰۃ کی اقسام ایک مرتبہ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کی مجلس میں زکوٰۃ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی حضرت بابا فریدالدین شکر گنج نے فرمایا کہ زکوٰۃ تین طرح کی ہے۔ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت اور زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ دو سو درہم میں پانچ درہم مستحقوں کو دیا جائے۔ زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ

Marfat.com

دوسو درہم میں سے پانچ درہم اپنے پاس رکھا جائے اور بقیہ سب خدا کی راہ میں خرچ کر دیا جائے اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ دوسو درہم میں سے سب کا سب راہِ خدا میں دے دیا جائے اور اپنے پاس اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کچھ نہ چھوڑا جائے۔

درویشی کی تعریف

درویشی نام ہی ہے خود فروشی اور بے خویشی کا جیسا کہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کو ایک مرتبہ اس فقیر نے دیکھا کم و بیش دس ہزار درہم روزانہ ان کے پاس آتا تھا اور وہ سب کا سب اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیتے تھے۔ یہاں تک رات کو ایک پیسہ بھی باقی نہ رہتا۔ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ نے فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ حضرت مالک دینارؒ کسی درویش کے پاس گئے۔ وہ جو کی دو روٹی بغیر نمک ان کے سامنے لائے۔ حضرتِ مالک دینارؒ نے کہا کہ اگر کچھ نمک اس میں ہوتا تو بہتر تھا۔ درویش کی لڑکی نے سنا تو گھر کا ایک برتن بقال کے یہاں گروی رکھ کر نمک لے آئی۔ اور حضرت مالکؒ کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے کہا البتہ قناعت اس کو کہتے ہیں۔ لڑکی نے جواب دیا کہ اگر قناعت ہوتی تو بقال کی دوکان پر نمک کے لیے میرا کوزہ گروی نہ ہوتا کئی سال سے ہم لوگوں نے نمک کی صورت نہیں دیکھی ہے۔

اس مجلس میں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے خلیفہ اور داماد شیخ بدرالدین اسحٰقؒ نے ان سے پوچھا کہ اسراف کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں جو خرچ نہ ہو وہ اسراف ہے۔

درویشی کی شرائط

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں درویشی پر گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی کو کہتے ہیں۔ اور درویشی کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔ اول یہ کہ آنکھ کو اندھا کر لے کہ دوسروں کا عیب نہ دکھائی دے۔ دوسرے کان کو بہرہ کر لے کہ کچھ نہ سنائی دے تیسرے زبان کو گونگا کر دے تاکہ کوئی بیہودہ بات زبان سے نہ نکلے۔ دوسرے پیر کو لنگڑا کر لے تاکہ نفس کی خواہش پر کسی جگہ جا نہ سکے۔ جس شخص میں یہ چاروں عادتیں ہیں وہی درویش ہے۔ خواہ اس کا لباس اہلِ دنیا ہی کا ہو۔ اور اگر یہ چاروں عادتیں نہیں ہیں تو وہ درویش نہیں ڈاکو اور خود پرست ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ حضوری دل سے حاصل ہوتا ہے اور حضوریٔ دل حرام لقمہ سے پرہیز کرنے سے ہوتا ہے

حضرت جمال ہانسویؒ پر عتاب

ایک مرتبہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی قدس اللہ سرہ نے شیخ جمال ہانسویؒ، حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ سے مانگا کہ کچھ دنوں تک

ساتھ رہنے دیا جائے۔ حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ نے فرمایا کہ کوئی اپنے جمال کو کسی کو دیتا ہے۔ حضرت شیخ بہاؤالدین خاموش رہے کچھ دنوں کے بعد پھر مانگا۔ حضرت خاموش رہے۔ مجبور ہو کر حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا نے اپنے جذب باطن سے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا یہاں تک کہ انہوں نے خود ہی جانے کی اجازت مانگی۔ ایک مرتبہ تو حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج خاموش رہے۔ لیکن جب دوسری مرتبہ انہوں نے حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کے پاس جانے کی اجازت مانگی تو غصہ میں آکر فرمایا کہ جاؤ اور اپنا منہ کالا کرو۔ اتنا کہنا تھا کہ حضرت جمال ہانسویؒ کی ساری نعمتیں سلب ہوگئیں اور چہرہ کا رنگ واقعی بدل گیا۔ اور وہ دشت وصحرا میں بھٹکنے لگے۔ کپڑا تار تار ہوگیا۔ سر سے پیر تک زخم ہوگئے جس سے خون اور لہو جاری ہوگیا۔ غائت خفگی میں حضرت بابا فرید شکر گنجؒ نے لوگوں کو منع کر دیا تھا کہ کوئی شخص شیخ جمال کا نام ان کے سامنے نہ لے اس لئے کسی کی سفارش کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آخر کار عالم نامی ایک سوداگر جو حضرت بابا فریدالدین شکر گنج کا مرید بھی تھا بہت عرصہ کے بعد شیخ جمال کی طرف سے گزرا اور ان کو اس برے حال میں دیکھا۔ سارا واقعہ سننے کے بعد اسے بہت افسوس اور رحم آیا اس نے کہا کہ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ تو تمہارے بارے میں حضرت سے کہوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد جب عالم حضرت بابا فریدالدین شکر گنج کی خدمت میں آیا تو حضرت نے اس کے ساتھ بڑی شفقت فرمائی۔ اور اس کا حال پوچھتے رہے۔ سلسلہ گفتگو میں اس نے شیخ جمال کی پریشانی اور مصیبت کا حال بھی کہہ سنایا۔ حضرت نے فرمایا کہ شیخ جمال نے بہت تکلیف اٹھائی۔ اور ان کو اپنے کئے کی سزا مل گئی۔ اب ان کو لکھ دو کہ چلے آئیں۔ اور یہ رباعی پڑھ کر فرمایا کہ اس کو بھی لکھ دو۔

روگرد جہاں بگرد دیا ابلہ کن ⁘ گرہم چو منی یابی مارا ہلہ کن
یک صبح بہ اخلاص بیا بردر ما ⁘ گرکار تو بر نیاید آنگہ گلہ کن

شیخ جمال ہانسویؒ سرفراز نامہ پاکر فوراً خدمت میں حاضر ہوئے اور دیر تک سر زمین پر رکھ کر روتے رہے حضرت اقدس نے ان کو اٹھا کر سینہ سے لگالیا۔ اور فرمایا کہ میرا جمال قطب عالم ہے۔ اسی وقت چہرہ کا رنگ اپنی اصلی حالت پر آگیا اور جتنی نعمتیں سلب ہوئی تھیں سب واپس آگئیں اور آپ کے مدارج پہلے سے بھی بہت زیادہ ہوگئے۔

مریض کی صحت یابی

ایک مرتبہ محمد شاہ نام کا ایک شخص حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا بھائی حالت نزع میں ہے دعا فرمائیے آپ نے اس کا پورا حال

پوچھا پھر فرمایا جاؤ تمہارا بھائی صحت یاب ہوگیا ہے۔ جب وہ گھر آیا تو دیکھا کہ بھائی بھلا چنگا کھانا کھا رہا ہے۔

مسافروں کی مدد

ایک دن درویشوں کی ایک جماعت حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رح کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض پرداز ہوئی کہ ہم لوگ مسافر ہیں اور سفر خرچ کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ حضرت نے کئی تخم خرما کے جوان کے سامنے رکھے تھے اٹھا کر اپنے ہاتھ سے دے دئے اور رخصت کر دیا۔ سامنے سے ہٹنے کے بعد ان لوگوں نے چاہا کہ اسے پھینک دیں مٹھی کھولی تو وہ سب سونے کے تھے۔

زمین کی گواہی

حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رح کی ایک قطعہ زمین تھی۔ بدنیتی سے ایک شخص نے اس پر دعویٰ کر کے حاکم شہر کے حضور میں مقدمہ دائر کر دیا۔ حاکم شہر نے حضرت کے پاس طلبی کے لئے آدمی بھیجا۔ حضرت مخدوم نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اس معاملہ کی تحقیقات مقامی لوگوں سے کر لی جائے سب ہی حقیقت بتا دیں گے۔ حاکم نے توجہ نہ دی۔ اور پھر طلبی کے لئے آدمی بھیجا کہ توکل سے کام نہیں چلے گا خود حاضر ہوں یا وکیل کے ذریعہ ثبوت پیش کریں حضرت مخدوم کو اس بات سے کافی تکلیف پہنچی اور غصہ میں فرمایا کہ اس گردن شکستہ کو کہو کہ میرے پاس نہ ثبوت ہے نہ گواہ، اگر اس کی تحقیقات کرنا ہے۔ تو اس سرزمین پر چلا جائے اور خود زمین سے پوچھے کہ وہ کس کی ملکیت ہے۔ وہ زمین جس کی ملکیت ہو گی اللہ کے حکم سے خود بتا دے گی حاکم بہت متحیر ہوا اور آزمائش کے طور پر اس قطعہ زمین پر جا کھڑا ہوا۔ لوگوں کا بھی ہجوم تھا پہلے اس جھوٹے بے ایمان مدعی نے زمین سے پوچھا کہ اے زمین! بتا تو کس کی ملکیت ہے۔ کوئی آواز نہ آئی تو اس نے پھر پوچھا۔ اسی جگہ حضرت مخدوم کے خادم خاص بھی کھڑے تھے۔ ان سے خاموش نہ رہا گیا۔ انہوں نے زور سے کہا کہ اے زمین میرے پیر دستگیر کا حکم ہے کہ تو خدا کے فرمان سے صحیح صحیح بتا دے کہ تو کس کی زمین ہے۔ یکایک غیب سے آواز آئی کہ اے نادان! کیا پوچھتا ہے میں مکمل طور پر حضرت مخدوم شکر گنج کی زمین ہوں۔ اور عرصہ دراز سے ان کے قبضہ میں ہوں اور سچ بات یہ ہے کہ میں ہی کیا اللہ کی ساری زمین حضرت مخدوم شکر گنج رح کے لئے ہے۔ حاکم شہر سخت حیران اور شرمندہ واپس گیا لیکن گھر پہنچ کر جیسے ہی گھوڑے سے اترنے لگا پیر پھسل گیا اور گردن ٹوٹ گئی۔

درویشوں کی کرامات

ایک مرتبہ حضرت بابا فریدالدین شکر گنج سیوستان میں سفر کر رہے تھے وہاں شیخ اوحدالدین کرمانی قدس اللہ سرہ العزیز سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بڑی عزت و تکریم

Marfat.com

سے استقبال کیا اور کہا کہ آج کیسا سعید دن ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی اسی درمیان میں دس دوسرے صاحب کرامت درویش بھی اس جگہ آ گئے اور زمین پر بیٹھ گئے۔ گفتگو کرامت کی بابت چھڑ گئی۔ یہاں تک کہ بات یہ طے ہوئی کہ ہم میں سے جو صاحبِ ولائت ہے۔ وہ کچھ اپنی کرامت دکھلائے۔ سب سے پہلے ان درویشوں نے شیخ اوحدالدین کرمانی سے درخواست کی۔ حضرت شیخ اوحدالدین کرمانیؒ نے فرمایا کہ اس شہر کا حاکم جو مجھ سے عداوت رکھتا ہے امید نہیں کہ میدان سے زندہ وسلامت لوٹے۔ ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ ایک آنے والے نے خبر دی کہ اس شہر کا والی میدان میں گیند کھیل رہا تھا۔ پولو کھیلتا ہوا گھوڑے سے گرا اور مر گیا۔ پھر ان درویشوں نے حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ سے درخواست کی۔ حضرت شیخ مخدوم مراقبہ میں گئے اور پھر آنکھ کھول کر حاضرین سے فرمایا کہ غور سے دیکھو۔ سبھوں نے حکم بجالایا۔ دیکھا کہ حضرت مخدوم کے ساتھ سب لوگ خانہ کعبہ میں کھڑے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ان لوگوں نے اپنے کو سابق مقام پر پایا تو بولے درویشی اس کو کہتے ہیں۔ پھر حضرت مخدوم اور حضرت شیخ اوحدالدین کرمانیؒ نے درویشوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ بھی کچھ دکھاؤ۔ ان درویشوں نے فوراً اپنا سر خرقہ کے اندر کر لیا اور غائب ہو گئے۔ اور ان کے سارے خرقے خالی پڑے رہ گئے۔

درویشی کا مقام و مرتبہ

ایک مرتبہ ایک درویش کئی صوفیا کے ساتھ بیت المقدس سے حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ کی خدمت میں آیا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد درویش کے ساتھیوں نے حضرت کو غور سے دیکھنا شروع کیا ان لوگوں کی متجسسانہ آنکھوں سے بچنے کیلئے حضرت نے سر جھکا لیا۔ آخر وہ درویش اٹھا اور قدموں پر سر رکھ کر بولا کہ حضرت! آپ کو تو میں نے بیت المقدس میں دیکھا تھا بلکہ آپ کا نام بھی پوچھا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ میں شیخ اجودھنی ہوں۔ آپ نے جواب دیا یہ صحیح ہے لیکن تم نے بھی تو وعدہ کیا تھا کہ یہ بات کسی سے نہ کہوں گا۔ درویش کو بات یاد آ گئی اور وہ شرمندگی سے سر جھکا کر بولا جی ہاں میں نے وعدہ کیا تھا مگر اس وقت حضور کی ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بھول گیا۔ حضرت مخدوم نے فرمایا کہ اے عزیز! اللہ کے بندے جس جگہ بھی رہیں۔ بیت المقدس، کعبہ معظمہ، عرش و کرسی سب اسی جگہ ہوتا ہے۔ اور دنیا میں جو کچھ موجود ہے سب ان کی نظروں کے سامنے رہتا ہے۔ درویش خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو یقین نہ آتا ہو تو آنکھ بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو واقعی بیت المقدس کعبہ اور عرش و کرسی سب اس کی نظروں کے سامنے آ گیا وہ نعرہ مار کر بیہوش

Marfat.com

ہو گیا ، ہوش آیا تو حضرت کے قدموں پر گر گیا اور مرید ہو گیا اور تھوڑی ہی مدت میں خلافت و اجازت لیکر ہندوستان رخصت ہوا

دنیادار عابد و زاہد

ایک مرتبہ شیخ یوسف ہانسویؒ جو کہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ کے دوستوں میں سے تھے مکہ معظمہ گئے جب وہاں سے واپس ہوئے تو حضرت مخدوم نے ان سے پوچھا کہ اے برادر! خدا کے گھر کی تم نے سیر کی۔ وہاں کن کن لوگوں کو دیکھا انہوں نے کہا وہاں بہت سے عابدوں اور زاہدوں کو دیکھا آپ کو وہاں جانے کی خواہش ہوئی اور وضو کے بہانے سے محفل سے اٹھے اور غائب ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ محفل میں آئے تو شیخ نظام الدین اولیاؒ نے پوچھا کہ آپ کہاں تھے۔ حضرت نے جواب دیا کہ شیخ یوسف کے کہنے سے مجھے بھی ان آدمیوں کے دیکھنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا وہیں چلا گیا تھا لیکن وہاں تو کچھ نہیں تھا بہتوں نے دو کان لگا رکھی ہے۔

برگد کے درخت کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنجؒ مالوہ کی طرف سفر کر رہے تھے ، ایک دن ایک برگد کے درخت کے پہنچے جو پرگنہ منجور کے قصبہ بردوہ میں تالاب کے کنارے واقع تھا ، بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جانب سے سخت آندھی اٹھی ۔ تیز ہوا سے درخت جڑ سے اکھڑنے لگے ، آپ جس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے ۔ اس کی ایک بڑی شاخ ٹوٹ کر گری آپ کی نگاہ اس کی طرف اٹھی ہی تھی کہ وہ شاخ اسی جگہ معلق رہ گئی اور وہ اب تک درخت سے علیحدہ معلق سرسبز و شاداب موجود ہے۔

مرید کو تنبیہ

ایک شخص حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے مرید ہونے کے ارادے سے دہلی سے روانہ ہوا راستے میں ایک گانے والی اس کی کشتی میں سوار ہو گئی ۔ اتفاق سے وہ آدمی تو بہت نیک اور شریف تھا ، لیکن وہ مطربہ بہت بے حیا اور غایت درجہ حسین تھی ۔ اس کے ساتھ بے تکلفی پیدا ہونے پر اس آدمی کا دل قابو میں نہیں رہا ، اور اس نے دست درازی کرنی چاہی ۔ یکایک غیب سے ایک آدمی نمودار ہوا ۔ اور اس نے اس مرد کے چہرے پر زور کا ایک طمانچہ رسید کیا اور کہا مرید اور تائب ہونے کے لئے جا رہا ہے اور یہ حرکت کرتا ہے ۔ وہ آدمی اس مطربہ کی صحبت سے دور ہو گیا ۔ جب وہ حضرت مخدوم کی خدمت میں پہنچا تو حضرت نے اسے دیکھتے ہی فرمایا ۔ فلاں روز تجھ کو اللہ نے کس طرح معصیت سے بچا لیا ۔ اس نے اپنا سر قدموں پر رکھ دیا اور مرید ہو گیا ۔ کچھ دنوں کے بعد وہ حضرت مخدوم کے مخصوص مریدوں میں ہو گیا ۔

Marfat.com

حق بہ حق دار رسید

ایک شخص حضرت بابا فریدالدین شکر گنج کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو کھانا عنائت فرمایا۔ اس نے کھانا کھانے کے بعد عرض کیا کہ میں فلاں موضع کا باشندہ ہوں شاہی فوج نے اس کو تاراج کر دیا ہے اور میری بیوی . . . کو قید کر کے لے گئے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک کارندہ کو سپاہی پابہ زنجیر کر کے دربار شاہی میں لے جا رہے تھے جب اس کارندہ نے حضرت مخدوم کو دیکھا تو گڑگڑا کر دعا کرنے کی درخواست کی آپ نے دعا فرمائی۔ اور کہا کہ جب تو سلطان کے حضور پہنچے گا انشاء اللہ بادشاہ تجھ پر مہربان ہو جائے گا اور تجھ کو رہا کر کے انعام واکرام بھی دے گا۔ انعام بھی تجھ کو ایک لونڈی بھی ملے گی۔ لیکن تجھ کو چاہیئے کہ جیسے ہی لونڈی ملے فوراً اس شخص کے حوالے کر دے کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔ اس نے دل وجان سے قبول کر لیا۔ حضرت مخدوم نے اس آدمی کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ جب وہ عامل بادشاہ کے حضور پہنچا بادشاہ نے دیکھتے ہی اس کا قصور معاف کر کے اس کو انعام واکرام سے نوازا۔ انعام میں ایک برقعہ پوش لونڈی بھی دی۔ عامل نے حضرت کے حکم کے مطابق لونڈی اس شخص کے حوالے کر دی۔ جب اس مرد نے اس کا برقعہ کھولا تو وہ اس کی اپنی ہی بیوی تھی۔ اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

حضرت شکر گنج کے مریدین کی فضیلت

ایک دن شیخ الاسلام حضرت بہاءالدین زکریا قدس اللہ سرہٗ کو غیب سے بشارت ہوئی کہ آج جو شخص بھی تمہارا چہرہ دیکھ لے گا۔ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی۔ لوگوں کی آسانی کے پیش نظر حضرت شیخ الاسلام چنڈول پر سوار ہو کر شہر میں نکلے۔ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کا خادم میاں بھورا گلی میں کھڑا تھا اس نے غلغلہ سنا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ ایک شخص نے اسے بتایا کہ آج حضرت شیخ الاسلام کا اعلان ہوا ہے۔ کہ جو شخص ان کی آج صورت دیکھ لے گا اس کے اوپر کل دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی۔ اسی لئے حضرت چنڈول پر سوار ہو کر خود نکل آئے ہیں۔ جب چنڈول نزدیک پہنچا تو میاں بھورا چنڈول کی طرف اپنی پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا اور بولا کہ حضرت شکر گنج کی کفش برداری سے جب دوزخ کی آگ مجھ پر حرام نہ ہو گی تو حضرت شیخ زکریا کی صورت دیکھنے سے کیا ہو گی۔ وہ صادق العقیدہ جب حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ بھورا آج تو کہاں تھا اور کیا دیکھا؟ اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس کی زبانی سارا حال سن کر حضرت مخدوم پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور وہ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو آپ نے فرمایا کہ ابھی اللہ تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جو شخص میرا مرید یا

Marfat.com

میرے مرید کا مرید ہوگا اور میرے شجرہ میں شامل ہوگا۔ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی۔

شیخ بہاؤ الدین زکریاؒ کی غائبانہ نماز جنازہ

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کے درمیان بڑی دوستی تھی اور یہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی بھی تھے۔ جس وقت حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ کا وصال ہوا اس وقت حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ مراقبہ میں تھے اسی حال میں انہوں نے ذکر کرنا شروع کیا اور اتنا شدت کے ساتھ فکر کیا کہ بیہوش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا خرقہ لاکر ان کو پہنا دیا۔ جب ہوش میں آئے تو حاضرین کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ برادرم حضرت شیخ بہاؤالدین زکریاؒ اپنے مالک سے جا ملے۔ میں نے ابھی دیکھا کہ ایک ہزار فرشتے آئے اور ان کے درمیان شیخ شہاب الدین عمر سہروردی بھی تھے۔ جو سب سے آگے آگے برادرم شیخ بہاؤالدین زکریا کو لے کر آسمان پر جارہے تھے۔ اب آپ لوگ آئیں اور ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ اس کے بعد خبر ملی کہ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ نے اسی روز اور اسی وقت انتقال فرمایا۔ آپ کا یوم وصال ۷ صفر ہے۔

خلفاء کے اسمائے گرامی

حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ کے بے شمار خلفاء تھے۔ لیکن ملفوظات میں مندرجہ ذیل بیس خلفا کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے۔

شیخ علاؤالدین علی احمد صابرؒ، شیخ نظام الدین اولیاؒ، شیخ شمس الدین ترک پانی پتیؒ، شیخ جمال ہانسویؒ، شیخ یعقوب ابن شکر گنج، شیخ نظام الدین ابن شکر گنج، شیخ بدرالدینؒ، شیخ سلیمان ابن شکر گنج، شیخ شہاب الدین ابن شکر گنج، شیخ نصیر الدین، شیخ بدرالدین اسحاقؒ، شیخ دہاروؒ، شیخ زین الدین دمشقی، شیخ علی شکر ریزؒ، شیخ علی شکر بارؒ، شیخ محمد سراجؒ شیخ جمال کامل، شیخ نجیب الدین متوکل برادر شکر گنجؒ۔ شیخ عارف سیوستانی، شیخ صابر، مولانا داؤد پالی قدس اللہ اسرارہم، ان تمام خلفا میں تین کو آپ سے خاص تقرب حاصل تھا۔ اور وہ ہیں سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی، تاج الاولیا غوث صمدانی، حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کلیری اور قطب عالم شیخ جمال ہانسویؒ قدس اللہ اسرارہم۔

استغراق

حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ کو آخر عمر میں بہت زیادہ استغراق ہو گیا تھا اور دن بدن یہ بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ نماز کے وقت وہ بار بار پوچھتے تھے کہ میں نے نماز ادا کر لی ہے یا نہیں خدام عرض کرتے تھے کہ آپ نے پڑھ لی ہے پھر بھی آپ نماز میں مشغول ہو جاتے کہ شاید پھر مزید موقع نہ ملے

وفات

آپ کا وصال ۵ محرم الحرام روز شنبہ ۶۶۴ھ میں ہوا۔ مصنف سیر الاقطاب نے تاریخ وصال مخدوم نکالی ہے

حضرت علاؤالدین علی احمد صابر قدس اللہ سرّہٗ العزیز

تاج الاولیا غوث صمدانی حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر قدس اللہ سرہٗ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپ علوم ظاہری وباطنی میں بے مثل تھے۔ آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ کا لقب علاؤالدین تھا۔ اللہ کی طرف سے آپ کو مخدوم کا خطاب ملا تھا۔ اور پیر دستگیر حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کی طرف سے صابر کا، صوفیا آپ کو عارف کامل، عالم وعامل، مقتدائے اہل طریقت، رہنمائے ارباب حقیقت، محرم اسرار خفی وجلی، جانشین نبی وعلی، محبوب درگاہِ رسالت پناہی مقرب بارگاہِ الٰہی، تاج الاولیا اور غوث صمدانی کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کا خرقہ فقر وارادت حضرت شیخ فرید الملۃ والدین شکر گنج مسعود بن سلیمان اجودھنی قدس اللہ سرہ العزیز سے عطا ہوا تھا۔ آپ حضرت پیر شکر گنج کے بھانجے اور داماد بھی تھے۔ آپ کے اوپر غیر معمولی جلال تھا چنانچہ غایت عظمت وہیبت کی وجہ سے آپ کو کوئی شخص نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ آپ نے اپنے پیر کی بہت زیادہ خدمت کی تھی چنانچہ حضرت پیر دستگیر شیخ فریدالدین شکر گنج نے غایت مہربانی سے آپ کے بارے میں فرمایا تھا۔ کہ میرا علم ظاہر و باطن شیخ علاؤالدین علی احمد صابر اور شیخ نظام الدین بدایونی کو منتقل ہوا ہے۔ کبھی فرماتے کہ میرے سینے کا علم شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کو اور دل کا علم شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کو پہنچا ہوا ہے

ذوقِ سماع حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابرؒ کو سماع کا بہت ذوق تھا۔ اور وہ اکثر سنا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کا وصال بھی عین حالتِ سماع ہی میں ہوا آپ میں جذبہ الٰہی حد سے زیادہ تھا سائین مستجاب الدعوات

بھی تھے، زبان مبارک سے جو بھی نکل جاتا ہو جاتا۔ دنیا اور دنیا والوں سے انہیں کوئی غرض نہ تھی۔ ان سے وہ دور بھاگتے تھے اور ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

پسندیدہ غذا حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابرؒ اکثر پانی میں ابلا ہوا بے نمک گولر تناول فرمایا کرتے تھے یہ آپ کی خاص غذا تھی۔ اگر سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ کے یہاں سے کوئی آدمی آتا تو آپ اپنے خدام کو فرماتے کہ بھائی ان کے کھانے میں نمک ضرور ڈال دینا یہ دہلی سے آرہے ہیں۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ بھی ان کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ ان دونوں میں غایت درجہ محبت تھی۔ جب کوئی آدمی ان کے پاس دہلی سے پہنچتے تو تاکید فرما دیتے کہ ان کا حد درجہ احترام بجا لایا جائے کوئی بات خلاف مزاج نہ ہو۔

صابر کا خطاب اوائل حال میں حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کے لنگر فقرا کی تقسیم آپ کے ذمہ تھی اور بارہ سال تک وہ اس خدمت پر مامور رہے لیکن اس دوران میں اس لنگر خانہ یا مطبخ سے آپ نے کچھ نہیں کھایا یہاں تک کہ ایک دن آپ کے پیر شیخ فریدالدین شکر گنجؒ نے ان سے پوچھا کہ بابا علاؤ الدین! تم فقرا کو لنگر سے کھانا تقسیم کرتے ہو خود بھی کچھ کھاتے ہو یا نہیں، آپ نے جواب دیا کہ غلام کی کیا مجال ہے جو حضرت اقدس کی اجازت کے بغیر ایک دانہ بھی منہ میں رکھ سکے۔ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج نے فرمایا کہ میرا شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر ہے۔ اسی روز سے آپ صابر کے خطاب سے مشہور ہو گئے۔

اشعار آپ کبھی کبھی فکر شعر بھی فرمایا کرتے تھے۔ فارسی میں احمد اور ہندی میں صابر تخلص فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی صرف ایک غزل کا پتہ چلتا ہے۔ وہ تبرکاً درج ہے۔

امروز شاہ شاہان مہماں شد است ما را — جبرئیل با ملائک درباں شد است ما را
در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد — ہنیز دہ ہزار عالم یکساں شد است ما را
در محفل گدایاں ساماں کجا بگنجد — بے برگ و بے نوائے ساماں شد است ما را
با خانہ جہاں را بسیار سیر کردم — اے شیخ بت پرستی ایماں شد است ما را

احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است
ایں جا رضائے جاناں رضواں شد است ما را

Marfat.com

آپ پر ہر وقت استغراق کا عالم اس درجہ طاری رہتا تھا کہ اپنی اور کسی چیز کی انہیں بالکل خبر نہ ہوتی تھی۔ آپ کا یہ شعر جو آپ نے ہندی میں فرمایا تھا بالکل آپ کے حسب حال ہے۔

اس طرح اس میں ڈوب اے صابر
کہ بجز ہُو کے غیر ہُو نہ رہے

مقرب بارگاہِ ربانی

ایک مرتبہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہٗ کے مریدوں میں سے ایک شخص حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ نے حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے علاوہ کسی کو مرید اور خلیفہ اپنا نہیں بنایا اور میرے پیر حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ نے آسمان پر ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ اپنا مرید بنایا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرا شمس کافی ہے۔ جو اللہ کے فضل سے سارے ستاروں پر غالب ہے۔ وہ شخص خاموش رہا اور دہلی آ کر اس نے حضرت شیخ المشائخ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ تم نے حضرت کو کیوں رنجیدہ کیا دوسری مرتبہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیئے بیشک انہوں نے جو کچھ فرمایا صحیح ہے وہ مقرب بارگاہِ ربانی ہیں

اجازت نامہ چاک کرنے کا واقعہ

حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کو جب ان کے پیر اور مربی نے خرقہ عنایت فرمانے اور اسم اعظم سکھانے کے بعد خلافت اور اجازت دے کر دہلی روانہ کیا تو رخصت کرنے کے وقت فرمایا کہ برادرم شیخ جمال ہانسویؒ سے ملاقات کر کے اجازت نامہ پر دستخط کرا لینا۔ حضرت شیخ فرید الدین کا یہی طریقہ کار اور معمول تھا کہ وہ اپنے خلیفہ کو کہیں متعین فرمانے سے پہلے جو اجازت نامہ دیتے اس پر حضرت شیخ جمال ہانسویؒ سے دستخط ضرور کرا لیتے چنانچہ حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابرؒ ہانسی روانہ ہوئے وہاں جب چنڈول پر سوار خانقاہ کے دروازہ پر پہنچے تو حضرت شیخ جمال ہانسویؒ ان کے استقبال کیلئے دروازہ تک آئے۔ لیکن حضرت غوث صمدانیؒ چنڈول پر سوار ہی خانقاہ کے اندر چلے گئے۔ اور وہاں جاکر فرش پر اترے۔ حضرت شیخ جمال ہانسویؒ کو گرچہ یہ ادا ان کو پسند نہ آئی پھر بھی تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کو صدر مجلس پر لاکر بٹھایا اور حضرت پیر کی خیریت پوچھتے رہے۔ پھر مغرب کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت غوث صمدانی نے وہ اجازت نامہ پیش کیا جو پیر نے ان کو دہلی جانے کے لیے عطا فرمایا تھا۔ چراغ موجود نہ تھا۔ اس لیے تھوڑی دیر ہوئی پھر چراغ آیا اور جیسے

ہی اجازت نامہ پڑھنے کے لئے کھولا گیا تیز ہوا چلی اور وہ چراغ بجھ گیا۔ حضرت غوث صمدانی نے بے ساختہ پھونک ماری اور وہ جل گیا۔ حضرت شیخ جمال ہانسویؒ نے کبیدہ خاطر ہو کر وہ اجازت نامہ چاک کر دیا اور فرمایا کہ تمہاری پھونک سہنے کی دہلی میں کہاں طاقت ہے وہ تو تمہاری ایک ہی پھونک مارنے سے ساری کی ساری جل جائے گی حضرت غوث صمدانی نے غصہ میں آ کر فرمایا کہ چونکہ آپ نے میرا اجازت نامہ پھاڑا ہے میں آپ کا سلسلہ ہی چاک کر دیتا ہوں۔ حضرت شیخ جمال ہانسوی گھبرا گئے۔ انہوں پوچھا کہ اوّل سے یا آخر سے فرمایا اوّل سے۔ پھر غصہ ہی میں اٹھے اور اپنے پیر کے یہاں جا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت پیر دستگیر شیخ فریدالدین شکر گنج نے فرمایا کہ جمال کے چاک کئے ہوئے کو فرید نہیں سی سکتا ہے۔ لیکن تم متفکر نہ ہو اللہ تعالٰے کے حکم سے تم کو کلیر کی ولایت بخشی گئی اور پھر دوسرا اجازت نامہ اپنے دستخط سے عنایت فرما کر کلیر شریف رخصت کیا اور وہاں پہنچ کر حضرت غوث صمدانی نے اس دیار کو اپنے نور معرفت اور ولایت سے روشن کیا۔ کلیر شریف روانہ کرنے کے وقت حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج نے اپنے مرید شیخ علاؤالدین علی احمد صابرؒ سے پوچھا کہ شیخ جمالؒ نے جب تمہارا اجازت نامہ پھاڑا تو تم نے کیا کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے حضرت! اس وقت غصہ کی شدت میں مجھے طاقت برداشت نہ رہی اور میری زبان سے نکل گیا کہ چونکہ آپ نے میرا اجازت نامہ پھاڑا ہے میں آپ کا سلسلہ پارہ پارہ کرتا ہوں انہوں نے پوچھا اول سے یا آخر سے۔ میں نے کہا اوّل سے حضرت شکر گنجؒ نے فرمایا کہ دعا تو تمہاری قبول ہو ہی گئی۔ لیکن خیریت ہوئی کہ تم نے اوّل سے کہا۔ آخر کا سلامت رہ گیا۔ تمہارے ہی مرید کے مرید شیخ کے لئے دعا کریں گے۔ اور ان کی دعا کی برکت سے ان کا سلسلہ جاری ہو گا لوح محفوظ میں میں نے یہی دیکھا ہے۔ تم بھی شیخ جمال کی معذرت قبول کر کے ان کے لئے دعا کرو۔ چنانچہ پیر کے حکم کی تعمیل میں حضرت غوث صمدانی نے آہستہ سے کہا کہ اچھا سلسلہ جاری ہو گا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ اور آپ کے مرید کے مرید حضرت شیخ جلال الدین محمود کبیر الاولیا پانی پتی قدس اللہ سرہٗ نے دعا فرمائی جس کا تفصیلی تذکرہ آگے آئے گا۔

حضرت علاؤالدین صابر کا کلیر شریف میں قیام

حضرت غوث صمدانی جب کلیر پہنچ کر اقامت گزیں ہوئے تو اس وقت اس شہر میں علما فضلا اور مشائخ کی بہت بڑی تعداد تھی یہاں تک کہ چار سو چنڈول نماز جمعہ کے لئے نکلتے تھے۔ اور لوگوں کو جامع مسجد میں مشکل سے جگہ ملتی تھی حضرت غوث صمدانی کو بھی ہجوم خلائق سے مسجد کے باہر ہی جگہ ملتی تھی۔ آپ نے یہ واقعہ اپنے پیر دستگیر کو لکھ بھیجا کہ آپ نے

Marfat.com

ایسی جگہ مجھ کو متعین فرمایا ہے۔ کہ نماز کے لئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ اور کوئی نہیں پوچھتا۔ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج نے جواب دیا کہ وہ ولایت تمہارے سپرد ہے تم جو چاہو کرو۔ تم کو اختیار ہے چنانچہ اس کے بعد حضرت غوث صمدانیؒ جب جمعہ کی نماز پڑھنے جامع مسجد تشریف لے گئے تو مسجد سے کافی دوری پر بیٹھے۔ خدام نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ آج مصلحت اسی میں ہے۔ پھر آپ نے مسجد کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ابھی تک تو نے ان آدمیوں کو سلامت ہی چھوڑا ہے ان الفاظ کے نکلتے ہی دفعتہً مسجد بیٹھ گئی۔ اور مسجد کے اندر اور نزدیک جو لوگ تھے۔ ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ شہر کے لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ اور جو لوگ سرکش ہوئے ان پر طرح طرح کی بلائیں نازل ہوئیں یہاں تک کہ شہر رفتہ رفتہ ویران اور تباہ ہو گیا۔ حضرت غوث صمدانیؒ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے اور وحوش و طیور اس جگہ جمع رہتے۔ شیر آپ کے در کی جاروب کشی کرتا۔ چنانچہ اس وقت تک معمول ہے۔ کہ ہر شب جمعہ کو شیر آ کر آپ کے روضہ مقدسہ پر پیشانی جھکاتا ہے۔ اور اپنی دم سے جاروب کشی کر کے چلا جاتا ہے۔

سلسلہ چشتیہ میں آپ کے جیسا تصرف اور کسی کو بہت کم حاصل ہوا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

ہندو سنیاسی کا عبرتناک انجام

حضرت غوث صمدانی کی رحلت کے بعد شہر ویراں ہی رہا۔ مجاوروں کی بھی اس جگہ قیام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اور نہ بغیر اجازت کے وہاں حاضر ہی ہو سکتے تھے۔ خوف سے کوئی شخص زیارت کے لئے بھی نہیں آتا تھا۔ اس لئے مرقد مقدسہ بھی رفتہ رفتہ ضائع ہو گیا۔ اس کے درمیان میں اطراف کے ہندوؤں نے اسی جگہ اپنی پرستش گاہ دیوی کے نام سے قائم کر دی لیکن آخر میں وہ بھی ناپید ہو گئی۔ اتفاق سے ایک روز ایک ہندو سنیاسی اس طرف سے گذرا۔ اور اپنے مندر کے قریب ایک مرقد دیکھا جو نور الٰہی سے منور تھا۔ اور اس کے گرد وحوش و طیور کا مجمع تھا۔ شیر سب اپنی دموں سے اس جگہ جاروب کشی کر رہے تھے۔ یہ سب دیکھ کر اس کو بڑی حیرانی ہوئی اس نے اپنے دل میں کہا کہ اس جگہ پہلے تو ہم لوگوں کا مندر تھا اب یہاں اس وقت ایک مسلمان کا مزار کس طرح ہو گیا اس کو غور سے دیکھنے کے لئے مرقد کے نزدیک پہنچا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک اوزار تھا۔ اس نے چاہا کہ اس سے اس قبر کو اکھاڑ کر پھینک دے۔ اپنے اس بیہودہ خیال کو وہ عملی جامہ پہنانا ہی چاہتا تھا کہ ناگاہ اس کو ایک کھڑکی دکھلائی دی۔ اس ملعون نے اپنی گردن

Marfat.com

اس روزن میں ڈال کر اندر دیکھنا چاہا۔ کہ اس کی گردن اس روزن میں پھنس گئی اور زمین جٹ گئی۔ عتاب الٰہی میں پھر کر وہ جہنم رسید ہوا۔ حضرت غوث صمدانیؒ نے اپنے روضہ کے مجاوروں کو خواب میں بتایا کہ جلد اس جگہ پہنچو اور ایک مردار کتے کو جس نے میرے مزار کی بے حرمتی کرنی چاہی تھی۔ اور اپنے عمل کی سزا بھی اس کو مل چکی ہے فوراً دور پھینکو۔ صبح سویرے مجاور سب گرتے پڑتے اس جگہ پہنچے دیکھا کہ ایک کافر مزار اقدس پر مردہ پڑا ہے اور اس کا سر گردن تک مزار اقدس کے اندر پڑا ہوا ہے فوراً لوگوں نے اس کو باہر نکالا، دیکھا کہ اس کی ناپاک شکل بالکل کتے کی طرح ہو گئی ہے۔ اس کو نکال کر دور پھینکا اور اسوقت سے حضرت غوث صمدانی کے فرمان کے مطابق ان مجاوروں نے روضہ مقدسہ ہی کے قریب اپنے مکانات بنا لئے اور ہر وقت حاضر رہنے لگے اور روضہ مقدس کی عمارت بہت شاندار بنا دی۔ پھر زائرین کی آمد و رفت بھی شروع ہو گئی۔

وفات غوث صمدانی حضرت علاؤالدین علی احمد صابرؒ کا وصال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ کو عین حالت سماع اور وجد میں ہوا۔ آپ کی تاریخ وصال عیاں شکر گنج بودہ یافتہ ام ہے۔

○

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین ترک قدس اللہ سرہ العزیز

شمس الاولیا حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی قدس اللہ سرہ صاحب زہد و تقویٰ صاحب تجرید عزلت بزرگ تھے۔ ان کے مناقب بے شمار ہیں۔ صوفیا ان کو گنجینۂ حیا و حلم ہمیشہ وصف رجال بدرقۂ اہل کمال کلید خزائن خداوندی، گرہ کشائے کشور بہرہ مندی، پناہ بے پناہاں، ہادی گمراہاں اور مشکل کشا جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ چنانچہ آپ کے پیر روشن ضمیر آپ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ اولیا کے اندر میرا شمس آفتاب کی مانند ہے۔ خرقۂ فقر و ارادت آپ کو غوث صمدانی حضرت مخدوم خواجہ علاؤالدین علی احمد صابرؒ قدس اللہ سرہ سے عطا ہوا تھا۔ اور خلافت و اجازت آپ کو حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ سے بھی حاصل تھی۔ آپ کو اپنے پیر روشن ضمیر سے بہت راز و نیاز حاصل تھا آپ نے ان کی دل و جاں سے خدمت کی۔ اور نعمت و فیض سے بہرہ مند ہوئے۔ کچھ عرصہ اپنے ساتھ رکھنے کے بعد حضرت غوث صمدانی نے قطب ابدال شیخ شرف الدین بو علی قلندر کے پانی پت میں موجود ہونے کے باوجود آپ کو پانی پت روانہ کیا۔ پانی پت پہنچ کر آپ نے اس کے اطراف و جوانب کو نور ولایت سے معمور کر دیا۔ اور ہزاروں کو مقام ولایت تک پہنچایا۔ آپ مقرب بارگاہِ ربانی تھے۔ چنانچہ آپ کے نام پاک میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی

Marfat.com

ہو اور مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔ اور اس کا طریقہ اس طرح ہے۔ کہ پہلے وضو کرے پھر صدق و اخلاص سے یا شمس الدین ترک کا ایک لاکھ ورد کرے۔ انشاء اللہ لاکھ مرتبہ مکمل ہونے سے پہلے ہی کام ہو جائے گا۔ یہ عمل مجرب اور آزمودہ ہے

سلسلۂ نسب شمس الدین اولیاؒ ترکستان کے صحیح النسب سادات میں سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح مرقوم ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین پانی پتیؒ ابن سید احمد ابن سید عبدالمومن، ابن سید عبدالملک بن سید سیف الدین، ابن خواجہ درعنا، ابن باباقرعنا

خرقۂ فقر و ارادت اپنے وطن میں حضرت خواجہ شمس الدین کو جب محبت الٰہی میں سرشاری ہوئی تو مرشد کامل کی تلاش میں منزل بہ منزل تلاش کرتے ہوئے ہندوستان پہنچے۔ ملتان پہنچ کر حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ آپ کی ملازمت میں رہ کر خلافت سے سرفراز ہوئے لیکن مخدوم شکر گنج نے خود مرید کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تم کو نعمت اور کمال کا حصول کسی دوسرے مرشد سے مقدر ہو چکا ہے۔ چنانچہ الہام ربانی کے مطابق حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ نے ان کو کلیر شریف کی طرف روانہ کر دیا۔ اور وہ وہاں پہنچ کر غوث صمدانی حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابرؒ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوئے۔ حضرت غوث صمدانی بہت شفقت اور توجہ سے پیش آئے اور فرمایا کہ شمس الدین! تم میرے فرزند ہو۔ اللہ تعالیٰ سے میں نے دعا مانگی تھی۔ کہ میرا یہ سلسلہ تم سے جاری ہو۔ اور قیامت تک قائم رہے پھر کلاہ چہار ترکی ان کے سر پر رکھا اور مرید کیا۔ سر پر مقراض چلاتے ہی عرش سے تحت الثریٰ تک ان پر روشن ہو گیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ گیارہ برس تک اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت کرتے رہے۔ کافی ریاضت و مجاہدہ اور فقر و فاقہ کرنے کے بعد جب آپ مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے تو حضرت غوث صمدانیؒ نے ان کو خلافت و اجازت دے کر اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا سکھلایا۔ اور اپنا خرقہ عطا فرمایا۔ خلافت اور خرقہ دینے کے بعد حضرت غوث صمدانیؒ نے جب آپ کو پانی پت روانہ کرنا چاہا تو آپ نے عرض کیا کہ غلام کو ابھی پوری صلاحیت نہیں ہوئی ہے اگر حکم ہو تو کچھ دنوں تک مزدوری کرے۔ حضرت غوث صمدانی نے درخواست قبول کر لی۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ اپنے پیر سے رخصت ہو کر سلطان غیاث الدین بلبن کے یہاں نوکر ہو گئے۔ اور کافی پیسے اور مال و متاع جمع کر لئے لیکن مال و متاع کے باوجود زندگی درویشانہ ہی رکھی اور شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔

Marfat.com

سلطان غیاث الدین بلبن کی درخواست

ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین بلبن نے کسی قلعہ پر فوج کشی کی۔ کافی عرصہ تک قلعہ کا محاصرہ کرنے کے باوجود قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ ایک رات ایسی آندھی اور بارش ہوئی کہ سپاہیوں کے تمام خیمے اکھڑ گئے۔ اور بارش سے تمام چراغ بجھ گئے۔ سردی سخت پڑنے لگی۔ اور آگ کا کہیں نام نہ تھا۔ شاہی سقہ آفتابہ ہاتھ میں لیے آگ کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑ رہا تھا۔ دور سے اس نے دیکھا کہ ایک خیمہ میں چراغ روشن ہے۔ اور وہ خیمہ حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ کا تھا سقہ خیمہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ایک درویش صفت انسان تلاوت کلام پاک میں مشغول ہے آگ تو اس نے لے لی لیکن سقا کے دل میں تجسس پیدا ہوا اور وہ صبح سویرے مشک لے کر اسی خیمہ پر پہنچا دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ لشکر کے باہر ایک تالاب تھا۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ رات ہی والے بزرگ وضو کر رہے ہیں سقا ایک کنارے کھڑا دیکھتا رہا۔ ان بزرگ نے وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر اپنے خیمے کی طرف چلے گئے۔ سقا نے اسی جگہ سے اپنا مشک بھرا۔ وہ پانی جہاں پر ان بزرگ نے وضو کیا تھا سخت سردی ہونے کے باوجود گرم تھا۔ جیسے ابھی کسی نے گرم کیا ہو۔ سقا سمجھ گیا کہ یہ سب ان بزرگ کی کرامت کی بدولت ہے۔ سقا وہ گرم پانی لیے سلطان غیاث الدین بلبن کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال تنہائی میں سلطان سے بیان کیا۔ بادشاہ بہت حیران ہوا اور سقا کو ہدایت کی کہ ٹھیک وقت پر اسے لیکر اپنی آنکھوں سے سب کچھ دکھلا دے۔ سقا فرمان کی بجا آوری میں چار گھڑی رات رہتے ہی سلطان کو اپنے ساتھ تالاب مذکورہ پر لے گیا۔ سلطان نے تالاب پر جا کر پانی خود دیکھا برف کی طرح سرد تھا۔ پھر ایک درخت کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔ حضرت شمس الدین ترکؒ جیسے ہی وہاں پر پہنچے پانی کھولنے لگا اور گرم ہو گیا۔ آپ نے وہاں پر وضو کر کے نماز پڑھی۔ اور پھر خیمہ کی طرف رخ کیا۔ بادشاہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ حضرت اقدس خیمہ میں پہنچ کر تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو گئے۔ سلطان کنارے ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔ تلاوت کلامِ پاک سے فراغت کے بعد حضرت نے بادشاہ کو دیکھا تو تعظیم بجا لائے۔ بادشاہ اس سے بھی زیادہ عزت اور احترام سے پیش آیا۔ اور بولا کہ زہے نصیب کہ آپ جیسا ولی اللہ میرے عہد میں موجود ہے۔ لیکن اس بات کا افسوس ہے کہ آپ جیسے ولی اللہ کے ہوتے ہوئے یہ قلعہ فتح نہیں ہو رہا ہے۔ آپ نے بادشاہ کے بہت التماس کے بعد اسے دعا کی اور دعا سے فراغت کے بعد آپ نے فرمایا کہ ابھی فوراً آپ حملہ کریں

Marfat.com

انشا اللہ قلعہ فتح ہوجائے گا۔ بادشاہ نے ہدایت کے مطابق فوراً حملہ کیا اور اللہ کے حکم سے قلعہ فتح ہوگیا۔

پانی پت میں قیام

دوسرے دن اس نے ارادہ کیا کہ برہنہ پا حضرتِ اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت سے فیضیاب ہو۔ آپ نے نورِ باطن سے پتہ چلالیا اور تمام مال و متاع فقرا میں تقسیم کرکے اپنی گدڑی پہن کر لشکر سے نکل گئے۔ اور اپنے پیر دستگیر کی خدمت میں حاضر ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے کچھ دنوں کے بعد حضرت غوث صمدانیؒ نے پانی پت کی ولایت پر مامور کرکے رخصت کیا اور آپ نے پانی پت پہنچ کر نورِ معرفت سے اس کو منور کیا

خواجہ شمس الدین ترکؒ اور بو علی قلندرؒ کے مراسم

حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ جب پانی پت پہنچے تو حضرت قطب ابدال مخدوم شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ قدس اللہ سرہٗ شہر سے باہر جنوب کی طرف ایک شہید کے مزار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دودھ کا پیالہ لبالب بھر کر خادم کی معرفت ان کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ برادرم شرف الدین بو علی قلندرؒ کی خدمت میں سلام کے بعد پیش کرنا تو وہ مسکرائے اور گلاب کا ایک پھول جو سامنے رکھا ہوا تھا اس دودھ کے اوپر رکھ دیا اور واپس بھیج دیا اور خادم کو کہا کہ میرا بھی برادرم شمس الدین ترکؒ کی خدمت میں سلام عرض کر دینا۔ جب خادم دودھ کا پیالہ لے کر حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ کے سامنے رکھا تو آپ نے تبسم فرمایا۔ حاضرین نے اس تبسم کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ دودھ کا پیالہ جو میں نے برادرم شرف الدین بو علی قلندرؒ کو بھیجا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ملک میرے خواجہؒ سے مجھ کو مرحمت ہوا ہے۔ اور جس طرح یہ پیالہ دودھ سے لبریز ہے اسی طرح یہ ملک بھی میری ولایت سے معمور ہے۔ اور برادرم شرف الدین بو علی قلندر نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ کو تمہاری ولایت سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس دودھ کے پیالے میں جس طرح پھول پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح میں بھی اس شہر میں رہوں گا۔ بعض لوگوں نے حضرت بو علی قلندرؒ سے بھی اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ پھر حضرت قطب ابدال بو علی قلندرؒ شہر میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔ اور حضرت شمس الدینؒ سے ملاقات کی۔ دونوں میں کافی اخلاص و محبت ہو گئی یہ بات یاد رکھنے کی ہے۔ کہ حضرت شرف الدین بو علی قلندرؒ کے آباؤ اجداد بہت عرصہ قدیم سے ہی پانی پت میں بود و باش اختیار کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کے والدین حضرت سالار فخر الدین اور بی بی حافظ جمال کی قبریں شہر کے جوار میں شمال کی طرف واقع ہیں۔ حضرت شرف الدین بو علی قلندر علومِ ظاہری و باطنی میں کمال رکھتے تھے کئی سال دہلی میں مینار کے نیچے درس دیتے رہے۔ اس درس و تدریس کے دوران میں آپ پر جذبہ الٰہی طاری ہوا اور ساری کتابوں کو دریا میں پھینک کے پانی پت

Marfat.com

چلے آئے۔ اور وہاں وحدتِ الٰہی کے درس کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھاتے تھے آپ نے بہتوں کو منزل تک پہنچایا اور خلافت دی تھی

بو علی قلندرؒ کا شجرہ نسب

آپ امامِ اعظم حضرت امام ابو حنیفہ کوفی قدس اللہ سرہ کے خاندان سے تھے آپ کا نسب نامہ اسطرح ہے۔ قطب ابدال مخدوم شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ ابن سالار فخر الدین۔ ابن سالار حسن ابن سالار عزیز، ابن ابابکر غازی، ابن فارس، ابن عبدالرحمٰن، ابن عبدالرحیم، ابن محمد، ابن دانگ، ابن امام اعظم ابو حنیفہ کوفی قدس اللہ سرہ

آپ کی بیعت کا سلسلہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی سے جا ملتا ہے۔ اسطرح حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر مرید اور خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین عاشق خدا کے ہیں۔ اور وہ حضرت شیخ امام الدین ابدال کے اور وہ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی کے اور وہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ اسرارہم کے اور حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی الملقب بہ کبیر الاولیا قدس اللہ سرہٗ العزیز نے اگرچہ کسب کمالات باطنی اپنے پیر و مرشد حضرت شمس الاولیاؒ شمس الدین ترکؒ سے حاصل کیا ہے۔ لیکن قطب ابدال حضرت شرف الدین بو علی قلندرؒ کی بھی توجہ خاص ان پر تھی اور انہوں نے بہت کچھ فیض ان سے بھی حاصل کیا ہے

بو علی قلندرؒ کی نقل مکانی

ایک دن حضرت شمس الدین ترک پانی پتیؒ کے مریدوں میں سے کوئی شخص شہر گیا ہوا تھا۔ اس کا گزر قطب ابدال کے آستانے کیطرف سے ہوا۔ دیکھا کہ قطب ابدال حضرت شرف الدین بو علی قلندرؒ شیر کی شکل اختیار کیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ واپس آ کر انہوں نے اپنے پیر سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضرت شمس الدین ترکؒ نے فرمایا کہ واپس جا کر دیکھو اگر برادرم شرف الدین اسی شیر کی شکل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میری طرف سے سلام کے بعد کہنا کہ شیر کو جنگل میں رہنا چاہیئے۔ خادم حکم بجا لایا۔ اور ان کو شیر کی شکل میں دیکھ کر حضرت شمس الاولیاؒ کا پیام پہنچا دیا۔ حضرت شرف الدین بو علی قلندرؒ وہاں سے اٹھ کر شیر ہی کی شکل میں باگھوٹے مقام پر چلے گئے۔ جو شہر کے باہر مشرق جانب ہے آپکے وہاں قیام کرنے ہی کی وجہ سے اس جگہ کا نام باگھوٹی پڑا اور وہ اسوقت تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ وہاں سے پھر حضرت شمس الاولیاؒ کے کہنے پر ایک گاؤں بوڈہ کھیڑا میں مقیم ہو گئے۔ یہ گاؤں قصبہ کرنال کے مضافات میں ہے۔ بوڈہ کھیڑہ سے کبھی کبھی حضرت شمس الاولیاؒ کی ملاقات کے لیے حضرت شرف الدین بو علی قلندرؒ پانی پت بھی تشریف لاتے تھے۔ آپ کا وصال حضرت شمس الدین ترکؒ کی رحلت کے آٹھ سال بعد ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۳ھ میں ہوا آپ کا مقبرہ کرنال میں آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

سیلاب کی پہچان

ہندوستان آنے سے پہلے حضرت شمس الاولیاؒ خواجہ شمس الدین ترکؒ اپنے وطن مالوف ترکستان میں ایک

Marfat.com

مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ شہر کے کئی اکابر اور سادات بھی اس مجلس میں موجود تھے ان میں سے ایک سیّد جو وہاں کے مشہور اکابرین میں سے تھا استہزا کے طور پر حضرت سے بولا کہ تمہارے سیّد ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا ہے اور نسب نامہ تحریری بھی رکھتا ہوں۔ اس نے کہا سیّد ہونے کا ثبوت دینا بہت مشکل ہے اور جب تک ثبوت نہ دو۔ میں تمہیں سیّد کس طرح تسلیم کر لوں۔ یہ سن کر آپ کو جلال آ گیا۔ اور رگ ہاشمی جوش میں آ گئی۔ آپ نے فرمایا عوام میں مشہور ہے کہ سیّد کے موئے اندام کو آگ نہیں جلاتی اور باتوں کو چھوڑو بس یہی ثبوت کیلئے کافی ہے۔ اسی کا تجربہ کر کے دیکھ لیا جائے۔ چنانچہ ایک تنور میں آگ جلائی گئی۔ اور سب سے پہلے حضرت اقدس اس کے اندر اتر گئے۔ آپ کے اندر جاتے ہی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور لباس کا ایک دھاگا بھی نہ جلا پھر آپ نے اپنے حریف کو پکارا کہ اب تم بھی چلے آؤ۔ وہ غریب جیسے ہی تنور کے نزدیک پہنچا آگ کا شعلہ بلند ہوا اور اس کے دامن کو لپٹ گیا وہ چلا کر بھاگا۔ اسے جلتا دیکھ کر حضرتِ اقدس تنور سے نکلے اور اس کے دامن کی آگ کو بجھا دیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ شوخ پشیمان ہوا۔ اور حضرت اقدس کے قدموں پر گر کر معذرت خواہ ہوا۔ اس واقعہ سے عوام میں شہرت اور مقبولیت اس قدر زیادہ ہو گئی کہ حضرت کو مجبوراً وطن چھوڑ کر ہندوستان آنا پڑا۔

شیخ یوسف پانی پتیؒ کی روایت

شیخ یوسف پانی پتی فرماتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں ایک مرتبہ میں دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ کابلی باغ گیا ہوا تھا۔ یہ ابراہیم لودھی کو شکست دینے کے بعد بابر بادشاہ نے اطراف پانی پت میں بنوایا تھا۔ اس باغ میں ایک عالیشان مسجد اور اس کے متصل کنواں ہے۔ جس سے لوگ گرمی کے موسم میں اکثر غسل کرتے ہیں۔ میرے ساتھی سب غسل کر کے شہر چلے گئے لیکن گرمی کی وجہ سے میں ٹھہر گیا۔ کہ اخیر وقت جاؤں گا۔ گرمی تیز تھی مسجد میں جا کر سو گیا۔ دو گھنٹے کے بعد گھر واپس جانے کے لئے اٹھا تو نیند معلوم ہوتی۔ اور پھر سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو دیکھتا ہوں۔ کہ مسجد کی چھت سے فرش تک شیاطین ننگے ننگے کالے بدن کے بچوں کی شکل میں پھیلے ہوئے ہیں لاحول پڑھ کر آنکھیں بند کر لیں پھر آنکھ کھولی تو دیکھا کہ شیاطین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اور سور ریچھ کی شکلوں میں ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں ہر طرف سے خوفناک آواز آ رہی تھی میرے آواز مختل ہونے لگے۔ اور میں گھبرا کر چادر اوڑھ کر سجدہ میں گر گیا۔ اسی وقت مشکل کشا حضرت خواجہ شمس الدین ترک کا نام زبان پر آ گیا۔ میں نے گڑگڑا کر دعا مانگی۔ کہ اے حضرت شمس الدین ترکؒ! آپ نے میرے جد حضرت شیخ جلال الدین محمود

الملقب بہ کبیر الاولیا عثمانی پانی پتی چشتی الصابری قدس اللہ سرہٗ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تمہاری اولاد میں سے جو کوئی بھی مشکل اور پریشانی میں مجھ کو یاد کرے گی۔ تو انشاءاللہ میں اس کی مدد کروں گا۔ یہ میری دستگیری کا وقت ہے میری مدد فرمایئے۔ یکایک گھوڑے کے ٹاپ کی آواز کانوں میں پہنچی میں نے سمجھا کہ شیاطین کا سردار آرہا ہے۔ اور مجھے اب ضرور کھا جائے گا بہتر ہے کہ یوں پڑے رہنے کی بجائے اس سے آرزو منت کی جائے شاید چھوڑ دے یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آواز آئی۔ اے شخص! اٹھو، ڈرو نہیں۔ اس آواز سے مجھے بڑی تقویت ہوئی۔ اور میں اٹھ بیٹھا۔ دیکھا کہ ایک نورانی شکل کے بزرگ پیراہن پوش کمیت گھوڑے پر سوار کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر بڑی مہربانی سے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ آگے چلو۔ دائیں بائیں طرف ان بلاؤں کا بھی ہجوم تھا۔ میں نے فریاد کی کہ حضرت یہ شیاطین تو ابھی تک گھیرے ہوئے ہیں انہوں نے غضب ناک ہو کر ان شیاطین کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ دور ہو جاؤ نابکارو! تم اس ملک میں رہ کر میرے فرزندوں کے ساتھ بے ادبی اور شوخی کرنا چاہتے ہو۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ سب غائب ہو گئے۔ پھر حضرت نے مجھ کو دروازہ تک پہنچایا۔ دروازے سے دو راستے شہر کی طرف جاتے تھے۔ انہوں نے ایک سے منع کیا۔ اور دوسرے سے جانے کی ہدایت فرمائی۔ روانہ ہونے سے پہلے میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو بتا دیں کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ تم نے ابھی کس کو یاد کیا تھا۔ میں وہی ہوں۔ میں ان کے قدموں سے لپٹ گیا۔ اور قدمبوسی کر کے شہر کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن بدحواسی میں جس راستے سے منع کیا گیا تھا۔ اسی پر چل پڑا دیکھا کہ پھر شیاطین کا گروہ راستہ روکے ہوئے ہے اور مجھے نقصان پہنچانے پر آمادہ ہے۔ ناامیدی میں میری چیخ پڑا۔ اور پھر مشکل کشا حضرت شمس الدین ترک کا نام زبان پر آگیا دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں۔ کہ گھبراؤ نہیں یوسف۔ لیکن تم کو ہم نے اس راستے پر جانے کے لیے منع کیا تھا۔ پھر بھی تم نے خیال نہ رکھا۔ میں نے قدموں پر گر کر عرض کیا کہ بدحواسی میں مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ورنہ نافرمانی مجھ سے ممکن نہ تھی۔ وہاں سے وہ مجھے گھر تک لے گئے۔ اور میں محفوظ گھر پہنچ گیا۔ یہ واقعہ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کی رحلت سے کئی سو سال بعد کا ہے۔

شیخ عبدالسلام شاہ اعلیٰ کی روایت

حضرت شیخ عبدالسلام المخاطب بہ شاہ اعلیٰ قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سویا ہوا تھا آدھی رات گذری ہو گی میرے بھائیوں میں سے ایک جو میرا جانی دشمن تھا ننگی تلوار لیے سر پر آموجود ہوا قبل اس کے کہ وہ مجھ پر تلوار مارے میری

Marfat.com

آنکھ کھل گئی۔ اضطراب میں میری زبان سے یا شمس الدین ترک نکل گیا۔ یکایک ایک ہاتھ جس میں چاندی کی انگوٹھی بھی تھی غیب سے نمودار ہوا۔ اور اس شریر کو گردن سے پکڑ کر وہاں سے نکال دیا۔ میں اٹھ بیٹھا فوراً وضو کر کے حضرت کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوا اور اپنی پیشانی قبر پر رگڑنے لگا۔ یکایک ایک ہاتھ قبر سے نکلا اور اس نے میری پیشانی کو پکڑ کر اٹھا لیا میں نے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر آنکھوں سے لگا لیا۔ میرے دل میں زیارت کی خواہش پیدا ہوئی۔ یکایک اس ہاتھ کے ایک ناخن سے روشنی ظاہر ہوئی۔ میں نے صاف دیکھا یہ وہی انگوٹھی والا ہاتھ تھا جس نے تھوڑی دیر پہلے میری مدد کی تھی۔ میں نے ان ہاتھوں کو چوم لیا۔ اور سجدہ شکرانہ بجا لایا۔

خواجہ شمس الدین ترک کی اولاد

حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ پانی پتی کے روضہ اقدس کے مجاور لاہور حضرت ظل سبحانی شہاب الدین محمد صاحب قرآن ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ، کے دربار میں مدد معاونت حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے میں بھی دربار میں موجود تھا۔ بادشاہ سلامت نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں کچھ معلوم ہے۔ حضرت شمس الاولیا کی اولاد امجاد میں سے کوئی اس وقت موجود ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت اقدس ہندوستان میں متاہل ہوئے۔ یہاں ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ ملفوظات میں مرقوم ہے لیکن ان حضرت نے فرزند کی جگہ پر اپنے مرید اور خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی کو رکھ لیا تھا مجاوروں نے کہا کہ یہ بات تو ہم لوگ بھی جانتے ہیں۔ لیکن ۱۰۵۰ھ میں جب عمدۃ الملک صفدر خاں بہادر اکبر آباد سے بدل کر پانی پت کے راستے دربار شاہی میں جا رہے تھے۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترک کے روضہ اقدس کے قریب قیام پذیر ہوئے۔ لشکریوں میں سے ہر شخص زیارت کے لیے جا رہا تھا عمدۃ الملک کے مقربین میں سے ایک شخص جب زیارت کے لیے جانے لگا۔ تو اس نے اپنے آقا سے اس کا تذکرہ کیا۔ عمدۃ الملک کو بھی زیارت کا اشتیاق ہوا اور وہ فوراً سوار ہو کر روضہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ اور وہاں پہنچ کر جب ان کو مجاوروں سے حضرت کے ہندوستان میں تشریف آوری کا سنہ اور تمام حالات متحقق ہوا تو انہوں نے تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لوگو! جان لو کہ میں حضرت اقدس کے خانوادے کا ایک رکن ہوں۔ میں جب سے ترکستان سے ہندوستان آیا ہوں۔ برابر آپ کی زیارت اور حالات کے جاننے کا خواہشمند تھا۔ آپ کا نام تو شہرہ آفاق تھا۔ لیکن میں یہ سمجھ رہا تھا کہ ممکن ہے یہ کوئی دوسرے بزرگ ہوں۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ کی نسل سے ترکستان میں ایک فرزند سید احمد جوار نام کے تھے جو بڑے

صاحب عظمت اور کرامت بزرگ تھے ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ وہاں قائم ہے۔ اور میں خود اسی خاندان کا ایک رکن ہوں۔ پھر انہوں نے اپنا نسب نامہ منگوا کر حضرت اقدس کے نسب نامہ کو ملایا۔ دونوں لفظ بہ لفظ مل جاتے تھے۔ ہم سب لوگوں نے بھی دیکھا تھا۔ عمدۃ الملک کو اس حقیقت کے معلوم ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ انہوں نے فاتحہ پڑھنے کے بعد عہد کیا کہ اللہ تعالٰی نے خیر و خوبی سے سفر سے یہاں واپس لائے گا۔ تو روضہ اقدس کی عمارت پھر سے تعمیر کراؤں گا۔ اور اخراجات روضہ کے لیے جائیداد بھی وقف کروں گا۔ وہاں سے عمدۃ الملک لاہور پہنچے۔ اور لاہور سے صوبہ قندھار کے حاکم ہو کر چلے گئے۔ وہاں ان کا وصال ہو گیا۔ ان کی اولاد دربار شاہی سے مناصب لائقہ پر سرفراز ہوئی۔ خان عمدۃ الملک گرچہ منصب پنج ہزاری ذات و پنج ہزار سوار پر فائز تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے بزرگوں کا طریقہ کبھی نہیں چھوڑا اور اپنے نام کے ساتھ برابر خواجہ لکھتے رہے جو سادات صاحب ولایت کے لئے مخصوص ہے۔

وفات حضرت خواجہ شمس الدین ترک کا وصال ۱۰ جمادی الثانی ۷۳۶ھ میں ہوا۔ آپ کی تاریخ وصال۔ شمس الاولیا ہی سے نکلتی ہے۔

○

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا قدس اللہ سرہ العزیز

خرقہ فقر وارادت

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا ابن محمود پانی گازرونی قدس اللہ سرہ العزیز صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ علم شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت میں آپ کا مقام بہت بلند وارفع تھا۔ صوفیا آپ کو حجت الاولیا، برہان الاتقیا، سر دفتر دیوانِ توحید، سر حلقہ ارباب تجرید، گنج اسرار ذوالجلال، گوہر دریائے فضل وکمال، فخر زمان وزمین اور قطب ربانی کے القاب سے مخاطب کرتے ہیں۔ آپ کی پرورش آپ کے چچا نے کی تھی۔ ابتدا میں آپ کا نام خواجہ محمد تھا۔ جلال الدین کا خطاب ان کو اپنے پیر روشن ضمیر سے ملا تھا۔ ہندوستان میں شیخ جلال پانی پتی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ لیکن پورا خطاب آپ کا جلال الدین ہے۔ جو آپ کے پیر روشن ضمیر نے مرحمت فرمایا تھا۔ آپ کو خرقہ فقر وارادت شمس الاولیا حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی سے عطا ہوا تھا۔

ریاضت واستغراق

آپ کا سلسلہ نسب امیر المومنین جامع القرآن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ نے ایک سو ستر سال سے زیادہ عمر پائی تھی۔ آپ کے فرزندان ومریدان بہت زیادہ اور خلفا وخدام بے شمار تھے۔ بچپن ہی سے آپ کے دل میں عشق الٰہی کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا اور وہ اکثر صحرا اور جنگل میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آخر زندگی میں آپ پر استغراق کا بہت سخت غلبہ تھا۔ چنانچہ نماز کے وقت جب خدام گوش مبارک کے پاس حق حق حق جل جلالہ بلند آواز سے کہتے تو آپ ہوش میں آکر نماز ادا کرتے

Marfat.com

پھر استغراق میں چلے جاتے۔ آپ کو سماع سے بہت شوق تھا اور آپ اکثر مشائخ کرام کا عرس کرتے اور مجلس سماع منعقد فرماتے۔ کسی شخص نے آپ کے سماع کی مخالفت نہیں کی۔ اس دور کے علما اور مشائخ اکثر آپ کے معتقد تھے۔ آپ پر جلال اکثر طاری رہتا۔ آپ مستجاب الدعا بزرگ تھے۔ جو زبان سے نکلتا وہی ہو جاتا۔ آپ کے خلفا بہت سے اکثر صاحب جذبہ اور اپنے وقت کے قطب اور عارف کامل تھے۔ آپ کی ایک بڑی کرامت یہ تھی کہ چشم زدن میں جہاں چاہتے جاتے اور پھر چلے آتے چاہے وہ کتنی ہی دور ہو۔ چنانچہ اکثر جمعہ کی نماز آپ کعبہ معظمہ میں ادا کرتے۔ آپ کی تصانیف میں زاد الابرار ایک بے مثل کتاب ہے۔

جانشینی

حضرت شیخ جلال پانی پتیؒ چالیس برس تک سفر کرتے رہے۔ اور دو مرتبہ انہوں نے حج ادا کیا تھا۔ اپنے دور کے بہت سے مشائخ کبار سے نعمت اور فیض حاصل کرنے کے بعد وطن واپس ہوتے اور حضرت شمس الاولیا خواجہ شمس الدین ترکؒ کی ارادت اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اپنے پیر کی خدمت میں عرصہ تک رہ کر ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے۔ پھر حضرت پیر روشن ضمیر نے اسم اعظم جو سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا ان کو سکھلایا اور خلافت کے ساتھ اپنی فرزندی کا بھی شرف بخشا اور مسند سجادگی پر بٹھا کر خانقاہ کی خدمت سپرد کی۔

غربا پروری

حضرت شیخ جلال پانی پتیؒ کا ایک بڑا تصرف یہ تھا کہ ہر روز آپ کے مطبخ سے ایک ہزار آدمی نوع بہ نوع کھانا تناول کرتے۔ اور اگر کبھی ایک ہزار سے کم آدمی ہوتے تو خدام آپ کے حکم کے مطابق کوچہ و بازار سے آدمی ڈھونڈ کر لاتے۔ اور کھانا کھلاتے۔ اور جس طبق اور سرپوش میں کھانا لاتے وہ پھر واپس نہیں لے جاتے ان ہی لوگوں کو دے دیتے۔ حضرت کبیر الاولیا کو شکار کا بھی شوق تھا۔ کبھی دس دس پندرہ روز اور کبھی ایک ایک ماہ تک شکار میں مشغول رہتے اور وہاں بھی اسی طرح غیب سے ایک ہزار آدمی کیلئے طرح طرح کا کھانا آتا رہتا۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس تصرف کے باوجود اگر کوئی آپ کے گھر جا کر دیکھتا تو وہاں مکمل فقر و فاقہ پاتا۔ اور ایک وقت کا کھانا بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔ اللہ علیم و دانا ہے کہ یہ کس طرح کا کمال اور تصرف ان کو حاصل تھا۔

حضرت بو علی قلندرؒ کی قطب ربانی پر نظر التفات

حضرت قطب ابدال شیخ شرف الدین بو علی قلندر آپ کو بچپن ہی سے بہت عزیز رکھتے تھے

یہاں تک ہر روز آپ کو دیکھنے کے لئے جاتے۔ حضرت قطب ربانی اگر کہیں دوسری جگہ جاتے تو وہاں بھی حضرت قطب ابدال ان کو دیکھنے جاتے اور ان کو دیکھے بغیر چین نہ تھا۔

شیخ جلال الدین پانی پتیؒ کے حق میں دعا

حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین پانی پتیؒ ایک مرتبہ اپنے مزرعہ گئے ہوئے تھے۔ قطب ابدال کو معلوم ہوا تو آپ وہیں گھوڑے پر سوار ہو کر پہنچے۔ قطب ربانی نے آپ کو دور سے دیکھا تو تھیلی غلہ سے بھر کر سامنے لائے۔ حضرت قطب ابدال بو علی قلندر نے مسکرا کر پوچھا کہ کیا لائے ہو بیٹے؟ آپ نے عرض کیا کہ حضرت کے گھوڑے کے لئے دانہ ہے حضرت بو علی قلندر نے فرمایا کہ پہلے گھوڑے سے پوچھ لو اگر وہ بھوکا ہو اور دانہ مانگے تو اس کو دے دو۔ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی نے گھوڑے کی طرف پوچھنے کے لئے رخ کیا ہی تھا کہ گھوڑا بغیر پوچھے بولا کہ آسودہ ہوں۔ حضرت دانہ کھلا کر مجھ پر سوار ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ حیران بوری ہاتھ میں لئے کھڑے رہ گئے۔ پھر حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ نے فرمایا کہ بیٹے! یہ غلہ میں نے تم کو بخشا۔ اور خدا سے میری دعا ہے کہ جتنا یہ غلہ ہے ہر دانہ کی تعداد کے مطابق تم کو اولاد و اجداد عطا فرمائے۔ چنانچہ یہی ہوا بھی اور آپ کو اگر نوح ثانی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا شکر ہے یہ درویش بھی اسی خانوادے کا ایک فرد ہے۔

شیخ جلال الدین پانی پتیؒ پر نظر کرم

ایک دن قطب ابدال مخدوم شیخ شرف بو علی قلندرؒ رہگزر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت شیخ جلال الدینؒ گھوڑے پر سوار ادھر سے گذرے۔ حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا گھوڑا ہے! اور کیسا سوار ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ حضرت شیخ جلال پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی گھوڑے سے اتر کر گریبان چاک کر کے جنگل کی طرف نکل گئے۔ اور چالیس برس تک صحرا بہ صحرا گھومتے رہے۔ پھر بہت سے مشائخ سے فیضیاب ہو کر وطن واپس ہوئے اور الہام ربانی کے مطابق حضرت شمس الاولیا خواجہ شمس الدین ترکؒ سے مرید ہو کر تھوڑے ہی دنوں میں درجہ کمال کو پہنچے اور قطب الاقطاب ہوئے۔

قطب ربانیؒ سے سلسلہ کے اجرا کی درخواست

ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدینؒ کچھ فقرا کے ساتھ گھومتے ہوئے شہر ہانسی پہنچے حضرت شیخ جمال ہانسویؒ

بقید حیات تھے۔ ان کو غیب سے بشارت ہوئی کہ شیخ جلال کبیر الاولیا پانی پتی آ رہے ہیں فوراً ان کی ملازمت حاصل کر کے عرض کرو کہ وہ تمہارا سلسلہ جاری ہونے کے لیے دعا کریں۔ حضرت شیخ جمال ہانسویؒ نے فوراً خادم کو روانہ کیا کہ اس طرح کچھ فقرا آ رہے ہیں۔ سب کو عزت اور احترام سے یہاں لے آؤ۔ خادم نے اپنے شیخ کا سلام اور پیام درویشوں کو پہنچایا اور چلنے کی دعوت دی۔ درویشوں نے اپنا سب اوڑھنا بچھونا حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدینؒ کو حوالے کیا۔ اور ان کو اسی جگہ چھوڑ کر حضرت شیخ جمال ہانسوی کے پاس پہنچے۔ حضرت دروازے پر کھڑے انتظار کر رہے تھے ان درویشوں کے درمیان انہوں نے قطب ربانی کو نہ پایا تو فرمایا کہ اے درویشو! جس بزرگ کے طفیل میں نے تم سب کو بلوایا تھا۔ وہ تو تم میں موجود نہیں ہے۔ بتاؤ کہ تم میں سے کوئی اور بھی رہ گیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم فقرا کے علاوہ ایک کمسن جواں بھی ہم لوگوں کے ساتھ ہے۔ جس کو اپنے اسباب کی حفاظت کے لیے ہم لوگوں نے اسی جگہ چھوڑ دیا ہے حضرت شیخ جمال ہانسویؒ نے فرمایا کہ واللہ مجھے تو اسی محبوب خدا لڑکے سے کام ہے۔ پھر حضرت شیخ نے درویشوں کو کھانا کھلایا اور فرمایا کہ آپ میں سے ایک شخص جا کر ان کو عزت سے لے آئے۔ ایک درویش گیا اور ان کو لے آیا حضرت شیخ جمال ہانسویؒ نے بہت عزت و احترام سے ان کا استقبال کر کے صدر محفل پر بٹھایا۔ پھر کھانا پیش کیا کھانے سے فراغت کے بعد آپ نے درویشوں کو بعد ادائے فاتحہ رخصت کیا اور حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدینؒ سے بہت عجز و انکساری کے ساتھ دعا کی درخواست کی۔ اور غوث صمدانی حضرت خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ کے فرمان پھاڑنے اور ان کی طرف سے ان کا سلسلہ چاک کرنے کا پورا واقعہ بیان کر دیا۔ پھر حضرت شکر گنج کی بشارت دینے کا حال بھی کہا۔ حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین نے دعا فرمائی۔ اور فاتحہ پڑھی پھر تھوڑی دیر کے بعد درویشوں کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ حضرت شیخ جمال ہانسویؒ کی وفات کے بعد جب شیخ نور الدین کو جو کہ صرف چھ ماہ کے تھے۔ لوگ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ کے پاس دہلی لے گئے تو حضرت نے اسی نوعمری میں شیخ نور الدین کو خلعت خاصہ سے نوازا اور اپنا مرید کر کے رخصت کیا۔ یہی سبب ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے نام کے فوراً بعد شیخ نور الدین کا نام شجرہ میں لکھا جاتا ہے۔ اور اس طرح حضرت قطب ربانی کبیر الاولیاؒ کی دعا سے شیخ جمال ہانسوی کا سلسلہ جاری ہوا۔

قطب ربانی کا پانی پت میں قیام

قصہ مختصر یہ کہ جب حضرت قطب ربانی شیخ جلال پانی پتی شیخ جمال ہانسوی

Marfat.com

کے پاس سے رخصت ہو کر درویشوں کے ساتھ چلے تو درویشوں نے حضرت شیخ جمال ہانسویؒ کا ان کے ساتھ رویہ دیکھ کر بہت تعظیم و تکریم کی اور ان کے معتقد ہو گئے۔ اور چاہا کہ اسباب جو وہ سر پر لاد کر لے جا رہے تھے نہ لے جائیں لیکن حضرت قطب ربانی نہ مانے اور حسب سابق تمام درویشوں کا سامان اٹھا کر لے چلے۔ اب درویشوں نے دیکھا کہ حضرت قطب ربانیؒ جو بوجھ سر پر لے جا رہے تھے۔ وہ ان کے سر پر معلق چھتر کی مانند جا رہا تھا۔ لوگ اور حیران ہوئے اور اعتقاد بہت زیادہ بڑھ گیا اور سب درویشوں نے ان کے قدموں پر گر گر کر معافی مانگی۔

ہاں تو قطب ربانی کو روکنے کی حضرت جمال ہانسویؒ نے بہت کوشش کی۔ اور بہت چاہا کہ وہ قلندروں کے ساتھ نہ جائیں لیکن وہ نہ مانے۔ پھر بھی حضرت جمال ہانسویؒ نے ان کے پیچھے آدمی روانہ کیا کہ کسی طرح ان کو سمجھا بجھا کر واپس لائیں اور قلندروں کے ساتھ جانے سے روکیں۔ چنانچہ وہ واپس آئے۔ شیخ جمال ہانسویؒ نے ان کی بڑی عزت و احترام سے پذیرائی کی اور سمجھایا کہ بابا ئے من! تم اللہ کے محبوب ہو اور اس نے بہت سارے کمالات تم میں تنہا عنایت فرمائے ہیں۔ تمارا مارے مارے پھرنا ہرگز مناسب نہیں بلکہ ضروری ہے کہ تم اپنے وطن میں مقیم ہو۔ کچھ ہی دنوں میں ایک صاحب کمال شخص سے تمہاری ملاقات ہو گی۔ جس کے ذریعہ اپنی مراد کو پہنچو گے۔ اور اونچے مقامات طے کرو گے اگر مجھے خدا کی طرف سے اجازت ہوتی تو میں بھی فیض حاصل کرتا۔ ~~فی الحال تم پانی پت چلے جاؤ حضرت جمال ہانسوی~~ کے بہت سمجھانے سے حضرت قطب ربانی اپنے وطن واپس ہوئے اور پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت شمس الاولیا خواجہ شمس الدین ترکؒ کی ملازمت اور ارادت سے فیضیاب ہوئے۔

مفلسوں کی امداد

ایک مرتبہ حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین پانی پتیؒ پورب کی طرف سفر کر رہے تھے۔ ایک دن ایک گاؤں میں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کے باشندے اپنا سامان سمیٹ کر بھاگ رہے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ یہاں کے لوگ کیوں بھاگ رہے ہیں ایک شخص نے عرض کی کہ یہاں کا حاکم مال طلب کرتا ہے اور یہاں کے لوگ اپنی غربت اور بدحالی کے باعث ادا کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ اس لئے بھاگے جا رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ قوم کے سردار کو بلاؤ۔ جب سردار آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر اتنا روپیہ تم کو مل جائے کہ حاکم کا مال ادا کر کے تم لوگوں کو اپنے گزارے کے لئے بھی بچ جائے تو پھر پریشانی کی بات تو نہ رہے گی۔ سردار نے کہا کہ آپ اللہ کے دوست ہیں ایسا اپنی دعا سے کر دیں تو اور بات ہے۔ ورنہ اس کی امید تو بالکل نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ پورے گاؤں کو

Marfat.com

میرے حوالہ کر دو یعنی مجھے مالک و مختار بنا دو۔ ان لوگوں نے خوشی سے کر دیا۔ پھر فرمایا اگر تم لوگوں کے پاس جتنے لوہے کے اوزار ہیں اور آلات ہیں سب کو جمع کر دو۔ ان لوگوں نے جمع کر دیا۔ پھر اس میں آگ لگا دی اور کہا جاکر سو رہو صبح ان کو نکال لینا۔ لوگ گھر چلے گئے اور خود نصف شب گزرنے کے بعد جب سب لوگ غافل سوتے ہوئے تھے وہاں سے روانہ ہو گئے۔ صبح کے وقت لوگ جب وہاں پہنچے اور آلات کو نکالا تو سب خالص سونے کا ہو گیا تھا۔ اطمینان سے مال سرکاری ادا کرنے کے بعد خوشحالی کی زندگی گزارنے لگے۔ اور آج تک اس گاؤں کے لوگ مالدار رہے ہیں۔

جوگی کا قبول اسلام

ایک مرتبہ حضرت قطب ربانی کوہستان میں سفر کرتے ہوئے ایک پہاڑ پر پہنچے دیکھا کہ ایک جوگی آنکھ بند کئے، گیان دھیان میں بیٹھا ہے۔ حضرت قطب ربانی اس کو کھڑے دیکھتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے آنکھ کھول کر حضرت کو دیکھا پھر کچھ سوچ کر اپنی جھولی میں سے ایک پتھر کا ٹکڑا نکال کر آپ کو دیا اور کہا کہ یہ پارس پتھر ہے۔ جس لوہے پر مل دو گے سونا ہو جائے گا۔ حضرت قطب ربانی نے اس کو لیکر نزدیک کے چشمے میں پھینک دیا۔ جوگی حیرت زدہ ہو کر ان سے لڑنے پر تیار ہو گیا اور کہا کہ اس پتھر کو میں نے انتہائی مشکل سے حاصل کیا تھا تم نے اس کو کیوں پھینک دیا اب تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔ کہ اس پتھر کو جیسے ہو میرے حوالے کرو۔ حضرت قطب ربانی نے فرمایا کہ اے نادان! اس چشمہ میں اتر جاؤ اور اپنے اسی پتھر کے ٹکڑے کو نکال لے لیکن شرط یہ ہے کہ اگر اس جیسے بہت سے پتھر تجھ کو نظر آئیں۔ تو کسی اور کے لیے دل میں لالچ نہ لانا۔ جوگی نے قبول کر لیا اور چشمے میں اترا دیکھا کہ وہاں تو ہزاروں پارس پتھر پڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوپر ایک اس کا پارس پتھر بھی رکھا ہوا ہے اس کے دل میں لالچ ہوئی۔ اس نے اپنے پارس پتھر کے ساتھ ایک اور پتھر بھی اٹھا لیا۔ حضرت قطب ربانی نے نور باطن سے دریافت کر کے اس سے کہا کہ اے کور باطن! میں نے تجھ سے عہد نہیں لیا تھا کہ لالچ دل میں نہ لانا۔ افسوس تو اپنے عہد پر قائم نہ رہ سکا۔ جوگی کا سر ندامت سے جھک گیا اور پھر وہ دونوں پتھروں کو حضرت کے سامنے رکھ کر ان کے قدموں پر گر گیا اور عرض کیا کہ مجھے بھی اس علم اور معرفت میں سے کچھ سکھائیے۔ جس نے آپ کو اتنا مستغنی بنا دیا ہے۔ آپ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا جسے اس نے صدق دل سے قبول کیا۔ پھر اسے اپنا مرید کر کے مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رکھا اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر آپ کی تربیت میں ولی کامل ہو گیا۔

کتخدائی کیلئے پیر کا حکم

چالیس سال تک سیاحی کرنے کے بعد جب حضرت قطب ربانی اپنے وطن کو واپس

Marfat.com

ہوئے تو حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندرؒ سے جو بچپن ہی سے آپ پر بہت مہربان تھے مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی حضرت شرف الدین بو علی قلندرؒ نے فرمایا کہ اے فرزند عزیز! تمہارا مرید ہونا کسی اور صاحب کمال کے ہاتھ پر مقدر ہو چکا ہے اور وہ صاحب کمال امروز فردا میں آیا ہی چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ نے انتظار کیا اور کچھ دنوں کے بعد جب حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ اپنے پیر کے حکم کے مطابق پانی پت پہنچے تو حضرت قطب ربانی الہام ربانی کے مطابق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادت سے شرفیاب ہوئے اور ریاضت و مجاہدہ شاقہ کے بعد خلافت و اجازت سے بھی سرفراز ہوئے لیکن اس وقت تک آپ کی کتخدائی نہیں ہوئی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت خواجہ شمس الدین ترکؒ نے ان کو اس طرف توجہ دلائی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت پیر دستگیر کے حکم سے مجھے انکار کی مجال نہیں ہے۔ لیکن یوں میں نے اپنے دل میں طے کر لیا تھا۔ کہ عقد نکاح نہ کروں گا۔ اور اپنی ساری زندگی حضرت پیر کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت میں گذار دوں گا۔ حضرت شمس الاولیاؒ نے فرمایا کہ تمہاری محبت اور خلوص نیت میرے ساتھ بے شک ایسی ہی ہے جیسا کہ تم نے بیان کیا۔ لیکن تم میرے فرزند ہو اور اللہ تعالیٰ سے میں نے دعا مانگی ہے کہ تم میری جگہ پر بیٹھ کر خلق خدا کی ہدایت کرتے رہو۔ لیکن ساتھ ہی سنت رسول کا بجا لانا بھی دو جہاں کی سعادت ہے ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ حضرت قطب ربانی نے فرمایا کہ حضرت کا فرمان سر آنکھوں پر لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں اپنی نالائق اولاد کے اعمال سے مجھے کل شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ حضرت شمس الاولیاؒ نے فرمایا کہ بے فکر رہو نیک اولاد تمہارے نام سے اور میرے نام سے منسوب ہو گی۔ اور میں ان کا ذمہ دار ہوں گا۔ پھر یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری اولاد میں سے جس کسی کو بھی کبھی مشکل پیش آئے گی مجھے یاد کرنے پر میں اس کی مدد کروں گا۔ میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے۔ کہ دنیا میں تمہاری اتنی اولاد پھیلے گی۔ کہ اس کا شمار مشکل ہو گا اگر تم کو یقین نہ آئے تو آؤ میری آستین میں جھانک کر دیکھو۔ حضرت قطب ربانی نے آستین میں جھانکا تو لوح محفوظ نظر آئی اور وہاں اپنی اولاد کی بے شمار تعداد دیکھی۔ آپ نے اسے مٹانا چاہا تو حضرت شمس الاولیاؒ نے ہاتھ پکڑ لیا اور خفا ہو کر بولے اللہ کی مشیت میں دخل دینا چاہتے ہو

قطب ربانیؒ کا نکاح

حضرت قطب ربانی نے اپنے پیر کے حکم پر سر جھکا دیا لیکن کتخدائی کیلئے ایسی عورت کی شرط لگا دی جو بہری، اندھی، گونگی، اور بھولی بھالی ہو۔ بہت تردد و تلاش کے بعد کرنال کے شیخ زادوں میں ایک ایسی خاتون پاکباز ملیں جو ان صفات سے متصف تھیں۔ حضرت شمس الاولیاؒ اور قطب ابدال حضرت قطب ربانی کے ساتھ گئے۔ اور بیاہ کر کے لے آئے۔ حضرت قطب ربانی نے اپنی زوجہ محترمہ سے پہلا جملہ یہ کہا کہ آنکھ کھول کر

Marfat.com

میری طرف دیکھو اور وضو کے لئے پانی لاؤ۔ خاتون نے فوراً آنکھیں کھول دیں فوراً پانی لاکر وضو کرایا اور خود بھی وضو کیا پھر حضرت قطب ربانی نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں دے دیا اور قرآن مجید سامنے رکھ کر پڑھنے کو کہا آپ پڑھنے لگیں

اولاد ان خاتون سے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ اوّل حضرت خواجہ عبدالقادر جو اس فقیر کے جد اعلیٰ تھے۔ اور چھ پیڑھی کے بعد ان سے میرا سلسلہ نسب اس طرح مل جاتا ہے۔ فقیر الدین بن شیخ عبد الرحیم بن شیخ بینا حکیم بن شیخ حسن، بن شیخ عبدالصمد، بن شیخ بوعلی، بن خواجہ یوسف، بن خواجہ عبدالقادر بن حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا عثمانی پانی پتی چشتی صابری قدس اللہ اسرارہم، دوسرے اور تیسرے حضرت خواجہ ابراہیم، حضرت خواجہ شبلیؒ جو کہ ہمارے پیر دستگیر کے جد اعلیٰ تھے۔ ان تینوں سے اولاد امجاد قائم ہیں۔ چوتھے حضرت خواجہ کریم الدین اور پانچویں حضرت خواجہ عبدالواحد جو لاولد فوت ہوئے اور دونوں لڑکیوں کی شادی کرنال کے شیخ زادگان میں ہوئی۔

شیخ احمد قلندرؒ شیخ احمد قلندرؒ نام کے ایک درویش تھے جو صاحب کمال پیر کی تلاش و جستجو میں اپنے وطن سے ہندوستان پہنچے اور کسی جنگل میں اقامت پذیر ہوئے۔ ہندوستان میں جہاں جہاں صاحب کمال درویش اور مشائخ کے بارے میں انہوں نے سنا ان سب کو مدعو کیا۔ چنانچہ بہت سے شیوخ وہاں جمع ہو گئے ان ہی میں حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین پانی پتیؒ بھی تھے۔ جب کھانے کے لئے دسترخوان بچھا اور طباق سے سرپوش اٹھایا گیا تو سب ہی کھانے نامشروع، حرام اور مشکوک نظر آئے۔ یہ دیکھ کر سب حیران تھے۔ سبھوں نے حضرت قطب ربانی کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ اب ہم لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت قطب ربانی نے فرمایا کہ دوستو! حیران اور پریشان کیوں ہوتے ہو۔ کہتے کیوں نہیں ہو کہ الٰہی! جن چیزوں کا کھانا تیرے بندوں کو حرام ہے ان چیزوں کو حکم دے کہ ابھی دسترخوان سے نکل جائیں۔ اتنا کہتے ہی تمام جانور جن کا گوشت پکا ہوا طباق کے اندر ڈھکا ہوا تھا اپنی اصلی شکل میں دسترخوان سے کود کر بھاگ گئے۔ اور سب طباق خالی ہو گئے۔ احمد قلندر نے جب یہ کرامت عالیہ دیکھی تو حضرت کے قدموں پر گر گئے۔ اور عرض کی کہ فقیر نے کمالات کا امتحان لینے کے لئے ہی ضیافت کی تھی اب میری آرزو اللہ کا شکر ہے پوری ہوئی، پھر تمام مشائخ کو کھلا پلا کر عزت و احترام سے رخصت کیا۔ اور حضرت قطب ربانی کی خدمت میں رہ کر اس طالب صادق نے اپنی مراد حاصل کی حضرت اقدس نے کچھ دنوں کے بعد ان کو خلافت اور خرقہ سے سرفراز فرمانے کے بعد ملتان روانہ کر دیا

کامل ترین خلفاء حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ کے مریدان اور خلفاء بہت تھے۔ لیکن ان میں افضل ترین اور

Marfat.com

کامل ترین تین تھے۔ اول شیخ احمد عبدالحق ردولوی۔ دوم شیخ نظام سنامی سوم مخدوم شیخ بہرام بیلڑولوی قدس اللہ سرہم۔

کرامات

شیخ عبدالسمیع مفتی پانی پت بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت قطب ربانی بیٹھے ہوتے تھے ایک بوڑھی عورت خالی گھڑا پانی لانے کے لیئے بڑی مشکل سے سر پر لیئے جا رہی تھی۔ آپ کو اسے دیکھ کر رحم آگیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ماں! کیا تمہارے یہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ جو تم کو ضرورت کے لیئے پانی لا کر دیا کرے۔ اس ضعیفہ نے کہا حضرت اگر کوئی ہوتا یا مجھے مزدوری دے کر پانی منگوانے کی صلاحیت ہوتی تو پھر میں اتنی تکلیف کیوں اٹھاتی حضرت قطب ربانی فوراً اٹھے اور اس کے ہاتھ سے گھڑا لے کر کنواں پر جا کر پانی بھرا اور اپنے کاندھے پر رکھ کر اس کے گھر پہنچا دیا اور دعا فرمائی کہ اے اللہ اس پانی میں برکت عطا فرمانا۔ پھر اس روز کے بعد سے وہ ضعیفہ جتنا بھی اس ظرف سے پانی خرچ کرتی وہ کبھی کم نہ ہوتا اور پھر تا زندگی اس کو پانی لانے کی ضرورت نہ ہوئی۔

ایک دن ایک کیمیاگر مخدوم زادگان میں سے کسی ایک کے یہاں آیا۔ اس نے یہاں فقر و فاقہ دیکھ کر پیشکش کی کر کیمیا سیکھ لیں۔ مخدوم زادہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ جلال الدین کو جا کر یہ بات بتائی۔ حضرت قطب ربانی نے وہیں حجرے کی دیوار پر تھوکا۔ تھوک کا گرنا تھا کہ پورا حجرہ خالص سونے کا ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے فرزند! کیمیا کس کام کا۔ اس میں جان کا خطرہ ہے۔ کیمیائے سعادت سیکھو کہ جس جگہ تھوک پڑ جائے وہ سونا ہو جائے۔

حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاءؒ نے حج دو مرتبہ ادا کیا تھا۔ لیکن نماز جمعہ پڑھنے کے لیئے برابر مکہ معظمہ جایا کرتے تھے اور وہاں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور عالم ارواح کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں بات آئی کہ کتنا اچھا ہوا گر حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم مہربانی فرما کر مجھے یہاں بھی کبھی کبھی نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ جب اس کے بعد نماز جمعہ پڑھنے کیلیئے مکہ معظمہ گئے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیخ جلال الدین! تمہارا کعبہ وہیں ہے۔ جہاں میرے فرزند سید محمودؒ کا مرقد ہے تم وہیں نماز جمعہ پڑھا کرو۔ اس روز سے حضرت قطب ربانی برابر جمعہ کی نماز حضرت سید محمودؒ کے روضہ مبارک پر ننگے پیر جا کر ادا کرتے۔ یہ روضہ حضرت قطب ربانی کے نزدیک جانب مشرق مائل بہ جنوب واقع ہے۔

جہانیاں جہاں گشت کیلئے ایثار

حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاءؒ پر آخر عمر میں استغراق کا بہت زیادہ غلبہ ہو گیا تھا چنانچہ نماز کے وقت خدام گوش مبارک کے پاس

Marfat.com

حق حق حق جل جلالہٗ کہتے تھے۔ تو آپ ہوش میں آکر وضو کر کے نماز ادا کرتے تھے اور پھر استغراق میں چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ایک دن جب کہ آپ کے پانچوں صاحبزادگان موجود تھے۔ حضرت اقدس نے خادم کے اشارے کے بغیر خود بخود آنکھیں کھول دیں۔ اور اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ عبدالقادر قدس اللہ سرہٗ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ میں اپنی زندگی میں سے کچھ اپنے ہم نام سید جلال مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ کو بخش دوں کیونکہ ان کی زندگی کا پیمانہ اب لبریز ہو گیا ہے۔ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے عرض کیا کہ ابا جان کی عمر دراز ہو مجھے یہ کس طرح گوارا ہو گا۔ کہ آپ کی زندگی میں کچھ کمی واقع ہو۔ میں تو اپنی زندگی بھی آپ کو دینے کو تیار ہوں۔ پھر آپ نے اپنے دوسرے صاحبزادے خواجہ ابراہیم قدس اللہ سرہٗ سے پوچھا انہوں نے بھی یہی جواب دیا اس کے بعد آپ نے اپنے تیسرے لڑکے حضرت خواجہ شبلی قدس اللہ سرہٗ سے پوچھا آپ نے جواب دیا باپ کی عمر دراز ہو لیکن اگر حکم الٰہی ایسا ہی ہے۔ جیسا آپ نے بیان فرمایا تو آپ کو تعمیل حکم میں ذرا دیر نہیں کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عدم تعمیل کے باعث کل شرمندگی اٹھانی پڑے۔ رضائے دوست کے لیے ایسی ہزاروں جانیں نثار ہوں۔ حضرت اقدس اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور شاباش دی۔ پھر سب کو رخصت کر کے خود استغراق میں چلے گئے۔ حسب الحکم سب لڑکے رخصت ہو گئے لیکن حضرت خواجہ عبدالقادر آپ کے پاس ہی بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت قطب ربانی پھر ہوش میں آ گئے۔ اپنے بڑے لڑکے کو پاس بیٹھا دیکھا تو فرمایا کہ جب بیٹھے رہ گئے ہو تو آؤ میرے ساتھ چلو اور پھر ان سے فرمایا کہ اے عبدالقادر اپنا پیر میرے پیر پر رکھ دو۔ اور آنکھیں بند کر لو انہوں نے ویسا ہی کیا۔ جب آنکھیں کھولیں تو اپنے کو اپنے والد ماجد کے ساتھ دہلی میں پایا۔ پھر حضرت قطب ربانی حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کے آستانہ پر حاضر ہوئے اس وقت مخدوم جہانیاں پر نزع کا عالم طاری تھا۔ اور سلطان فیروز جوان کا مرید خاص تھا۔ وضو کرنے کے لیے گیا ہوا تھا حضرت قطب ربانیؒ نے مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے سرہانے آکر ان کو وضو کرایا۔ اور دو رکعت نماز پڑھوائی اور پھر اپنے ہاتھوں کی دس انگلیوں کے اشارے سے ان کو اپنی زندگی کے دس سال بخش دیے اور پھر سلام کر کے اسی طرح پانی پت واپس چلے گئے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو مکمل صحت ہو گئی۔ جیسے بیمار ہی نہیں ہوں

سلطان فیروز شاہ کی حاضری

فیروز شاہ کو جب اپنے پیر سے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا خوشا نصیب کہ میرے عہد میں ایسے ایسے اولیائے عظام موجود ہیں پھر اپنے پیر مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کی اجازت سے وہ حضرت قطب ربانی کی خدمت میں پانی پت حاضر ہوا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد اس نے حضرت قطب ربانی سے پوچھا کہ اے شیخ! آپ نے خدائے عزوجل کو دیکھا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ان آنکھوں سے دیکھنا شریعت کے مطابق محال ہے۔ لیکن اس کے سایہ کو میں نے دیکھا ہے اس بات سے سلطان فیروز شاہ بہت خوش ہوا۔ رخصت کے وقت اس نے کافی نقد و جنس طشت میں رکھ کر بطور نذر حضرت قطب ربانی کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم فقیر ہیں۔ دربان اور پاسبان کہاں اس کی حفاظت کرے گا۔ یہ سب آپ ہی کو زیب دیتا ہے۔ آپ رکھیں اور مجھے معاف فرمائیں۔ سلطان نے جب دیکھا کہ حضرت نہیں قبول فرمائیں گے تو وہ ان کے فرزندوں میں سے ایک کے پاس گیا جو شدید فقر و فاقہ میں مبتلا تھے۔ اور بہرے اور گونگے بھی تھے۔ اور ان کو لے جا کر وہ رقم پیش کی انہوں نے اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اور کیا کام آتا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ اس سے شکم سیر ہوتا ہے۔ مخدوم زادہ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ میرے کس کام کا جس نے مجھ کو پیدا کیا اور شکم و دہن دیا ہے وہ بے منت رزق بھی دیتا ہے۔ کسی آدمی کے عطیہ کی مجھے ضرورت نہیں، سلطان حیران رہ گیا اور باچشم نم وہاں سے واپس ہوا اور حکم دیا کہ سارے نقد و جنس حضرت قطب ربانی کے آستانہ کے باہر غریبوں میں تقسیم کر دئے جائیں۔ چنانچہ یہی ہوا اور آج تک برسات کے موسم میں لوگوں کو اس جگہ کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے۔ سلطان فیروز شاہ حد درجہ متاثر حضرت قطب ربانیؒ کے آستانہ سے رخصت ہوا اور دہلی پہنچا۔

سلطان فیروز شاہ کا فتح خاں سے معاہدہ

ایک مرتبہ سلطان فیروز شاہ اور اس کے شاہزادہ بھائی فتح خاں کے درمیان یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو پہلے عالم جاودانی کو سدھارے گا، اس کے سینے پر حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان جو محفوظ رکھا تھا رکھ دیا جائے گا، چنانچہ فتح خاں کو جب مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی علالت اور حضرت قطب ربانی کی دعا سے صحت پا جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ صبا رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر پانی پت روانہ ہوا۔ شام کو وہاں پہنچا اور گھوڑے کو خانقاہ کے دروازے پر چھوڑ کر سیدھا اندر پہنچا۔ حضرت قطب ربانی اپنے حجرۂ خاص میں مشغول تھے اور حضرت مخدوم شیخ زینا قدس اللہ سرہٗ جو کہ حضرت کے مرید اور خلیفہ خاص تھے۔ دروازہ پر کھڑے فیل مست کی طرح جھوم رہے تھے۔ فتح خاں نے بلا اجازت حجرے کے اندر جانا چاہا۔ تو مخدوم زیناؒ نے اسے روک کر پوچھا

Marfat.com

کہ بچہ کہاں جا رہا ہے؟ زندہ سلامت واپس نہیں آنا چاہتا کیا؟ فتح خاں نے کہا میں سلامت جا رہا ہوں اور سلامت واپس آؤں گا۔ مخدوم شیخ زینا نے فرمایا کہ اگر تم سلامت واپس آجاؤ تو میرا پیراہن پھاڑ دینا ورنہ میں تیرا جامہ چاک کر دوں گا۔ فتح خاں تو یہی چاہتا تھا۔ اور اسی دعا کے لئے وہاں آیا تھا۔ حجرے کے اندر چلا گیا۔ دیکھا کہ حضرت قطب ربانی استغراق میں ہیں۔ ہاتھ باندھے ایک گوشہ میں کھڑا رہا۔ حضرت خود بخود استغراق سے ہوش میں آ کر بولے کہ "جاؤ لے لو" فتح خاں خوش خوش قدم چوم کر واپس ہو گیا۔ باہر . . . مخدوم شیخ زینا اسی طرح کھڑے جھوم رہے تھے۔ فتح خاں نے کہا کہ دیکھ لیا کہ میں کس طرح سلامت واپس آ گیا۔ مخدوم شیخ زینا نے فرمایا کہ بچہ! تیر نشانہ پر لگ گیا۔ دہلی تک تم سلامت نہیں پہنچو گے۔ فتح خاں نے کہا کہ حضرت! یہی آرزو لے کر تو میں یہاں آیا تھا۔ اللہ کا شکر دوبارہ بشارت حاصل ہوئی۔ پھر وہاں سے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر دہلی واپس ہوا۔ دہلی کے قریب پہنچا تو اس کو نیند معلوم ہونے لگی۔ ایک درخت کے نیچے گھوڑے سے اتر منہ پر چادر ڈال کر لیٹ گیا۔ اور وہیں روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ یہ خبر جب سلطان فیروز شاہ کو ملی تو اس نے معاہدہ کے مطابق حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان اس کے سینے پر رکھ دیا اور وہ اس بنا پر آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے

حضرت جہانیاں جہاں گشتؒ کی قطب ربانیؒ سے ملاقات

عارف ربانی حضرت مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہ جب حضرت قطب ربانی کی دعا سے صحت یاب ہوئے تو کچھ دنوں کے بعد از راہِ شوق و محبت حضرت سے ملاقات کے لیے پانی پت تشریف لائے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں رہ کر چلہ کش ہوئے۔ اور حضرت سے فیضیاب ہوئے۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاں کا حجرہ حضرت مخدوم شیخ شرف الدین بو علی قلندر قدس اللہ سرہ کے روضہ اقدس کے پہلو میں اس وقت تک زیارت گاہ خاص و عام بنا ہوا ہے۔ پھر حضرت مخدوم جہانیاںؒ حضرت قطب ربانی کی اجازت سے اوچہ تشریف لے گئے اور وہیں ۱۱ ذوالحجہ ۷۸۵ھ کو واصل بحق ہوئے۔

خلفاء کے اسمائے گرامی

حضرت قطب ربانی کے مندرجہ ذیل چالیس خلفائے کامل تھے۔ خواجہ عبدالقادرؒ جد اعلےٰ مصنف سیر الاقطاب جو حضرت سید محمود کے روضہ اقدس کے متصل آسودہ خاک ہیں۔ اور آپ کی والدہ کا بھی اسی جگہ مزار ہے۔ حضرت خواجہ ابراہیم جن کا مزار حضرت قطب ربانی

Marfat.com

کے روضہ کے اندر بائیں جانب ہے۔ صاحب سجادہ حضرت خواجہ شبلیؒ جو ہمارے پیر کے جد اعلیٰ ہیں اور جن کا مزار حضرت قطب ربانی کے روضۂ اقدس کے دروازہ پر دائیں جانب ہے۔ حضرت خواجہ کریم الدینؒ جن کا مزار حضرت سید محمود کے روضۂ قدس کے پہلو میں ہے۔ حضرت خواجہ عبدالواحدؒ جن کا مزار روضۂ مطہرہ کے باہر بڑے دروازے سے متصل ہے مخدوم شیخ زیناؒ جن کے جد کلاں حضرت قطب ربانیؒ کے جد کلاں کے ساتھ گازرون سے آئے تھے اور باغبانی کرتے تھے ان کا مزار قصبہ اندری میں ہے۔ حضرت شیخ احمد قلندرؒ جن کا مزار ملتان کے قلعہ کے پشت پر ہے حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ ردولوی جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ جاری ہوا۔ ان کا روضہ قصبہ ردولی میں واقع ہے۔ حضرت مخدوم شیخ بہرامؒ جن کا مزار قصبہ بیدولی میں ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدینؒ جھنجانوی جن کا مزار قصبہ جھنجانہ میں ہے۔ حضرت سید موسیٰ بہاریؒ جن کا مزار صوبہ بہار میں ہے۔ قاضی محمد اولیاؒ سلطان پوری جن کا مزار کرنال کے مضافات سلطان پور میں ہے۔ شیخ شعیبؒ بنیرہ قاضی محمد اولیا جن کا مزار سونی پت میں ہے۔ شیخ حسنؒ جن کا مزار بہرہ پرگنہ بیانہ میں ہے۔ شیخ عبدالصمدؒ سنامی جامع ملفوظات حضرت پیر دستگیر قطب ربانی جن کا مزار سنام میں ہے۔ شیخ نظامؒ سنامی جن کا مزار سنام میں ہے۔ شیخ پر نوریؒ ان کا مزار بھی سنام ہی میں ہے۔ حضرت سید محمودؒ جن کا مزار حضرت قطب ابدال کے روضہ مطہرہ کے متصل ہے۔ شیخ سراج الدینؒ جن کا مزار حضرت قطب ابدال کے روضہ کے قدیم دروازہ کے متصل شمالی جانب ہے۔ شیخ پسر کنیاؒ جن کا مزار شہر کے متصل محل رانی کے قریب ہے۔ ان بیس بزرگوں کے علاوہ جن کے نام ملفوظ میں مرقوم ہیں اور دوسرے خلفا کے نام ابھی تک نہیں دستیاب ہوئے ہیں۔ تین اور بزرگ جو بہت بڑے عالم اور حضرت قطب ربانیؒ کے خلفا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ پانی پت کے عین شہر میں محلہ قضات کے راستے پر آسودۂ خاک ہیں

خواجہ شبلیؒ کی سجادہ نشینی

حضرت خواجہ عبدالقادر قدس اللہ سرہ کا وصال اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا اسلئے حضرت قطب ربانیؒ نے حضرت خواجہ ابراہیم کو اپنا سجادہ بنایا۔ کچھ دنوں کے بعد انھوں نے اپنی مرضی سے خواجہ شبلی کو سجادہ بنا دیا چونکہ یہ اپنے والد ماجد کی موجودگی میں خانقاہ اور مہمانداری کا انتظام کرتے رہے تھے اور اپنے اخلاق سے سب کے گردیدہ بنا ہوئے تھے

وفات

حضرت قطب ربانیؒ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور پر مذکور ہوا ہے کہ حضرت قطب ربانی کے تین افضل ترین خلیفہ گزرے ہیں۔ اس لئے ان کا تذکرہ ضروری ہے۔ دوسرے خلفا کا تذکرہ بھی ملفوظ میں ملتا ہے لیکن خوارق و کرامات ان تینوں بزرگوں کے بہت زیادہ ہیں اس لئے سعادت دارین کے خیال سے ہر بزرگ کے دو تین واقعات درج ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ سرہ العزیز قدوۂ اہل طریقت، قبلۂ ارباب حقیقت و معرفت اور پیشوائے مشائخ عصر تھے، آپ حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین کبیر الاولیاؒ کے خلفائے کبار میں سے تھے۔ صوفیا آپ کو حجت الاولیا، برہان الاتقیا، اور قدوۃ الاولیا کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ میں بچپن ہی سے ولولہ محبت حد درجہ پایا جاتا تھا۔ اپنے مرشد اور مربی کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ہی آپ نے کسب کمال و ریاضت کافی کر لیا تھا، سلطان الموحدین حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم بن اسماعیل الحنفی گنگوہی قدس اللہ سرہٗ دو واسطوں سے حضرت شیخ احمد عبدالحق کے مرید ہیں حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی مرید حضرت شیخ محمد اور وہ مرید حضرت شیخ عارف اور وہ مرید حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ اسرارہم، حضرت قطب عالم نے اپنے ملفوظ مسمّٰی نور العین میں قدوۃ الاولیا حضرت شیخ احمد عبدالحق کے تفصیلی حالات اور واقعات لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ جو عجائب روزگار میں سے ہے اور جس میں قدوۃ الاولیا کے مرید ہونے کے حالات اور اسباب بیان کئے گئے ہیں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ کی پانی پت میں آمد

قدوۃ الاولیا حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ کو حد سے زیادہ ریاضت اور مجاہدہ کرنے کے باوجود بھی تشفی اور تسکین نہیں ہو رہی تھی۔ ایک دن عالم غیب سے بشارت ہوئی کہ فوراً پانی پت جاکر حضرت قطب ربانی کی خدمت میں حاضر ہو، وہ بہت خوش خوش

Marfat.com

پانی پت روانہ ہوئے حضرت قطب ربانی نے ادہر نور باطن سے آپ کے آنے کی خبر پاکر خدام کو ہدایت کر دی تھی کہ پر تکلف کھانے تیار کیئے جائیں اور دروازے پر امیرانہ ساز و سامان کے ساتھ گھوڑے وغیرہ تیار کیے جائیں کیونکہ ایک مہمان تشریف لا رہا ہے خدام نے حکم بجالایا۔ قدوۃ الاولیا حضرت شیخ احمد عبدالحق جب وہاں پہنچے تو یہ سب سامان امیرانہ اور تکلفات دیکھ کر بہت منغص ہوئے اور بدعقیدہ ہو کر وہاں سے بغیر ملے واپس ہو گئے۔ شام ہو گئی تو پوچھا کہ یہ کون شہر ہے؟ ایک شخص نے بتایا کہ یہ پانی پت ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے میں راستہ بھول گیا۔ رات گزار کر صبح پھر چلے اور دن بھر چلتے رہے۔ شام ہوئی تو کسی سے پوچھا کہ یہ کونسی جگہ ہے ایک شخص نے بتایا پانی پت۔ رات گزار کر پھر صبح کو چلے اور راستے میں ایک صحرا میں ایک خشک درخت نظر آیا جس پر ایک صاحب جمال نوجوان مخملی ٹوپی پہنے بیٹھا تھا اس سے انہوں نے پوچھا کہ اے جوان، راستہ کدھر ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تم نے راستہ تو جلال الدین کے دروازے ہی پر گم کر دیا تھا اگر تمہیں یقین نہ آئے تو وہ دو شخص سامنے آرہے ہیں۔ ان سے پوچھ لو۔ قدوۃ الاولیا حضرت شیخ احمد عبدالحق ؒ ان کی طرف بڑھے، دیکھا کہ دو سفید پوش شخص پاکیزہ کپڑوں میں آرہے ہیں نزدیک آنے پر انہوں نے پوچھا کہ راستہ کدھر ہے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ راستہ تو تم نے قطب ربانی شیخ جلال الدین کے دروازے پر ہی گم کر دیا۔ اب انہوں نے سمجھا کہ یہ ہدایت غیبی ہے۔ بس تبدیلی پیدا ہوئی اور بے ہوش ہو کر گر گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو وہ درخت اور جوان سب ہی غائب تھے انہیں یقین ہو گیا کہ یہ غیبی ہدایت تھی۔

خرقہ فقر و ارادت عقیدت مندانہ حضرت قطب ربانی کے آستانہ کی طرف چلے۔ چلتے چلتے دل میں خطرہ گزرا کہ اگر حضرت قطب ربانی اپنے سر کی ٹوپی اپنے پیر کی قبر سے مس کر کے میرے سر پر رکھ دینگے اور کچھ شیرینی بھی عنایت فرمائیں گے۔ تو مجھے بڑی تسکین ہو گی۔ یہ سوچتے ہوئے خانقاہ پہنچے، خادم نے بتایا کہ، حضرت اپنے پیر کے مزار پر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ بھی اسی طرف بڑھے۔ دیکھا کہ حضرت قطب ربانی ایک ہاتھ میں کلاہ اور دوسرے میں روٹی اور حلوہ لیے کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے تین مرتبہ حق حق حق کہا اور حضرت قطب ربانی کے قدموں پر گر گئے۔ آج بھی اس سلسلے کے مشائخ اور صوفیا اس طریقے کو برتتے ہیں اور اپنے خطوط کے اوپر تین مرتبہ حق حق حق لکھتے ہیں۔ حضرت قطب ربانی ؒ نے بڑی شفقت سے آپ کی پذیرائی کی۔ اور اپنے سر مبارک سے کلاہ چہار ترکی، جو ابھی اپنے پیر دستگیر کے مرقد سے مس کر چکے تھے۔ اتار کر حضرت شیخ احمد عبدالحق ؒ کے سر پر رکھ دیا۔ سر پر مقراض چلائی اور نان حلوہ مرحمت فرمایا

Marfat.com

پھر اپنے ساتھ خانقاہ لے کر چلے آئے۔ اور اسی سابق طریقہ کا پرتکلف کھانا دستر خوان بچھا کر سامنے رکھوایا۔ حضرت قدوۃ الاولیا کو کچھ تامل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے احمد عبدالحق! تم کو ان کھانوں میں جو نامناسب معلوم ہو اسے نہ کھاؤ۔ یہ کہنے کے بعد حضرت قدوۃ الاولیاؒ کے دل سے سارے وسوسے دُور ہو گئے۔ اور حضرت قطب ربانی کی توجہ سے سب کچھ روشن ہو گیا اور وہاں ہنسیں کا سارا بکھیڑا ہی ختم ہو گیا۔ اور مکمل طور پہ سپردگی کے بعد ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں خرقہ اور خلافت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن کو رخصت ہوئے۔

حضرت شیخ احمد کے نام میں اضافہ کی وجہ

پہلے آپ کا نام شیخ احمد تھا۔ لیکن چونکہ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے اور بولنے میں آپ ہمیشہ اسم اعظم حق حق حق پہلے استعمال کرتے تھے اور اس کی عادت سی ہو گئی تھی اس بنا پر پیر روشن ضمیر حضرت قطب ربانی نے آپ کا نام ہی شیخ عبدالحقؒ رکھ دیا اور پھر وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ رخصت کرنے کے وقت حضرت قطب ربانی نے آپ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ اس سلسلے کو تم سے جاری رکھے اور تمہارے ذریعہ قیامت تک نور معرفت پھیلتا رہے چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کے فرزندوں اور مریدوں میں اکثر ایسے صاحب عظمت و کرامت بزرگ آج بھی موجود ہیں کہ اگر تیر رفتہ کو حکم دیں تو واپس آ جائے اور پہاڑ کو اشارہ کریں تو چلنے لگے۔ اب سے پہلے جو بزرگان گزرے ہیں اور مشہور خلائق ہیں ان میں حضرت شیخ عارفؒ، شیخ محمد بن عارفؒ، حضرت شیخ عبدالقدوس قطب عالم گنگوہی اور ان کے خلیفہ و مرید حضرت شیخ جلال الدین بن محمود الفاروقی المعروف بہ شیخ جلال تھانیسری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

شیخ جلال تھانیسری کے حالات

شیخ جلال تھانیسری قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات ملفوظات میں مفصل مرقوم ہیں۔ آپ اس سلسلہ عالیہ کے قطب و غوث اور حجت گزرے ہیں آپ ماں باپ دونوں طرف سے فاروقی ہیں آپ کے والد کا نام قاضی محمود ہے آپ نے سات سال میں قرآن مجید حفظ کیا اور سترہ سال میں اکثر علوم دینی کی تکمیل فرمانے کے بعد درس و تدریس اور فتویٰ لکھنے میں مشغول ہوئے آپ کا خاندان بلخ سے آیا تھا۔ آپ کا خرقہ فقر و ارادت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے عطا ہوا تھا۔

اوائل حال میں ایک دن ایک شخص ایک غزل پڑھ رہا تھا۔ اسے سن کر حضرت جلال تھانیسریؒ بے ہوش ہو گئے اور چھت سے گر کر بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ جب ہوش ہوا تو آپ اس سلسلے میں مرید ہو گئے اور کچھ دنوں کے

Marfat.com

بعد اپنی ریاضت و مجاہدہ سے مدارج علیا پر پہنچے۔ آپ پر استغراق کا بہت سخت غلبہ رہتا تھا ہر نماز کے وقت مریدان اللہ اکبر اللہ اکبر پکارتے تھے۔ تو آپ ہوش میں آکر نماز پڑھ لیتے تھے۔ آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا اور اکثر مجلس سماع منعقد فرماتے، آپ کا قیام قصبہ تھانیسر میں ہی رہتا تھا۔ آپ کے ایک مرید کے دل میں خطرہ گزرا کہ عرصہ دراز سے میں حضرت کی خدمت میں ہوں مگر کوئی کیفیت مجھ پر وارد نہیں ہوتی۔ ایک حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا دور تھا کہ جس پر وہ نظر ڈال دیتے تھے ولی اللہ ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ جلالؒ پر نور باطن سے یہ بات ظاہر ہو گئی آپ نے اس کی طرف تیز نظروں سے دیکھا اور فرمایا کہ آج بھی ایسے لوگ ہیں کہ ان کی ایک نظر سے آدمی ولایت کے مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے اتنا کہنا تھا کہ مرید پر بیخودی طاری ہو گئی اور وہ مرتبۂ اعلیٰ پر پہنچ گیا لیکن کچھ ہی دنوں میں اس کا انتقال ہو گیا آپ نے فرمایا کہ ہر شخص میں برداشت کی قوت نہیں ہوتی، آپ کا وصال روز جمعہ ۲۵ ذوالحجہ ۹۸۰ھ میں چھیانوے سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مرقد مبارک تھانیسر ہی میں ہے

قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے دوسرے خلفا

قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے دوسرے خلفا میں حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری، شیخ خضر جونپوری، حضرت شیخ عبدالعزیز کبیر انصاریؒ اور حضرت قطب عالم کے ساتوں فرزندان بالخصوص صاحبزادہ کلاں شیخ حمید و شیخ رکن الدین و شیخ احمد قدس اللہ اسرارہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شیخ رکن الدین کی بڑی فضیلت تھی جیسا کہ ملفوظات میں لکھا ہے۔ کہ حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر خدائے عزوجل قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا کہ دنیا سے میری بارگاہ میں کیا لاتے ہو تو فقیر ایک ہاتھ سے شیخ جلال تھانیسری کو اور ایک ہاتھ سے شیخ رکن الدین کو پیش کر دے گا۔ یہ وہی شیخ رکن الدین ہیں جن کا مزار کسی سلسلے میں کھل گیا تھا تو قبر کے اندر سوائے چند ریش مبارک کے چند بال کے اور کچھ نظر نہ آیا آپ کے فرزند اور جانشین شیخ عزیز اللہؒ کا بھی بہت اونچا مرتبہ اور مقام تھا جو آپ کا خرقہ پہن لیتا صاحب حال ہو جاتا

حضرت شیخ جلال تھانیسری کے خلفاء

حضرت شیخ جلال محمود تھانیسری کے خلفاء میں حضرت شیخ نظام الدین بن شیخ عبدالشکور فاروقی تھانیسری، شیخ احمد صوفی بنی پوری، شیخ عبدالشکور برادر بزرگ حضرت شیخ جلالؒ، شیخ عبدالغفور پدر بزرگوار حضرت اقدس، شیخ موسیٰ، شیخ علی، شیخ فاضل موہانویؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں

حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوریؒ کے خلفاء

حضرت شیخ عبدالغفور اعظم پوری کے خلفا میں عارف کامل سید علاؤ الدین ساکن کتانہ، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا اور

لوگوں نے آپ کو دفن کیا تو تین مرتبہ اللہ اللہ اللہ جل جلالہ کی آواز آپ کے مرقد سے بلند ہوئی اور ایک نور آسمان سے اتر کر قبر میں پنہاں ہو گیا اور آپ کے فرزنداں شیخ ابو اسحاق اور شیخ سراج العارفین قدس اللہ سرہم، قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری کے خلفاء حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری کے خلفا میں حضرت شیخ حسین بھوری سراج الاولیا حضرت شیخ ابو سعید نور اللہ گنگوہی الحنفی جو حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی کے خاندان کے تھے۔ اور حضرت مرشدی و مخدومی شیخ فتحی و شیخ الہداد لاہوری و شیخ پائندہ بنی پوری و شیخ مصطفےٰ و شیخ عبد الفتاح اندری و شیخ اللہ بخش لاہوری و شیخ صادق برہان پوری و قاضی شیخ عبد الحق والد قاضی سالمؒ کرانوی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ان کے علاوہ ہندوستان، عرب، توران ہر جگہ ان کے خلفا پھیلے ہوئے ہیں شیخ حسین بھوریؒ کے خلفا میں شیخ ولی محمد نارنولیؒ اکبر آباد میں قیام پذیر تھے۔ حضرت شیخ ابو سعید نور اللہ گنگوہیؒ کے خلفا میں زبدۃ الواصلین حضرت شیخ محمد صادق فتح اللہ الحنفی گنگوہی جو کہ معشوقِ الٰہی کہے جاتے تھے بہت زیادہ مشہور ہیں آپ کے خوارق و کرامات بے شمار اور لاتعداد ہیں اگر ان میں سے کچھ لکھا جائے تو دفتر تیار ہو جائے شیخ ابو سعید نور اللہ گنگوہی کے دوسرے خلفاء شیخ محب اللہ الہ آبادی، و شیخ ابراہیم رامپوری و شیخ خواجہ پانی پتی و شیخ ابراہیم سہارنپوری ہیں۔

حضرت مرشدی و مخدومی شیخ فتحی کے خلفا میں شیخ اسماعیل اکبر آبادی کا نام آتا ہے۔

حضرت شیخ احمد عبد الحق کے نام کی نیاز اب پھر حضرت شیخ احمد عبد الحق قدس اللہ سرہٗ کے حالات کی طرف رجوع ہوتا ہوں اگر کوئی شخص عقیدتمندانہ اور صدق نیت سے کسی حاجت اور مہم کے لئے قدوۃ الاولیا حضرت شیخ احمد عبد الحق کے نام سے توشہ نیاز دے تو اس کی حاجت پوری ہو گی۔ اور مشکلات دور ہوں گے توشہ سے مراد حلوائے تر ہے یہ طریقہ اقلیم ہندوستان میں بہت مجرب مشہور ہے۔ اچھا طریقہ یہ ہے۔ کہ حاجت پوری ہونے سے پہلے ہی توشہ نیاز دیدے اگر بعد میں دیگا پھر بھی کوئی حرج نہیں، توشہ سے مراد سوا سیر آرد گندم، ایک پاؤ شکر اور ایک پاؤ روغن زرد ہے طریقہ یہ ہے کہ سب احتیاط سے لائے اور باوضو ہو کر ایک جگہ روٹی پکائے اور اس پر روغن ملے پھر شکر چھڑکے اور حضرت عبد الحقؒ کی روح پاک کو فاتحہ پڑھے پھر آپ کے فرزندان یا مریداں یا ان کے سلسلے کے کسی نمازی کو کھلائے انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو گی۔

اسی طرح آپ کے نام کی تسبیح بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے مجرب ہے اسکی ترکیب یہ ہے۔ کہ ہر روز کسی وقت مقررہ پر باوضو بعد نماز تین سو ساٹھ مرتبہ بیک جلسہ پڑھے، اغثنی وامددنی یا شیخ احمد عبد الحق، ایک ہفتہ کے پڑھنے سے انشاء اللہ اس کی مراد پوری ہو گی

وفات:۔ آپ کا وصال ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ کو ہوا۔ کسی نے آپ کا سن وفات، عارف حق احمد عبد الحق بحق نکالا ہے قدس اللہ سرہٗ

حضرت مخدوم شیخ بہرام قدس اللہ سرہٗ العزیز

شیخ المشائخ حضرت مخدوم شیخ بہرام بیڈولوی قدس اللہ سرہٗ العزیز اپنے دور کے بہت بڑے عالم و فاضل اور عارف کامل بزرگ گزرے ہیں آپ حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی کے خلفائے کبار میں سے ایک تھے

دریا کے رخ میں تبدیلی

حضرت شیخ بہرامؒ پہلی مرتبہ اپنے پیر سے رخصت ہو کر قصبہ بزنادہ میں قیام پذیر ہوئے تھے اتفاقاً اسی زمانے میں دریائے جموں قصبہ بیڈولی کی طرف بڑھ رہا تھا اور کچھ دنوں میں قصبہ کے قریب پہنچ گیا وہ دن بدن بڑھتا ہی جاتا تھا وہاں کے باشندے خوفزدہ ہو کر حضرت قطب ربانی کی خدمت میں پانی پت حاضر ہوئے۔ اور عرضی پیش کر کے بہت آرزو منت کی کہ حضرت اقدس خود اس جگہ تشریف لے چلیں اور ہم لوگوں کی مصیبت دور کریں آپ کے قدم کی برکت سے ہم لوگوں کی مشکل دور ہو جائے گی۔ حضرت قطب ربانیؒ نے شیخ بہرام قدس اللہ سرہٗ کے نام ایک خط لکھ کر ان لوگوں کو دیا۔ اور کہا کہ فقیر کا اس وقت وہاں جانا مشکل ہے تم لوگ برناوہ جا کر یہ خط شیخ بہرام کو دو وہ تم لوگوں کے ساتھ اسی جگہ قیام پذیر ہو جائیں گے اور انشاء اللہ تم لوگوں کو اس مصیبت سے نجات مل جائے گی۔ وہ لوگ حسب الحکم برناوہ جا کر حضرت مخدوم شیخ بہرام سے ملے اور حضرت قطب ربانی کا خط ان کو دیا خط پا کر حضرت شیخ بہرام کھڑے ہو گئے۔ خط کو سر آنکھوں پر رکھا اور فوراً اسی جگہ سے ان لوگوں کے ساتھ بیڈولی روانہ ہو گئے۔ بیڈولی پہنچ کر دریا کے کنارے اپنا عصا گاڑ دیا اور وہیں جم گئے صبح تک دریا اس جگہ سے دور چلا گیا تھا اور کچھ ہی دنوں میں کئی میل دور ہٹ گیا اور اس وقت سے آج تک اسی طرح قائم ہے۔ اس واقعہ سے وہاں کے لوگوں کو حضرت مخدوم شیخ بہرام سے بہت زیادہ عقیدت ہو گئی اور وہ لوگ ان کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مخدوم کو بھی وہ جگہ پسند آئی۔ اور وہیں قیام پذیر ہو کر ذکر الٰہی اور ہدایت و ارشاد میں وقت گذارنے لگے۔ ساری زندگی وہیں گزاری اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ کا مرقد مبارک آج تک وہاں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کی ایک کرامت

Marfat.com

آج بھی دیکھی جاتی ہے۔ کہ جس بیماری سے لوگ ناامید ہو جاتے ہیں اس کو حضرت مخدوم کے روضہ مبارک کے دروازہ پر سے جا کر رکھ دیتے ہیں اور وہاں پر ایک کنواں ہے۔ اس سے روزانہ منہ دھلاتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے جلد ہی شفا کامل حاصل ہو جاتی ہے حضرت کے کرامات کا ذکر جب نکلا ہے۔ تو مناسب ہے۔ کہ کچھ حالات آپ کے جو فقیر (مصنف سیر الاقطاب) کے زمانے میں ظہور پذیر ہوئے ہیں ضبط تحریر میں لائے جائیں

گستاخی کی سزا

۱۰۵۰ھ میں صوبہ دہلی کے دیوان مرزا مظفر بیگ نے ایک ہندو کو قصبہ سیڈولی اور دوسرے پرگنات کی پیمائش اور اضافہ لگان وغیرہ کے لئے بھیجا اس ہندو دیوان لال بخش النسان نے وہاں پہنچ کر اس قصبہ کے لوگوں کی زندگی تلخ اور تنگ کر دی۔ ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جس کی کچھ نہ کچھ زمین پر لگان تجویز نہ کیا گیا ہو۔ یہاں تک کہ روضہ متبرکہ کے اخراجات کے لئے جو زمین وقف تھی اس کی بھی پیمائش اور تجویز لگان سے باز نہ آیا۔ اس جگہ کے سادات اور اکابرین نے لاکھ اس کو سمجھایا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا جوش ستم رانی میں وہ کافر خود گھوڑے پر سوار ہو کر پیمائش کرنے لگا۔ سادات میں سے ایک روضہ متبرکہ کے اندر جا کر فریادی ہوا اور حضرت مخدوم بہرام کے مزار پر دونوں ہاتھ الغیاث الغیاث کہہ کر مارے اور کہا اے حضرت! اس پلید ہندو نے آپ کے خادموں پر کیسا تاریک دن لایا ہے کہ یہ لوگ ایک وقت کھانے کے لئے ترس گئے۔ آپ کی درگاہ کو ہم لوگوں نے دنیا اور آخرت کیلئے پناہ سمجھا تھا۔ لیکن جب دنیا ہی میں یہ بری حالت ہو گئی ہے۔ تو پھر آخرت کا حال اللہ جانے کیا ہو گا۔ آپ صاحب ولایت اور خدا کے دوست ہیں پھر بھی اتنا تصرف نہیں رکھتے کہ اس ملعون کو خاطر خواہ سزا دے دیں اسی درمیان میں روضہ کے باہر سے شور و غوغا کی آواز آنے لگی۔ سید مذکور دوڑ کر باہر آئے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس کافر ملعون کا گھوڑا تو کنارے کھڑا ہے۔ اور وہ خود دو نیزہ اوپر معلق ہوا میں جھول رہا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ملعون طاقت کے نشہ میں چور گھمنڈ میں آ کر برا بھلا کہنے لگا۔ کہ یوں قلندروں کو بلاوجہ میں سرکاری مال کیوں کھانے دوں گا۔ اور جب یہ لگا کر زمین کی پیمائش کرنے لگا۔ کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی اور یہ اچھل کر ہوا میں معلق ہو گیا۔ سید مذکور کی زبان سے بے ساختہ نکلا کہ یا حضرت اس ملعون کو ہوا میں معلق کیوں رکھے ہوئے ہیں۔ زمین پر پٹک کیوں نہیں دیتے کہ گردن ٹوٹ جائے بس اتنا کہنا تھا کہ زمین پر زور سے گرا لوگوں نے سمجھا پاش پاش ہو گیا۔ لیکن ابھی اس میں تھوڑی تھوڑی جان باقی تھی اس کے لواحقین اسکو جلدی سے اٹھا کر حضرت مخدوم کے روضہ کے اندر لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے ہوش آیا تو اس نے زمین پر سر رکھ کر گریہ وزاری شروع کی۔ یکایک اس کے دونوں ہاتھ پیچھے چلے گئے۔ اور اس نے چلانا شروع کیا کہ خدا کے لئے مجھے یہاں سے لے چلو تا کہ مجھے جوتوں کی مار سے نجات ملے۔ اس کے لوگوں نے جب یہ سنا تو جلدی سے اس کو اٹھا کر گھر لائے۔ گھر پہنچ کر لوگوں نے لاکھ زور لگایا کہ اس کا ہاتھ پیٹھ کی طرف سے سامنے لایا جائے لیکن کامیاب ہوئے۔ مجبور ہو کر اسی حالت میں اس کو چارپائی پر لٹا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ناپاک خود بخود چارپائی سے زمین پر گر پڑا اور چارپائی اس کے اوپر آ گئی۔ پھر اس کے لوگوں نے چارپائی سیدھی کی اور اس کو

Marfat.com

اٹھا کر لٹا دیا۔ پھر وہ الٹ کر نیچے گر پڑا۔ اس کو پھر جو چارپائی پر لوگوں نے لٹانا چاہا تو اس کا سر نیچے اور پیر اوپر ہوا میں معلق ہو گیا اور سر کے بل زمین پر چکر مارنے لگا یہاں تک کہ اس کے سر کے نیچے زمین گہری ہو گئی۔ لوگوں نے لاکھ اس کو سیدھا کرنا چاہا لیکن نہ کر سکے۔ آخر اس کی زندگی سے ناامید اور اس کی تکلیف سے پریشان ہو کر اس کے گھر والے روضہ کے مجاوروں کے قدموں پر جا کر گر گئے اور آہ وزاری کرنے لگے۔ پھر ان لوگوں کو اس پر رحم آ گیا اور سب جمع ہو کر مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور اس کی طرف سے اس کی غلطیوں کی معافی چاہی پھر اس کی سزا میں کمی ہوئی اور رفتہ رفتہ صحت ہوئی۔ صحت یاب ہونے کے بعد اس نے نذر و نیاز روضہ مبارک پر بھیجا اور مجاوروں کی زمین کا کام ان کی مرضی کے مطابق کیا اور اس قصبہ کے تمام لوگوں سے بہت اچھا سلوک کرنے لگا۔

حضرت شیخ نظام قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت مخدوم شیخ نظام سنامی بہت بڑے عالم و فاضل اور حضرت قطب ربانی کے خلفائے کبار میں سے تھے آپ تیس برس تک اپنے پیر دستگیر کی خدمت میں حاضر رہ کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے پھر خلافت و اجازت سے سرفراز ہو کر سنام رخصت ہوئے اور کچھ دنوں کے بعد وہیں واصل بحق ہوئے۔

لوگ کہتے ہیں کہ بعد وصال ایک عرصہ تک آپ کے مزار پُرنور پر ایک شعلہ چراغ کی طرح روشن رہا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا پانی پتی وہاں تشریف فرما ہوئے اس نور کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے شیخ نظام تم خدارسیدہ اور کامل بزرگ ہو تمہاری بزرگی اور کمال میں کوئی شک نہیں لیکن یہ نور جو تمہاری قبر کے اوپر روشن ہے بہتر ہوتا اگر یہ اندرون قبر روشن ہوتا اور لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہوتا تاکہ بے ادبی کا امکان نہ رہتا کیونکہ اگر اس کا برابر روشن اور نمایاں رہنا صحیح ہوتا تو پھر یہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ پر روشن رہتا۔ اتنا کہتے ہی وہ نور قبر شریف کے اندر چلا گیا اور ظاہری نظر سے پوشیدہ ہو گیا اور اس وقت سے اب تک پھر کسی نے نہ دیکھا۔

اب ہم حضرت قطب ربانیؒ کے سجادہ نشینوں کا حال لکھیں گے۔

حضرت قطب ربانیؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز سجادہ نشین ہوئے ان کے حالات آگے مذکور ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ الطریقت حضرت خواجہ شبلی ابن حضرت جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی قدس اللہ سرہٗ علم شریعت و طریقت میں کامل تھے اور ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا مقام اور مرتبہ بہت بلند تھا۔ وہ کہیں آتے جاتے نہ تھے بالخصوص دولتمندوں کے گھر تو کبھی بھول کر بھی نہ جاتے تھے۔ آپ کے فرزندان اور خلفا بہت ہیں۔ اس دور کے علما، فضلا اور فقرا آپ کی صحبت بابرکت سے برابر فیضیاب ہوتے رہتے تھے آپ صاحب سماع و وجد تھے۔ آپ میں سوز و گریہ بہت زیادہ تھا۔ آپ نے خرقۂ فقر و ارادت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا تھا۔

حالت سماع کی کیفیت آپ کے دونوں پائے مبارک میں باد کا عارضہ تھا جس کے باعث وہ آسانی سے اٹھ بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن جب مجلس سماع منعقد ہوتی تھی تو آپ ذوق وجذبہ میں اٹھ جاتے اور تواجد فرماتے افاقہ کے بعد پھر اسی طرح ہو جاتے جیسے پہلے تھے ایک دن مجلس سماع منعقد تھی۔ اور آپ پر ذوق اور وجد کی کیفیت طاری تھی یہ حالت دیر تک قائم رہی آپ کے عم گرامی شیخ ادریس نے جب دیکھا کہ آپ کو قرار نہیں آ رہا ہے۔ تو آپ نے انہیں پکڑ کر کہا کہ اب بس کرو۔ تمہارے اس طرح اٹھنے سے لوگوں میں غلغلہ پیدا ہو رہا ہے۔ اگر تم کو افشائے راز اور مرجوعہ خلائق بننا ہے تو بیشک اس طرح سنتے رہو۔ یہ جملہ سن کر حضرت شیخ الطریقت فوراً بیٹھ گئے اور اپنے حال کو ضبط کرتے رہے اور اس روز سے پھر سماع کے دوران آپ کبھی نہیں اٹھے۔

افغانوں کے حق میں دعا ایک دن قلندروں کی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کچھ مانگنے لگی حضرت خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور خاموش رہے ان لوگوں نے دلیری کے ساتھ سامنے سے تسبیح اٹھالی اور چلتے بنے۔ ملک احمد اور ملک و مال افغانوں نے، جو حضرت کے مرید اور معتقد تھے، یہ بے ادبی دیکھی تو ان قلندروں کے پیچھے دوڑے اور راستہ میں پکڑ کر تسبیح چھین لی۔ اور حضرت کو دیدی۔ حضرت خواجہ افغانوں کی اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ

Marfat.com

تم لوگوں کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوگا۔ چنانچہ اس دن کے بعد سے ان لوگوں کے تیر کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوا۔ ایک دن ملک ادچھی نے اپنے پیر و دستگیر کی دعا کو آزمانے کے لئے آسمان کی طرف تیر پھینکا۔ جب وہ تیر زمین پر آیا تو اس کے پیکان میں ایک سانپ گتھا ہوا تھا۔ حیران رہ گیا اور اسے یقین آگیا کہ ہمارے پیر کی دعا برحق ہے۔

شیخ الطریقت حضرت خواجہ شبلی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا وصال ۷ ربیع الاول کو ہوا۔

حضرت خواجہ عبدالقدوس قدس اللہ سرہٗ العزیز

(۱۰)

خلاصتہ الاولیا حضرت خواجہ عبدالقدوس ابن حضرت خواجہ شبلی قدس اللہ سرہٗ عبادت و ریاضت اور کرامت میں مشہور تھے۔ جو شخص بھی آپ کی خدمت میں صدق نیت اور خلوص دل سے حاضر ہوتا اس کی مراد پوری ہوتی۔ آپ اگرچہ عالم باطن میں اپنے پروردگار سے کافی راز و نیاز رکھتے تھے لیکن ظاہری طور پر آپ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ خرقہ فقر و ارادت آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا تھا۔

ایک مرتبہ آپ پرگنہ پانی پت کے موضع چھاج میں کسی ضرورت سے تشریف لائے تھے۔ عین کام کی حالت میں آپ نے پکار کر اے گاؤں والو! جلد اپنے گھروں سے نکلو اور اپنے سامان اور مویشی کو نکالو۔ کیونکہ جلد ہی آگ پورے گاؤں کو جلادے گی اس طرح کئی مرتبہ آپ نے پکار پکار کر لوگوں کو آگاہ کیا۔ جو لوگ ان سے واقف تھے اور ان پر اعتقاد رکھتے تھے فوراً ہی کہنے کے مطابق اپنے گھروں سے ساز و سامان لے کر باہر نکل آئے اور اپنے بیوی بچوں کو بہ حفاظت نکال لیا لیکن جن لوگوں نے یقین نہیں کیا اور ان کے کہنے پر کان نہیں دھرا وہ زیاں کار ہوئے اور گھاٹے میں رہے تھوڑی ہی دیر بعد غیب سے آگ بلند ہوئی اور پورے قریہ کو جلا کر خاکستر کر دیا اس واقعہ سے لوگ ان کے بہت زیادہ معتقد ہو گئے۔

آپ کا وصال ۲۰ جمادی الثانی کو ہوا۔ قدس اللہ سرہٗ العزیز۔

Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالکبیر اولیا قدس اللہ سرہٗ العزیز

عارف ربانی حضرت خواجہ عبدالکبیر اولیا ابن حضرت خواجہ عبدالقدوس پانی پتی قدس اللہ سرہٗ العزیز جامع کمالات واکتساب اور ولی مادر زاد تھے بچپن ہی سے آپ مستجاب الدعوات تھے زبان سے جو نکلتا ہو جاتا اسی لیے لوگ آپکو شیخ الکبیر اور بالا پیر بھی کہتے تھے۔ حضرت عارف ربانی کے کرامات اور تصرفات بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ جب آپ چلتے تھے اور ہاتھ کو حرکت ہوتی تھی تو آپ کی دونوں آستین سے ہر حرکت پر شیر نر نکل آتا تھا اور پھر فوراً غائب ہو جاتا تھا اور آپ کے سامنے جو بھی آتا ہیبت سے سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اس دور کے اکثر علما مشائخ اور اکابرین آپ کے معتقد اور حلقہ بگوش تھے۔ حضرت عارف ربانی اکثر سماع سنتے اور مشائخ کا عرس کرتے تھے۔ عرس میں لوگوں کو جمع کرتے اور دل کھول کر کھانا تقسیم فرماتے آپکے چار فرزند تھے۔ مرید اور خلفا تو بے شمار تھے۔ آپ کو خرقۂ فقر وارادت اپنے والد بزرگوار سے عطا ہوا تھا۔

ایک دن سلطان سکندر بن بہلول لودھی نے اپنے وزیر میاں بھودہ بن خواص خاں اور ملک محمد مسوانی کے ساتھ ملکر مشورہ کیا کہ حضرت خواجہ عبدالکبیرؒ کو لوگ صاحبِ کرامت اور ولی کہتے ہیں۔ آج ان کا امتحان لینا چاہیئے ہم لوگوں میں ہر ایک کوئی چیز دل میں رکھ لے اور ان کے پاس چل کر آزمائش کریں۔ پس آدھی رات کے وقت تینوں حضرت عارف ربانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فوراً سلطان سکندر کے سامنے ہرن کے گوشت کا سموسہ، وزیر میاں بھودہ کے سامنے نان یخنی اور ملک محمد مسوانی کے سامنے گرم گرم حلوہ لاکر رکھ دیا اور تینوں نے یہی دل میں رکھا بھی تھا۔ ان لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ دوستو! اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ جو فقیر کہ اللہ تعالےٰ پر توکل کر کے بیٹھا ہو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے سامنے اس کو کبھی شرمندہ نہیں کریگا۔ اس کے بعد سلطان سکندر لودھی نے پرگنہ کرنال سے دو گاؤں جن میں سے ایک کا نام موضع دررد اور دوسرے کا سنگھوہ تھا حضرت کی خدمت میں بڑی عاجزی سے پیش کیا اس طرح وزیر بھودہ نے بھی قصبہ جھنجانہ کا ایک گاؤں موضع تتانی نام کا پیش کیا۔ اور ملک محمد مسوانی نے اپنی لڑکی خدمت کے لیے پیش کی عارف ربانی حضرت خواجہ عبدالکبیر کا وصال ۲۰ ماہ ربیع الثانی کو ہوا

حضرت شیخ عثمان زندہ پیر قدس اللہ سرہٗ العزیز

قدوۃ المشائخ حضرت شیخ عثمان زندہ پیر ابن شیخ عبدالکبیر اولیا قدس اللہ سرہ العزیز علم شریعت اور طریقت میں بے مثل تھے۔ آپ عمدہ مشائخ عصر اور زبدہ عابدان دہر میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ ہمیشہ ذکر الٰہی اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ خرقۂ فقر و ارادت آپ کو اپنے والد بزرگوار شیخ عبدالکبیر اولیا سے عطا ہوا تھا۔

سجادہ نشینی کا مناقشہ آپ کے تین بھائی تھے۔ ایک بڑے شیخ حسین اور دو چھوٹے شیخ برہان الدین اور شیخ محمد آپ کے بڑے بھائی شیخ حسین اپنے والد ہی کی موجودگی میں دو فرزندان شیخ نورالدین اور شیخ منور چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے۔ اپنے دادا جان کے وصال کے بعد ان دونوں نے سجادگی کے لیے اپنے چچا حضرت شیخ عثمان زندہ پیر سے مناقشہ شروع کر دیا اور سلطان ابراہیم بن سکندر لودھی سے دادخواہ ہوئے کہ سلطان بہ نفس نفیس پانی پت تشریف لا کر تشخیص مقدمہ کی فرمائیں بہت رد و بدل کے بعد گرچہ حضرت اقدس کی والدہ ماجدہ اور دوسرے مشائخ، اکابر، اعزہ اور اہالی حضرت شیخ عثمان زندہ پیر کی سجادگی کے حق میں تھے۔ اور کوشاں تھے کہ اس نعمت میں دوسرا کوئی شریک نہ ہو لیکن سلطان ابراہیم کی حمایت سے سجادگی دو حصوں میں بٹ گئی، اس تقسیم کے بعد پہلی عید کو دو چنڈول نکلیں، اتفاقاً شہر کے باہر دونوں چنڈول شریک آدمیوں کے درمیان جنگ ہو گئی۔ اور شیخ حسین کے صاحبزادے چنڈول سے زمین پر ایسا گرے کہ عیدگاہ تک جانا مشکل ہو گیا اور بڑی مشکل سے گھر لوٹے، اور حضرت قدوۃ المشائخ عیدگاہ پہنچے اور نماز عید الفطر ادا کر کے فیروز مندانہ آستانہ عالی میں واپس تشریف لائے اور اس کے بعد سے شیخ عبدالکبیر اولیا کے بنائر میں سے یا ان کے فرزندوں میں سے کسی پوتے نواسے نے سوائے قدوۃ المشائخ حضرت عثمان زندہ پیر اور ان کے فرزندان کے خرقہ نہیں پہنا اور نہ سجادگی میں دخل پایا اور اس وقت تک سجادگی قدوۃ المشائخ کے فرزندوں کے درمیان بلا شرکت غیرے قائم ہے۔

Marfat.com

کرامات | ایک دن چشت کے دو شخص، جن میں ایک مسلمان چاندن نامی اور دوسرا ہندو چاتول نامی تھا، آپس میں جھگڑ کر حضرت اقدس کی خدمت میں فیصلہ کے لیے مقدمہ لائے۔ حضرت قدوۃ المشائخ نے تمام معاملات کو سن کر فرمایا کہ چاندن حق پر ہے اس ہندو نے فیصلہ کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ مسلمان کی وجہ سے حضرت جانبداری سے کام لے رہے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم دونوں کی بیویاں حاملہ ہیں۔ اب فیصلہ یہ ہے کہ راست گو کے گھر لڑکا اور دروغ گو کے گھر لڑکی پیدا ہوگی بس اب ولادت کے بعد معلوم ہوگا۔ کہ میرا فیصلہ صحیح ہے یا غلط۔ دونوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حقیقت یہی تھی کہ دونوں کی بیویاں حاملہ تھیں اور یہ حضرت کو نور باطن سے معلوم ہو گیا تھا۔ وہ دونوں جیسے ہی گھر لوٹے چاندن مسلمان کے یہاں لڑکا اور چاتول ہندو کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اور حضرت قدوۃ المشائخ کا فیصلہ صحیح ثابت ہوا۔ اور جھگڑا ختم ہوا

حضرت قدوۃ المشائخ کے فرزند شیخ نظام الدین نے نیا کنواں کھدوایا اور اس کی تیاری کے بعد اپنے والد بزرگوار سے ملتمس فاتحہ ہوئے حضرت قدوۃ المشائخ نے فرمایا کہ پہلے میز بانی کرو ایک من مادہ گاؤ اور اسی وزن سے مائدہ گندم اور اس سے متعلق ضروری سامان لاؤ۔ اور اسے پکا کر فقرا میں تقسیم کرو۔ پھر میں فاتحہ پڑھوں گا۔ حضرت شیخ نظام الدین نے عرض کی کہ حضرت ایک بکرا اس وقت موجود ہے اس سے زیادہ اس وقت میسر نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میری زبان سے جو نکل گیا ہے پہلے وہ مہیا کرو ورنہ پھر تم جانو۔ یہ فرما کر آستانہ عالی پر واپس آ گئے۔ اسی طرح پورا کنواں بیٹھ گیا اور اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔

وفات | حضرت قدوۃ المشائخ کا وصال ۱۰ ماہ ذی قعدہ کو ہوا۔ قدس اللہ سرہٗ العزیز۔

Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز

○

برہان الاتقیا حضرت شیخ نظام الدین ابن حضرت شیخ عثمان زندہ پیر عثمانی قدس اللہ سرہ تمام کمالات سے آراستہ اور جمیع کرامات سے پیراستہ تھے۔ ہمیشہ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ اور کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ خرقہ فقر وارادت آپ کو اپنے والد ماجد سے عطا ہوا تھا۔ آپ دو بھائی تھے۔ بڑے حضرت شیخ کمال سنت صاحب عظمت بزرگ تھے۔ آپ میں جذبہ الٰہی بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ والد بزرگوار کے انتقال کے بعد لوگوں نے آپ ہی کو مسند سجادگی پر بٹھانا چاہا۔ لیکن چونکہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور طریقہ مشائخ کے بھی بہت زیادہ پابند نہ تھے اسلیے برہان الاتقیا حضرت شیخ نظام الدین سجادہ نشین ہوئے آپ اپنے علم وفضل اور کمالات کی وجہ سے اولیائے عصر میں ممتاز تھے۔ علما وفضلا آپ کے حلقہ بگوش تھے۔ اور لوگوں کا آپ کے آستانے پر ہجوم لگا رہتا تھا آپ کے مفصل حالات لکھے جائیں تو دوسری کتاب تیار ہو جائے۔ آپ کے فرزند کلاں حضرت شیخ عبد السلام المخاطب بہ شاہ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ سے جو کہ اس فقیر (مصنف سیر الاقطاب) کے پیر دستگیر ہیں آپ کے کمال میں اور چار چاند لگ گئے۔ حضرت برہان الاتقیا شیخ نظام الدینؒ کا وصال ۱۵ شعبان المعظم کو ہوا۔ قدس اللہ سرہٗ العزیز

○

Marfat.com

حضرت شیخ عبد السلام شاہ اعلےٰ قدس اللہ سرہ العزیز

شیخ المشائخ حضرت عبد السلام المخاطب بہ شاہ اعلیٰ ابن برہان الاتقیا حضرت شیخ نظام الدین عثمانی چشتی پانی پتی الگا ذرونی المکی المدنی القرشی قدس اللہ سرہٗ ایک باعظمت اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے آپ کو خرقۂ فقر وارادت اپنے والد ماجد حضرت شیخ نظام الدینؒ سے عطا ہوا تھا اور قطب المشائخ حضرت شاہ نظام نارنولی قدس اللہ سرہٗ سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھا۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے۔

مرا بہ بندگی او کہ ہست فخر تمام ، مرید شاہ نظام است و ابن شیخ نظام
نظامش پیر و ہم پدرش نظام است ، نظام دو جہاں بر وے تمام است

اس فقیر (مصنف سیر الاقطاب) کو بھی بیعت حضرت اقدس، شیخ عبد السلام شاہِ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ سے حاصل ہے۔ اس طرح میرا شجرہ بیعت یوں ہے۔

فقیر (شیخ الہدیہ مصنف سیر الاقطاب) مرید شیخ المشائخ حضرت شاہِ اعلےٰ وھو من شاہ نظام نارنولیؒ وھو من حضرت خواجہ خانو علاء التاج ناگوری، وھو من حضرت خواجہ اسماعیل بن حسن سرمست، وھو من حضرت خواجہ حسن سرمست وھو من حضرت خواجہ سالار، وھو من حضرت خواجہ اختیار الدین عمر، وھو من حضرت خواجہ محمد سادی، وھو من قطب ربانی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی وھو من سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، وھو من قطب الکاملین حضرت فرید الدین شکر گنج قدس اللہ سرارہم

شجرہ نسب حضرت شیخ عبد السلام شاہ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ کی سخاوت اور حیا بے مثل تھی آپ کا سلسلہ نسب حضرت

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور وہ اس طرح ہے۔

حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلیٰ، ابن برہان الاتقیا حضرت شیخ نظام الدین ابن حضرت شیخ عثمان زندہ پیر ابن۔ حضرت خواجہ عبدالکبیر، ابن حضرت خواجہ عبدالقدوس، ابن حضرت خواجہ شبلی، ابن قطب ربانی حضرت شیخ جلال الدین کبیرالاولیا، ابن معزالدین حضرت خواجہ محمود، ابن کریم الدین حضرت خواجہ یعقوب، ابن جمیل الدین خواجہ علیٰ ابن مجدالدین خواجہ خواجہ اسمٰعیل، ابن شرف الدین خواجہ محمد ابن بدرالدین خواجہ ابی بکر ابن صدرالدین خواجہ علی، ابن شمس الدین خواجہ عثمان، ابن نجم الدین خواجہ عبداللہ ابن شہاب الدین خواجہ عبدالرحمٰن ثانی، ابن زین الدین خواجہ عبدالعزیز امرعیسیٰ، ابن فخرالدین خواجہ عبداللہ ابن ضیاءالدین خواجہ حضرت ولید، ابن قطب الدین حضرت خواجہ عبدالعزیز الکبیر، ابن رکن الدین حضرت خواجہ عبدالرحمٰن الکبیر جو مدینہ منورہ سے گازرون تشریف لائے تھے۔ ابن علاؤالدین خواجہ عبداللہ ثانی، ابن علم الدین خواجہ عبدالعزیز، ابن حسام الدین حضرت خواجہ عبداللہ کبیر ابن امام الدین، حضرت خواجہ عمر، ابن امیرالمومنین، حضرت عثمان جامع القرآن، ابن عفان، ابن ابی عاص ابن امیہ دھو عبدالشمس، ابن عبدالمناف ابن قصی، ابن کلاب، ابن مرہ، ابن عدی، ابن کعب، ابن لوی، ابن غالب، ابن فہر، ابن مالک ابن نضر، ابن کنانہ، ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس، ابن مدار، ابن نذار، ابن معد، ابن عدنان، ابن او، ابن ادو، ابن ہمیع، ابن بنت، ابن جمیل، ابن قیذار، ابن حضرت اسماعیل علیہ السلام، ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام، ابن تارخ جن کا دوسرا نام آذر بھی ہے، ابن ناحور ابن ارغو، ابن اشروع، ابن شالخ، ابن قانع، ابن عامر جن کو ہود علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔ ابن ارفخشد، ابن سام ابن نوح علیہ السلام، ابن ملک متوسلخ، ابن حضرت ادریس علیہ السلام، ابن اخنوخ، ابن برد، ابن بارد، ابن مہلائل، ابن قینان ابن انوش، ابن حضرت شیث علیہ السلام ابن آدم صفی اللہ علیہ السلام

ہمارے پیر حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ کے حالات و واقعات اتنے زیادہ ہیں جو ضبط تحریر میں نہیں لائے جا سکتے لیکن حضرت کے پیران اور بزرگان کا تذکرہ چونکہ اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اس لئے کچھ نہ کچھ آپ کے حالات بھی اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔ آپ کے بہت زیادہ حالات آپ کے ملفوظ مسمیٰ بہ جواہر اعلےٰ میں ملیں گے جو کہ اس فقیر نے مرتب کیا ہے۔ اس جگہ ان کی چند مجلسوں اور منقولات کو درج کرنے پر ہم اکتفا کریں گے۔

ابتدائی حالات

حضرت شیخ عبدالسلام شاہِ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں کچھ دنوں تک میں قراخان کی ملازمت میں رہا تھا۔ قراخان ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ کے امرا میں سے ایک تھا، باوجودیکہ

تیر اندازی وغیرہ مجھے بہت کم آتی تھی۔ پھر بھی میں قراخان کے یہاں سپہ گری کے شعبہ میں ملازم تھا اور اپنی کم صلاحیتی کے باعث فکر مند رہتا تھا۔ ایک دن ایک شخص نے کہا کہ اگر کوئی تیر اندازی میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح الملقب بہ شاہ احمد کھنکو رہانی نبیرہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہٗ کے نام سے کچھ نذر قبول کرے انشاء اللہ ایک ہفتہ میں ماہر تیر انداز ہو جائیگا۔ مجھے چونکہ اس کا شوق تھا۔ اس لئے میں نے ایک مادہ گاؤ اور کئی مانڈہ گندم کی نیاز دلائی۔ اور پانچوں وقت کی نماز کے بعد آپ کی روح پاک کو فاتحہ پڑھا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد میں نے شنبہ کی رات دسویں محرم کو خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل والے بزرگ میرے سامنے کھڑے ہیں اور مجھے تیر و کمان دیکر نشانہ بازی کا اشارہ کر رہے ہیں۔ میں نے چلہ پر تیر چڑھایا اور نشانہ لگایا۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ جاؤ کہ تم کو تیر اندازی مرحمت ہوئی جب میں بیدار ہوا تو اس وقت رات باقی تھی۔ میں نے چراغ جلا کر تیر اندازی کی اور سینتالیس تیر چلائے اور سب بے خطا ثابت ہوئے۔ پھر تین سال بعد قراخان نے مجھ کو ہمایوں بادشاہ کے پاس دہلی بھیجا۔ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جیسے ہی جامع مسجد کے دروازے پر میں پہنچا میں نے ایک مست درویش کو محراب کے پاس بیٹھا دیکھا میں نے انہیں غور سے دیکھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے یہ وہی بزرگ ہیں۔ جنہوں نے خواب میں مجھ کو تیر و کماں دیا تھا۔ ان کے نزدیک جا کر میں نے ان کے قدم چومے۔ انہوں نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور ایک خادم کو کہا کہ حجرے سے مجھے تیر و کمان لا کر دے۔ میں نے دیکھا یہ تو وہی تیر و کمان تھا جو خواب میں مجھ کو عنایت ہوا تھا۔ میں حیران رہ گیا۔ ان سے رخصت ہو کر جب میں باہر آیا تو خادم دروازہ تک میرے ساتھ آیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ ان بزرگ کا نام کیا ہے اس نے کہا شاہ احمد قلندر کھنکو رہانی پسر شاہ عبداللہ ملتانی، جن کو اس دنیا سے رخصت ہوئے عرصہ ہوا۔ وہ تیر و کمان کئی سال تک میرے پاس رہا۔ جب شیر شاہ سوری سے مالوہ میں جنگ ہوئی۔ اور میرا سارا سامان تاراج ہوا اسی میں میرا وہ تیر و کماں بھی تھا۔

سید عبدالواحد کا اظہار ندامت

حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلے قدس اللہ سرہٗ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ ایک مرتبہ کامرود کامتا سے سیر کرتا ہوا میں بہار پہنچا اور ایک جگہ گوشہ گیر ہو گیا۔ سید عبدالواحد نام کے ایک عالم میرے پاس آئے اور مجھ سے میرے حالات دریافت کرنے لگے جب انہیں معلوم ہوا کہ میں قطب ربانی حضرت شیخ جلال الدین احمد کبیر الاولیا المعروف بہ شیخ جلال پانی پتی قدس اللہ سرہ

کے فرزندوں میں ہوں۔ تو وہ بڑی عزت واحترام سے پیش آئے۔ کیونکہ ان کے جد کلاں حضرت موسیٰؒ، حضرت قطب ربانی کے خلفائے کبار میں سے تھے۔ اس زمانے میں مجھ پر مستی کی کیفیت تھی۔ اس لئے اکثر نماز قضا ہو جاتی تھی۔ عبدالواحد اس کیلئے مجھے تاکید اور ملامت کرتے۔ یہاں تک کہ دوستی دشمنی میں بدل گئی اور وہ میرے شدید مخالف ہو کر میرا مضحکہ اڑانے لگے۔ مجبوراً میں نے اس جگہ کو چھوڑ دیا۔ اور شہر سے باہر ایک ویرانے میں اپنا تکیہ بنا لیا۔ ایک رات کو میں نے دیکھا کہ سید عبدالواحد دو شخص کا سہارا لئے توبہ استغفار پڑھتے میری طرف آرہے ہیں۔ میرے پاس پہنچتے ہی وہ میرے قدموں پر گر پڑے اور بہت آرزو منت کر کے پرانی جگہ پر لے گئے۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رات اپنے جد حضرت سید موسیٰ قدس اللہ سرہٗ کو میں نے خواب میں سخت خشمناک دیکھا ہے۔ وہ خفا ہو کر مجھے فرما رہے تھے کہ اے عبدالواحد تو نے میرے مرشد زادہ کو تکلیف پہنچائی ہے۔ اللہ تجھے بھی تکلیف پہنچائے، صبح کو جب میں بیدار ہوا تو شل ہو گیا تھا۔ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا۔ اب میں گرتا پڑتا آپ سے اپنے قصور کی معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوا ہوں میری خطا معاف فرمائیے۔ میں نے خوش دلی سے ان کو معاف کر دیا اور ان کے کہنے کے مطابق اپنی قدیم جگہ پر چلا آیا۔ اسی روز انکو صحت ہو گئی۔ پھر میری طرف کافی لوگوں کا رجوعہ شروع ہو گیا۔ مجھے یہ بات پسند نہ آئی اس لئے خاموشی کے ساتھ ایک رات وہاں سے روانہ ہو کر منزل بہ منزل اکبر آباد پہنچا۔

درویشی

حضرت شیخ المشائخ عبدالسلام شاہ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ شروع میں میرا نام شیخ عبدالسلام تھا ظاہری اور باطنی علوم کی تعلیم مجھے میرے والد شیخ نظام الدین دے رہے تھے۔ یکایک میرے دل میں خانہ کعبہ کے طواف کی آرزو پیدا ہوئی۔ اپنے والد ماجد سے اجازت لیکر میں روانہ ہو گیا۔ ایک دریا کے نزدیک پہنچا اور وہاں عرصہ تک رہ گیا۔ شیر شاہ سوری کے جنگ کے نتیجہ میں وہ علاقہ قرا خان کے قبضہ سے نکل گیا اور میرا سارا سامان بھی لٹ گیا۔ وہاں سے میں وطن کی طرف چلا۔ راستے میں قدوۃ السالکین شیخ حمزہ کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بعد میں جب وطن کی طرف روانہ ہوا تو پاس میں ایک تنگہ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ جب ہم دہلی پہنچے تو وہاں بازار میں ایک شخص تیر ریشمانی بیچ رہا تھا۔ ساتھیوں سے تین روپے قرض لے کر میں نے اسے خرید لیا میرے ساتھیوں کو میری یہ بات بڑی گراں گزری کیونکہ ان لوگوں کے پاس بھی ان تین روپوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اور وہ بھی خرچ ہو گیا۔ ان لوگوں نے مجھے بہت ملامت کی۔ غم والم میں میں نے دعا کی کہ الٰہی، تیری مہربانی پر

Marfat.com

مجھے بڑا بھروسہ ہے ایسا کر کہ مجھے دوستوں کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اسی سوچ و فکر میں میں اس تیر کو دیکھ رہا تھا۔ ایک جگہ جھکایا تو سونے کا حلقہ نظر آیا پھر میں نے اسے توڑا تو تقریباً اسی تولہ سونا اس میں سے نکل آیا میں نے بیچ کر ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ اور منزل بہ منزل بہت آرام سے وطن پہنچ کر اپنے والد ماجد کی قدمبوسی حاصل کی۔ اس کے بعد کئی مرتبہ سپہ گری کے سلسلے میں ملتان، لاہور، گجرات اور جونپور جانا ہوا۔ لیکن کچھ پیسے ہاتھ نہیں آتے تھے۔ اس لئے کہ والد ماجد نے رخصت کرنے کے وقت ہی فرمادیا تھا کہ شیخ عبدالسلام! پروردگار نے تجھ کو کسی اور کام کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہے۔ فکر معاش میں سرگرداں ہونے کے لئے نہیں۔ بالآخر میرا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا۔ اور عشق الٰہی کی طرف متوجہ ہوا۔ میں نے ترک دنیا کر کے جو کچھ مال و متاع میرے پاس تھا فقرا کو تقسیم کر دیا اور قلندرانہ نکل کھڑا ہوا۔

ریاضت و مجاہدہ

جونپور میں اس زمانے میں بہت سے مشائخ تھے جیسے شیخ بہاء الدین، میر سید علی قوام شیخ شمس الدین ساوجی، وغیرہ میں ان سب سے ملا۔ اسی طرح بہار میں شیخ علی مغربی مولانا حسام الدین بغدادی، اور شیخ صلاح سے اور کورہ و کمالم پور میں مولانا علی احمد، اور شیخ عبدالصمد سے اور رانتھی میں شیخ نظام سے اور گجرات میں قاضی محمود وغیرہ سے ملتا رہا اور ان سے فیض اور نعمت بقدر استطاعت حاصل کرتا رہا چونکہ میری بیعت کسی اور سے مقدر ہو چکی تھی۔ ہر طرف گھومنے کے بعد وطن واپس ہوا اور آستانہ بوسی سے مشرف ہوا حضرت اقدس نے میری حالت دیکھی تو بہت زیادہ شفقت سے پیش آئے۔ اور پیر پیراں ، شمس الاولیاء حضرت مخدوم شیخ شمس الدین ترک قدس اللہ سرہٗ کے روضہ کے پاس مجھے معتکف کرا کر فرمایا کہ اے فرزند! خاطر جمع رکھو تم بہت جلد مرتبۂ اعلٰے پر پہنچو گے اور میرے جانشین ہو گے۔ اور اپنی ہدایت اور ارشاد سے بہت سے لوگوں کو منزل مقصود تک پہنچاؤ گے، پھر میں نے سخت ریاضت اور مجاہدہ شروع کیا۔ ایک چلہ بھی نہ گزرا ہوگا۔ کہ حضرت شیخ نظام نارنولی قدس اللہ سرہٗ کو میں نے اپنے حجرے کے دروازہ پر دیکھا کہ وہ مجھے اشارے سے بلا رہے ہیں۔ مجھے پھر صبر و برداشت کی قوت نہ رہی۔ ؂

مست و مدہوش آں جمال شدم ، طالب جرعۂ وصال شدم

گریبان، چاک، سر و پا برہنہ نکل کھڑا ہوا۔ مجھے خود پتہ نہ تھا کہ کہاں جا رہا ہوں۔ نہ کھانے کا ہوش تھا نہ سونے کا.

اعلیٰ کی وجہ تسمیہ

چند روز کے بعد غیب کی رہبری پر میں خود بخود نارنول پہنچ گیا۔ ابھی میں شہر میں داخل نہیں ہوا تھا کہ حضرت اقدس نے عمامہ اور نعلین خاصہ اپنے ایک خادم کی معرفت بھیجا۔ پھر خانقاہ کے اندر جانے سے پہلے حضرت کا ایک دوسرا خادم ایک کاغذ لیے ہوئے آیا۔ اور مجھے حوالہ کر کے بولا کہ حضرت شیخ نے یہ اسم اعظم اپنے دست مبارک سے لکھ کر بھیجا ہے۔ اور حکم فرمایا ہے کہ اسم اعظم کو کچھ دنوں تک پڑھو کر دل روشن ہو پھر میرے حضور میں آنا۔ چنانچہ حسب ہدایت سات روز تک مسجد کفش دوزاں میں قیام کر کے میں وہ اسم اعظم پڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے قلب کی صفائی حد درجہ ہو گئی اور میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ آپ بڑی شفقت اور عنایت سے پیش آئے اور فرمایا کہ بحمد اللہ تم سب سے اعلیٰ ہوئے بس اسی روز سے میں اعلیٰ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور حضرت کے اشارہ پر بشارت کے مطابق میں نے اپنے شجرے میں بھی داخل کر لیا۔ اس کے بعد ایک سال پانچ ماہ اور سات روز تک میں حضرت کی خدمت میں رہ کر چلہ کش رہا اور ریاضت و مجاہدہ کرتا رہا

خرقہ فقر و ارادت

یہاں تک کہ ایک دن انہوں نے اپنے حجرے میں بلا کر فرمایا کہ بابائے من! چودہ خانوادوں سے جو کچھ نعمتیں مجھ کو ملی ہیں آج تمہیں میں عنایت کر رہا ہوں اور وطن واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ آج تین روز سے تمہارے جد بزرگوار حضرت قطب ربانی شیخ جلال الدین کبیر الاولیا قدس اللہ سرہٗ متواتر مجھے خواب میں ہدایت فرما رہے ہیں۔ کہ میرے نبیرہ کو جلد رخصت کر دو۔ اس لئے کہ اس کے بغیر میری گدی خالی ہے یہ سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ گدی خالی ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ پھر حضرت اقدس نے خرقہ خاص اور مسند نعلین عصا اور تسبیح مجھے عنائت فرمایا۔ وہاں سے رخصت ہو کر جب میں آگرہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ میرے والد ماجد حضرت شیخ نظام الدین پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز نے رحلت فرمائی۔ تب میں نے سمجھا کہ جگہ خالی ہونے سے کیا مراد تھی پانی پت پہنچ کر پیروں کی امانت جو پدر بزرگوار نے میرے لئے چھوڑی تھی مجھ کو مل گئی اور میں مسند سجادگی پر بیٹھا

غیب سے غذا کی فراہمی

اوائل زمانے میں حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلیٰ قدس اللہ سرہٗ ایک غار میں جو کہ شیخ محمد مودودؒ کے مقبرہ میں واقع تھا۔ پانچ روز تک بغیر کھائے پیئے مقیم رہے اور دل میں انہوں نے طے کر لیا تھا۔ کہ جب تک غیب سے کوئی چیز نہیں آئے گی افطار نہیں کریں گے۔ کمزوری حد درجہ ہو گئی۔ چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی اور آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا۔ یکایک باہر سے آواز آئی کہ اے اعلیٰ! باہر آؤ۔ وہ

مشکل سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک نورانی شکل والے بزرگ کوئی چیز سفید سی ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں نزدیک پہنچے تو انہوں نے توڑ توڑ کر اسے کھلایا۔ وہ روٹی کی شکل کی تھی۔ لیکن رنگ اور ذائقہ روٹی جیسا نہ تھا۔ پھر وہ مردِ غیبی چلے گئے۔ حضرت پیر دستگیر کو افسوس ہوا کہ ان سے اپنی مشکلات کیوں نہیں دور کرائیں۔ اسی رات کو حضرت نے خواب میں ان ہی بزرگ کو دیکھا اور جو کچھ پوچھنا تھا پوچھا۔

اولیائے کرام کا مرتبہ

ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلٰے قدس اللہ سرہٗ اپنے جد کلاں حضرت قطب ربانی کے عرس میں حاضر تھے۔ شہر اور نواح کے بھی بہت سے اکابر موجود تھے ان میں ایک شخص پانی پت کے رہنے والے مرزا محمد بھی بغل میں کھڑے تھے۔ یکایک کسی شخص سے گفتگو کرنے کے دوران ان کی زبان سے نکل گیا۔ کہ آج کل کوئی ایسا درویش نہیں ہے جس کے سماع میں اثر ہو۔ حضرت نے یہ بات سن لی تو ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس بات سے توبہ کرو۔ اور ہرگز اس طرح کا خطرہ دل میں نہ لاؤ۔ دنیا اولیا اللہ ہی کی وجہ سے قائم ہے ورنہ فنا ہو جائے پھر قوالوں کی طرف اشارہ کیا کہ کچھ شروع کریں۔ ان لوگوں نے ایک شعر گانا شروع کیا۔ آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی۔ اسی عالم میں انہوں نے مرزا کا ہاتھ پکڑ کر معانقہ دیا اور وہ تھوڑی دیر کے بعد ماہی بے آب کی طرح تڑپتے ہوئے گرے۔ لوگوں نے ان کو بے ہوشی کے عالم میں گھر پہنچایا۔ دوسرے روز مرزا آستانہ اعلٰے پر حاضر ہو کر معافی طلب ہوئے اور اپنے خیالات سے توبہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آئندہ سے خیال رکھنا اور اس طرح کا خطرہ پیدا ہو تو اپنے پیران سلاسل کے توسط سے توبہ کرنا: ؎

خاکساران جہاں را بہ حقارت منگر ∴ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

کرامت

نادر الزماں عصر و ثانی مولانا طاہری جو عرصہ سے پانی پت میں مقیم ہیں۔ اور ہمارے پیر دستگیر حضرت شاہ اعلٰے قدس اللہ سرہٗ کے معتقدین میں ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلٰے قدس اللہ سرہ نے مخدوم شیخ شرف الدین بو علی قلندر کی نذر مانی تھی۔ اور اسے وہ باگھوٹی میں جا کر ادا کرنا چاہتے تھے۔ میرے ساتھ یہ بات طے ہوئی کہ نماز صبح میں ان کے ساتھ ادا کروں اور اسی وقت ساتھ روانہ ہوں ایک پہر رات رہتے ہی بادل گھر آیا اور ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔ صبح تک یہی حالت رہی تو میں رک گیا۔ اس درمیان میں حضرت اقدس نے مخدوم زادہ برجادہ صاحب سجادہ حضرت میاں شاہ محمد ولد حضرت شاہ منصور کو میرے بلانے کے لئے بھیجا انکے

ساتھ میں فوراً روانہ ہوا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا کہ باگھوٹی چل کر قطب ابدال حضرت بوعلی قلندرؒ کی نذر اتاریں۔ میں نے عرض کیا کہ بارش ہو رہی ہے۔ اور باگھوٹی میں بارش سے بچنے کے لئے سایہ بھی نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ آج موقوف کیا جائے اور کل ہم لوگ چلیں۔ بارش بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ لیکن حضرت نے کہا کہ جو کچھ ہو مجھ کو آج جانا ہی ہے۔ میں نے عرض کی تو پھر مجھے بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا خاطر جمع رکھو انشاء اللہ بارش سے تم لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ چنانچہ ہم سب باگھوٹی روانہ ہوئے ساتھ ہی بہت سے مریدان اور معتقدین بھی تھے۔ اللہ کی شان سے دائیں بائیں ہم لوگوں کے بارش ہو رہی تھی لیکن ہم لوگوں پر پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں گر رہا تھا۔ باگھوٹی پہنچ کر ہم لوگوں نے کافی روٹی اور یخنی پکائی۔ اور لوگوں میں تقسیم کی باگھوٹی کے چاروں طرف بارش ہوتی رہی لیکن جہاں پر ہم لوگ تھے وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی بلکہ آسمان پر اتنی دور میں ابر بھی نہیں تھا۔

ایک مرید کی دستگیری

حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلے قدس اللہ سرہ کے مریدوں میں ایک حلوائی نے اپنی ساری زندگی کما کر کچھ اشرفیاں جمع کی تھیں اور اسے ایک ظرف میں رکھ کر دفن کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ اس کو ضرورت ہوئی تو اس نے نکالنا چاہا بہت تلاش کیا نہیں ملا۔ گھبرایا ہوا حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ اچھی طرح تلاش کرو۔ انشاء اللہ مل جائے گا اس نے جا کر پھر زمین کھودی اور تمام تلاش کیا کچھ پتہ ملا۔ ناامید ہو کر وہ کھودنے کی ہر چیز ہاتھ میں لئے ہوئے حضرت کے سامنے آ کر فریادی ہوا کہ اے پیر دستگیر! خدا کے لئے میری مدد کیجئے۔ میں نے آپ کا دامن دین و دنیا کی مشکلکشائی کیلئے ہی تھاما ہے غصہ سے آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اٹھے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر کی طرف لے گئے۔ گھر پہنچ کر اس کے ہاتھ سے تیشہ لے کر زمین پر مارا اور فرمایا کہ اس جگہ کھود۔ اس نے کھودا تو دو تین ہی ہاتھ مارنے پر اشرفی سے بھرا ہوا ظرف نکل آیا۔ وہ خوشی سے بے قابو ہو کر حضرت کے قدموں سے لپٹ گیا۔ حضرت نے اس کا قصور معاف کر دیا اشرفیوں میں سے کچھ بہت عاجزی سے اس نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے قبول نہیں فرمایا اور واپس کر دیا۔ اسی طرح جورہ کے رہنے والے بہار خان کے ساتھ بھی واقعہ ہوا۔ ان کی بھی کوئی چیز گم ہو گئی حضرت کی دعا سے مل گئی۔

Marfat.com

گستاخی کا انجام

ایک مرتبہ چار پانچ شخص حضرت کے آزمانے کے لیے چلے راستے میں ان میں سے ایک نے دل میں رکھا کہ اگر حضرت ہم لوگوں کے پہنچتے ہی گرم حلوہ کھلادیں تو کتنا اچھا ہو۔ دوسرے نے دل میں رکھا کہ اگر روٹی اور مرغ بھنا ہوا کھلادیں تو ایک بات ہو۔ ان میں سے ایک جو بہت بد اعتقاد اور گستاخ تھا بولا کہ بے موسم کا ولایتی خربوزہ کھلادیں تو البتہ بزرگی سمجھی جائے، اسی طرح بات کرتے وہ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان لوگوں کو مہربانی سے بٹھایا۔ اور جس نے جس جس کھانے کی خواہش دل میں رکھی تھی وہ اس کے سامنے لاکر رکھ دی۔ لیکن جس نے خربوزہ دل میں رکھا تھا۔ اس سے فرمایا کہ اے فرزند تم نے جس چیز کی خواہش کی ہے وہ اس وقت تو موجود نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے کرم سے تھوڑی ہی دیر میں تم کو مل جائے گی۔ اسی اثنا میں حضرت کا ایک مرید جو ولایت گیا ہوا تھا۔ واپسی میں حضرت کے لیے خربوزہ ولائتی لیے ہوئے آیا۔ اور اسی طرح کپڑے میں بندھا ہوا پیش کیا۔ حضرت نے وہ خربوزہ اسی طرح اس آدمی کی طرف بڑھادیا جو خربوزہ کھانے کی خواہش دل میں لے کر آیا تھا۔ وہ سب تعریف و ستائش کرتے ہوئے واپس ہوئے مگر وہ بے ادب جس نے خربوزہ مانگا تھا دوستوں کے سامنے مضحکہ اڑانے لگا کہ حضرت کی کرامت دیکھو کہ مجھے خربوزہ بھی دیا تو سڑا ہوا لوگوں نے اس کو لاکھ سمجھایا کہ اتنے بڑے بزرگ کامل کی شان میں اس طرح گستاخی کرنا مناسب نہیں۔ وہ خربوزہ ہو سکتا ہے کہ تیری بد اعتقادی کے باعث ضائع ہو گیا ہو۔ لیکن وہ بدبخت اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ اور مضحکہ اڑاتا ہی رہا۔ اس واقعہ کو چودہ روز بھی نہیں گزرے تھے۔ کہ اس کو کوئی سخت مرض لاحق ہو گیا لاکھ علاج کرایا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور تکلیف سے مرا۔

راز پوشیدہ رکھنے کی ہدایت

شیخ نظام پانی پتی جو کہ قطب الاولیا حضرت مخدوم شیخ زینا قدس اللہ سرہٗ کے فرزندان اور حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلے کے مریدوں میں ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی کام سے میں کابل جا رہا تھا دریائے اٹک کے پاس پہنچ کر کشتی میں سوار ہوا۔ دریا کے دوسری طرف ایک چٹان کوہ داری جلالیہ نام کا تھا۔ وہ بڑا خطرناک تھا۔ اکثر کشتی اس سے ٹکرا کر تباہ ہو جاتی تھی یکایک میری کشتی بھی اس سے ٹکرا گئی اور ڈوبنے لگی۔ اس کشتی پر سوار سب لوگ زندگی سے ناامید ہو گئے۔ مجھے اپنے پیر کی یہ ہدایت یاد آ گئی کہ مشکل اور مصیبت میں مجھ کو یاد کر لینا۔ میں نے فوراً ان کو یاد کیا اور مدد چاہی۔ اسی لمحہ میں نے حضرت کو ایک آدمی کے ساتھ

Marfat.com

کشتی کے کنارے کھڑا دیکھا۔ اور وہ اس آدمی کو اشارے سے کہہ رہے تھے کہ کشتی کو کنارے پر پہنچاؤ۔ اس آدمی نے اور حضرت نے بھی کشتی میں ہاتھ لگایا۔ اور چشم زدن میں کشتی کنارے پر لگی ہوئی تھی کشتی پر جتنے لوگ تھے سبھوں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے۔ جن کی توجہ اور مہربانی سے ہم لوگوں کی جان بچ گئی اور خطرہ دور رہا۔ میں نے کہا دوستو! یہ میرے پیر دستگیر حضرت شاہ اعلے نبیرہ و سجادہ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتیؒ تھے۔ سب لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور حضرت کی کرامت کی تعریف کی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب میں کابل سے واپس وطن پہنچا تو میں نے حضرت پیر دستگیر سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ پیران کی مدد ہر جگہ ہے۔ لیکن مریدوں کو اپنے پیران کا راز ہر جگہ ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔

شیخ قاسم کی مدد

ایک موقع پر حضرت پیر دستگیر پانی پت سے فقیر (مصنف سیر الاقطاب) کے گھر کرانہ تشریف لائے۔ خاندان کے تمام لوگ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اس زمانے میں میرے بڑے چچا مقرب خان پٹنہ کے صوبہ دار ہو کر گئے تھے۔ ان کے ساتھ میرے بڑے بھائی شیخ قاسم بھی جو علوم صوری و معنوی میں لاثانی تھے۔ اپنے بال بچوں اور مال و متاع کے ساتھ کشتی کے ذریعہ روانہ ہوئے تھے۔ حضرت پیر دستگیر نے میرے والد سے فرمایا کہ ان دنوں تمہارے بھائی کے لشکر سے ایک خراب خبر آئے گی۔ لیکن تم گھبرانا نہیں بہ فضل الٰہی سب خیریت ہی رہے گی۔ آج شب کو حضرت قطب ربانی کے ہمراہ میں تمہارے فرزند شیخ قاسم کی مدد کے لئے گیا تھا۔ شیخ قاسم اپنے زن و فرزند کے ساتھ جس کشتی پر سوار جا رہے تھے۔ وہ کشتی ڈوب رہی تھی۔ لیکن اللہ کے حکم سے شیخ قاسم اپنے زن و فرزند اور خویشاں من کے ساتھ بچا لیے گئے۔ لیکن مال و متاع اور دوسرے ساتھی جو اس کشتی پر تھے ڈوب گئے۔ میں یہی خبر دینے کے لئے تمہارے یہاں آ گیا تھا۔ دوسرے روز حضرت پانی پت تشریف لے گئے کچھ دنوں کے بعد ایک قاصد اس طرف سے کشتی کے اسی روز ڈوبنے اور شیخ قاسم معہ زن و فرزند و خویشاں من کے بچ جانے کی خبر لے کر آیا جس دن کے بارے میں حضرت نے فرمایا تھا۔ سب لوگ حیران رہ گئے۔ اور ہم لوگ نذر ترتیب دیکر خدمت اقدس میں لے گئے۔ جسے حضرت نے قبول فرمایا۔

جنات کی حاضری

ایک مجلس میں حضرت پیر زادہ شیخ محمد سلمہ اللہ تعالٰے مسند خلافت پر تشریف فرما تھے یہ فقیر (مصنف سیر الاقطاب) بھی حاضر تھا۔ بزرگوں کے بارے میں گفتگو ہوتے ہوتے

بحث یہ چھڑ گئی کہ اولیاء اللہ کی خدمت میں جنات بھی آکر کسب کمال کرتے ہیں۔ حضرت پیرزادہ نے فرمایا کہ ہاں یہ صحیح ہے۔ میں نے اپنے جد بزرگوار حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں خود دیکھا ہے۔ اور اس وقت بھی بدھ نام کا جن خرما کے درخت پر جو خانقاہ کے کنارے حضرت کا لگایا ہوا ہے موجود ہے۔ لوگ اس کو اپنی آنکھ سے بھی دیکھ سکتے ہیں اس کے علاوہ ایک دوسرے جن کو جس کا نام جمال تھا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں اس فقیر (مصنف سیر الاقطاب) نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ بچپن میں ایک رات میں حضرت پیر شاہ اعلیٰ کی خدمت میں سویا ہوا تھا۔ آدھی رات گزری ہو گی کہ حضرت نے آواز دی کہ جمال آفتابہ حاجتی لاؤ۔ میں حضرت کی آواز سے جاگ گیا دیکھا کہ ایک سفید پوش لانبا سا آدمی آفتابہ ہاتھ میں لیے حضرت کی چارپائی کے نزدیک کھڑا ہے۔ حضرت جب استنجا سے فارغ ہوئے تو وہی شخص آفتابہ حاجت ایک طرف رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جمال جاؤ اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ چند قدم چل کر یکایک غائب ہو گیا۔ میں نے خوفزدہ ہو کر حضرت سے پوچھا کہ یہ کون ہے حضرت نے خاموش رہنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا کہ تو کیا جانے جوان باتوں کو پوچھتا ہے۔

نور باطنی

ایک مرتبہ یہ فقیر (مصنف سیر الاقطاب) حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں گیا۔ کمسنی یا کم ظرفی کے باعث دل میں یہ خطرہ گزرا کہ اگر وہاں پہنچتے ہی حضرت کا الوش (بچا ہوا کھانا) کھانے کو مل جائے تو کتنا اچھا ہو۔ جب خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ مجھ کو دیکھ کر بڑی شفقت سے پیش آئے اور بیٹھ کر کھانے کا اشارہ فرمایا۔ غلام کو ہر چند حضرت کے برابر بیٹھ کر کھانا مناسب نہ معلوم ہوتا تھا اور اس بنا پر میں نے عذر بھی کیا لیکن حضرت نے زور دے کر فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے۔ تجھے الوش کی خواہش ہے۔ کھالے۔ پھر فقیر نے سیر ہو کر کھایا۔ اس کے بعد بھی اکثر اوقات بے عقلی اور تقاضائے طفلی کی وجہ سے دل میں کوئی بات آ جاتی تھی۔ حضرت نور باطنی سے پتہ چلا لیتے تھے۔ اس جگہ ان تمام باتوں کا لکھنا مشکل ہے۔ لیکن حضرت کے ملفوظ جواہر اعلیٰ میں کچھ میں نے لکھا ہے۔

شیخ محمد کی خلافت کا واقعہ

اب میں اس جگہ حضرت پیرزادہ صاحب سجادہ حضرت شیخ محمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی خلافت سے متعلق چند سطور لکھوں گا۔

حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالسلام شاہ اعلیٰ کے دو فرزند تھے۔ ایک کا نام شیخ نور حؒ اور دوسرے کا شیخ منصور تھا

دونوں صاحبزادگان جوان و صاحب فرزنداں تھے۔ قضائے الٰہی سے حضرت شیخ نور کا انتقال ہو گیا۔ حضرت پیر دستگیر نے خلافت و سجادگی شیخ منصور کو عنایت فرمائی۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ منصور کا بھی وصال ہو گیا۔ وصال کے وقت آپ نے چھ ماہ کا ایک فرزند چھوڑا جن کا نام حضرت شاہ محمد رکھا گیا تھا۔ حضرت شیخ محمد کی والدہ ماجدہ کا پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا۔ اور سوائے آپ کے اب کوئی بنائرہ میں سے حضرت پیر دستگیر کے باقی نہ رہا تھا غرض دریائے منصوری کے اس درِ یتیم کی حضرت پیر دستگیر نے اپنے زیر نگرانی پرورش و پرداخت کی اور تعلیم و تربیت فرمائی۔ جب حضرت شیخ محمد چودہ برس کے ہوئے تو ایک روز راس دعا گو (مصنف سیر الاقطاب) کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر حضرت پیر دستگیر اپنے سامنے ہی خلافت اور سجادہ اپنے بنیرہ کو عنایت فرمائیں تو کتنا اچھا ہو۔ اس سلسلے میں میں نے جس سے بھی مشورہ کیا۔ سبھوں نے پسند کیا۔ چنانچہ ۱۲ محرم الحرام ۱۰۲۳ھ کو یہ غلام اور قاضی نظام ولد قاضی سالم کرانوی حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملک سلیمان، افغان، جو پانی پت کے زمیندار اور اس خاندان عالی شان کے آباؤ اجداد سے مرید اور معتقد چلے آتے ہیں۔ بھی اسوقت خدمت اقدس میں موجود تھے۔ ہم سب لوگوں نے ملکر پیرزادہ شیخ محمد ولد شیخ منصور کی خلافت کے لیے درخواست کی۔ حکم ہوا کہ تم لوگوں کی درخواست قبول ہوئی۔ اس وقت جاؤ اور کل جو روز سعید ہے آؤ۔ جب رات ہوئی تو حضرت پیر دستگیر نے پیرزادہ کو حکم دیا کہ غسل کر کے آؤ۔ وہ چراغ خاندان جلالی جب غسل کر کے حجرہ میں آئے تو حضرت پیر دستگیر نے اسمائے الٰہی کی تلقین فرمائی۔ صبح کے وقت ہم لوگ پہنچے تو کچھ من شیرینی لانے کا حکم ہوا۔ غلاموں نے حاضر خدمت کی جو فاتحہ کے بعد تقسیم کی گئی۔ پھر حضرت پیرزادہ کو بلا کر مرید فرمایا کلاہ چہار ترکی اپنے سر سے اتار کر پہنایا اور قینچی چلائی۔ پھر دو رکعت نماز پڑھوانے کے بعد اپنا پیراہن جو پہنے ہوئے تھے اتار کر پیرزادہ کو پہنایا۔ تسبیح عنایت فرمائی اور استغفر اللہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ آخر میں حضرت شمس الاولیا کا عصا حضرت قطب ربانی کی تسبیح اور بزرگوں کا خرقہ جو پشت در پشت چلا آرہا تھا حوالہ کر کے فرمایا کہ پیراں چہاردہ خانوادہ سے جو کچھ نعمتیں مجھ کو ملی تھیں میں فرزند شیخ محمد کو عطا کر رہا ہوں۔ پھر حسب الحکم حضرت پیرزادہ چنڈول پر سوار ہو کر مریداں اور خدام کے جلو میں حضرت شمس الاولیا شیخ شمس الدین ترک اور حضرت قطب ابدال شیخ شرف الدین بو علی قلندر اور قطب الاقطاب مخدوم جلال الدین محمد کبیر الاولیا قدس اللہ اسرارہم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کر کے حضرت پیر دستگیر کی خدمت اقدس میں واپس ہوئے۔ حضرت اقدس نے انکو اپنے سامنے بٹھلایا اور دیر تک روتے رہے پھر

Marfat.com

ملک سلیمان کے چھوٹے لڑکے سعید خاں کو بلوا کر پیر زادہ سے مرید کروادیا۔

حضرت اقدس کی خانقاہ میں ایک کنواں تھا جس کا پانی شور تھا۔ لوگوں نے حضرت سے اس کی شکایت کی اسی دوران میں کئی کاک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی درگاہ سے ایک شخص تبرک لایا۔ حضرت نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کنواں میں ڈال دیا اور فرمایا کہ انشاء اللہ اس کا پانی شیریں ہو جائے گا۔ اور وہی ہوا۔ اس کے بعد سے اس کا پانی شیریں اور میٹھا ہو گیا۔

وفات حضرت شیخ عبدالسلام شاہ اعلےٰ قدس اللہ سرہٗ نے ایک سو پچیس برس سے زیادہ عمر پائی تھی۔ ایک مرتبہ دانت ٹوٹ کر پھر نکل آئے تھے۔ اور بال سفید ہو کر سیاہ ہو گئے اور پھر سفید ہو گئے۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ کے بارے میں یہ اشعار کہے تھے۔

بساں او دریں عالم بگو کیست　　کہ باشد عمرش افزوں از صد و بیست
پس از صد سال دنداں باز روئید　　چنیں پیرے تحدا ایں ہیچ کس دید
دوبارہ شد سیہ موئے سفیدش　　سفیدی داد دوبارہ نویدش!!
امام و ہادی برنا و پیر است　　کہ ہم پیر است و ہم روشن ضمیر است

آپ کا وصال ۲۵ ماہ ربیع الاول روز چہار شنبہ ۱۰۳۳ھ کو ہوا۔ آپ کا مقبرہ مبارک حسب الحکم خانقاہ کے اندر بنایا گیا (مصنف سیر الاقطاب) نے چند اشعار تاریخ وصال کے سلسلے میں نظم کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

دریائے کشف و کان کرامت و ملک جود　　کز فیض او گرفت جہاں عدم وجود
شیخ یگانہ پیر زمانہ کہ از نگاہ　　چشم و چراغ اہل جہاں را ضیا فزود
تا از دولت چو سال وصالش نخواستم　　آمد مرا ز غیب ندا شیخ قطب بود
۱۰۳۳ھ

روضہ کی تعمیر حضرت اقدس کے وصال کے دو سال کئی ماہ بعد مسماۃ روشنا بی صاحب سلطان نے جو حضرت پیر دستگیر کی مرید ہیں۔ روضہ مقدسہ کی تعمیر کیلئے فتح پور سیکری سے سنگ سرخ منگوایا۔ روضہ کی تعمیر ابھی شروع ہی ہوئی تھی کہ ایک رات کو اس کے انجنیئر نے خواب دیکھا کہ حضرت پیر دستگیر اپنی تربت پر کھڑے فرما رہے ہیں کہ تم لوگوں کے بنیاد پر کھڑکر نے

کے درمیان ایک اینٹ صندوق کے تختہ پر گر گئی ہے اور تختہ توڑ کر میرے بائیں زانو پر پڑی ہوئی ہے۔ جلد ہی اس اینٹ کے ٹکڑے کو نکال کر ٹھیک کر دو۔ صبح کے وقت انجنیئر نے روشنابی صاحبہ کے پاس جا کر رات کے خواب کی حقیقت بیان کی۔ روشنابی صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت پیر دستگیر نے جیسا خواب میں فرمایا ہے اسی کے مطابق کیا جائے کیونکہ وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تمام اکابر شہر اور مریدوں نے جمع ہو کر صندوق کو کھولا تو بالکل خواب کے مطابق پایا۔ تابوت کے اوپر سے اینٹ کے ٹکڑے کو ہٹایا گیا۔ جسم سالم اور چہرہ منور تھا۔ جیسے کوئی خواب میں ہو۔ تمام حاضرین دنگ رہ گئے اور تسبیح و درود پڑھنے لگے۔ روئے انور کی زیارت کے بعد گلاب و عنبر جسم مبارک پر چھڑک کر اور فاتحہ پڑھ کر لوگوں نے مرقد مبارک کو درست کر کے پھر تعمیر کا کام شروع کیا۔ اور وہ روضہ مقدسہ آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حق سبحانہ تعالٰے کی عنایت اور حضرت رسالت پناہی کی مدد سے مجھے اس کتاب سیر الاقطاب کے لکھنے کی توفیق عطا ہوئی جسے میں نے سنہ ۱۰۳۶ھ میں لکھنا شروع کیا اور بفضل الٰہی محنت شاقہ کے بعد سنہ ۱۰۵۶ھ میں مکمل کی چنانچہ اس کی تاریخ اتمام یہ ہے ؎

مرتب شد چو ایں بحر معانی　　　به لطف ایزد دانا و دادار!
شدم اندر پے تاریخ در فکر　　　ز لوح غیب تا گردد چہ اظہار
اگر چہ سالہا بردم بسے رنج　　　ولے شد عاقبت دولت پدیدار
خدا را شکر گویم بے نہایت　　　کہ لطف او نمود انجام ایں کار
بدل تاریخ اتمامش چو جستم　　　ندا آمد سراسر گنج اسرار

تمام شد

Marfat.com

سیر الاقطاب

اردو ترجمہ

تذکرۂ خواجگانِ چشت

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ۔ کراچی ۱

Marfat.com